الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

وہابی، دیوبندی، اہلحدیث و نجدی بدعاتی کی نقاب کشائی

یعنی

بدعاتِ وہابیہ کا علمی و تحقیقی محاسبہ

مؤلف

مناظر اہل سنت حضرت علامہ و مولانا مفتی

محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی مہراج گنجوی

دار العلوم محمدیہ، اوشیورہ برج جوگیشوری (ویسٹ) ممبئی، انڈیا

تقسیم کار

جماعتِ رضائے مصطفیٰ

شاخ جوگیشوری ممبئی

ناشر

مجددِ الفِ ثانی دار الاشاعت

جوگیشوری ممبئی

''وہابی، دیوبندی، اہلحدیث اورنجدی بدعات'' کی نقاب کشائی

بدعاتِ وہابیہ

کا

علمی و تحقیقی محاسبہ

مناظر اہل سنت حضرت علامہ ومولانا

مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی

دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج، جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی، انڈیا

نام کتاب : بدعات وہابیہ کا علمی و تحقیقی محاسبہ

مؤلف : مناظر اہل سنت حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی

معاون : مجاہد سنیت مولانا احمد رضا قادری رضوی سہارنپوری

پروف ریڈنگ : حضرت مولانا شبیر احمد عرف شاہر رضا

سیٹنگ و کمپوزنگ : محمد ارشاد احمد مصباحی۔ 9833844851

دار الاشاعت : دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج، جوگیشوری، ممبئی

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۴۰ھ اکتوبر ۲۰۱۸ء

ناشر : مجدد الف ثانی دار الاشاعت جوگیشوری ممبئی

تقسیم کار : جماعت رضائے مصطفےٰ جوگیشوری ویسٹ، ممبئی

رابطہ : دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری، ممبئی

موبائل : 022-26788628 ☆ 9820748507

9833844851 ☆ 7219839370

فہرست

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو عالم اسلام کی ان دو عظیم علمی وروحانی شخصیتوں کے نام کرتے ہوئے فخر وطمانیت محسوس کرتا ہوں جن کی زندگی کا ہر لمحہ بدعات ومنکرات کے خلاف جہاد سے عبارت ہے یعنی

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین امام ربانی مجدد الف ثانی حضور سیدنا

شیخ احمد فاروقی سرہندی

رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

و

آیۃ من آیات اللہ معجزۃ من معجزات المصطفیٰ مجدد اعظم امام اہل سنت حضور سیدنا

الشیخ الشاہ احمد رضا خان

محدث بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

وہابیوں اور دیوبندیوں کی بدعات ایک نظر میں

دیوبندی مکتبۂ فکر کی مشہور بدعات	سعودی/اہلحدیث مکتبۂ فکر کی مشہور بدعات
❁ دعا بعد عیدین وخطبہ ❁ زبان سے نماز کی نیت	❁ ہر سال 27 رمضان کی اجتماعی دعا
❁ ختم بخاری، ختم خواجگان ، ختم خواجگان قادریہ	❁ رمضان کا اجتماعی اعتکاف ❁ من گھڑت درود
❁ سیرت النبی ﷺ کے جلسے/صحابہ کے ایام وجلوس	❁ ہر سال غسل کعبہ ❁ غسل گنبد خضرا
❁ تبلیغی جماعت کے مروجہ چلے	❁ عمامہ/ ٹوپی کی بجائے سعودی شماغ و عقال
❁ دلائل الخیرات کے غیر منقول درود اور وظائف وغیرہ	❁ سعودیہ کا نیشنل ڈے ''عید الوطنی'' / یوم الوطنی وغیرہ

تعارف مناظر اہل سنت

نام	:	محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی
والد کا نام	:	حضرت علامہ و مولانا محمد حنیف خان چتر ویدی
مکمل پتہ	:	مقام چھپیا بازار، پوسٹ سمرا چندرولی، ضلع مہراج گنج یوپی (انڈیا)
ولادت	:	۲۹ر اپریل ۱۹۷۹ء بروز اتوار بمقام چھپیا بازار پوسٹ سمرا چندرولی، ضلع مہراج گنج یوپی (انڈیا)
ابتدائی تعلیم	:	دار العلوم گلشن رضا چھپیا بازار، سمرا چندرولی، مہراج گنج
اعلیٰ تعلیم	:	درجۂ ثانیہ تا درجۂ فضیلت ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۹ء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
فراغت	:	یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰ر ستمبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار، بموقع عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی (انڈیا)
اسنادیں	:	منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل ادب، فاضل دینیات فاضل طب، عربی فارسی بورڈ لکھنؤ اتر پردیش ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی عالمیت و فضیلت، جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
تدریسی سفر	:	۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۵ء تک پہلی فارسی سے بخاری شریف تک دار العلوم مظہر العلوم گرسہائے گنج، ضلع قنوج، یوپی ۲۰۰۶ء سے ۲۰۰۷ء تک مسلسل دو سال معین المدرسین

کی حیثیت سے اعدادیہ تا سادسہ مادر علمی باغ فردوس
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی (انڈیا)
۲۰۰۹ء سے اب تک دارالعلوم مخدومیہ، اوشیورہ برج
جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲، بحیثیت صدر شعبۂ افتا
وشیخ الحدیث، اعدادیہ تا فضیلت

بحیثیت مناظر : پہلا مناظرہ ۱۹۹۶ء میں مفتی صاحب قبلہ نے اس وقت کیا جب کہ آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں جماعت خامسہ کے طالب علم تھے۔ آپ کے گھر سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک علاقہ ہے جس کا نام پرتاول چوک ہے جو ضلع مہراج گنج میں واقع ہے۔ پرتاول چوک کے چوراہے کی مسجد میں دیوبندیوں نے ایک بہت بڑا اجتماع کیا تھا۔ جس میں دیوبندی مولویوں نے اپنی باطنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تقریروں میں عقائد و معمولات اہل سنت کو نشانہ بنایا۔ اتفاق کی بات ہے کہ مفتی صاحب قبلہ اس وقت گھر پر ہی تھے۔ جب آپ کو خبر لگی تو فوراً آپ اس اجتماع گاہ میں پہونچے اور ان بد باطن مولویوں کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنی حقانیت کا اتنا ہی زعم ہے تو آؤ میدان مناظرہ میں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے لگائے ہوئے چمن ''باغ فردوس'' میں پروان چڑھنے والے اس جماعت خامسہ کے طالب علم نے جب ان کے اکابرین کی کفریات کو حوالوں کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش کرنا شروع کیا تو دیوبندی مولویوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ پانچ منٹ سے زیادہ کوئی بھی مولوی بحث نہ کر سکا۔ بالآخر اپنے آقاؤں کو پکارتے ہوئے ''یا پولیس المدد'' کا نعرہ بلند کیا اور یکے بعد دیگرے سارے دیوبندی مولوی فرار ہو گئے۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ الاعلیٰ مفتی

صاحب قبلہ کامیاب وکامران ہوکر گھر لوٹے۔

دوسرا مناظرہ : مفتی صاحب قبلہ کا دوسرا مناظرہ وہابیوں کے مشہور مولوی غیاث الدین سلفی سے ۱۹۹۹ء میں ۲۷؍رمضان المبارک کو ہوا۔ اس مناظرے میں مسلسل دو گھنٹے کی بحث کے بعد اس وہابی ملا کو مفتی صاحب قبلہ سے مناظرہ کرنے کی غلطی کا زبردست احساس ہوا۔ برملا اس نے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں کوئی مناظر نہیں ہوں آپ مجھے اپنا موبائل نمبر دیں میں اپنی جماعت کے کسی بڑے مناظر سے بات کرکے آپ کو فون کروں گا۔ وہ خبیث سلفی ذلیل وخوار ہوکر بھاگا۔ پھر اسے آج تک فون کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

تیسرا مناظرہ : گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ) ممبئی کے غیر مقلدین نے کافی آتنک مچا رکھا تھا۔ اپنے خیال خام میں کہ سنیوں میں فی الحال ہمارے علاقے میں کوئی مناظر نہیں ہے، اس لئے اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد ومعمولات کے خلاف خوب بکواسیں کررہے تھے۔ رمضان المبارک ۲۰۱۴ء میں ان غیر مقلدوں کے بد باطن علماء نے میدان خالی دیکھ کر سنیوں کو مناظرے کا چیلنج دے ڈالا۔ مگر ان خبیثوں کو شاید شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پتہ نہیں تھا:

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست   شاید پلنگے خفتہ باشد

عوام وعلمائے اہل سنت والجماعت نے مناظرہ کرنے کے لئے مفتی صاحب قبلہ کو نامزد کیا۔ جب غیر مقلدوں کو معلوم ہوا کہ شیر رضا مناظر اسلام حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر رضا صاحب قبلہ ہماری سرکوبی کیلئے آرہے ہیں تو انہوں نے ٹال مٹول شروع کر دیا اور مناظرے سے پہلو تہی کرنے لگے۔ اپنی بے غیرتی اور بے چارگی کو چھپانے کے لئے میٹنگ پر میٹنگ کرتے رہے۔ چار پانچ میٹنگیں ہوئیں مگر کسی بھی میٹنگ میں

مناظرہ کا چیلنج دینے کے بعد بھی وہ بے غیرت مناظرے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

آخری میٹنگ میں مفتی صاحب قبلہ نے ان کے سامنے مناظرے کی چار صورتیں رکھیں کہ جس صورت کو بھی قبول کرلو، ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔(۱) مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے۔(۲) مخصوص افراد کی موجودگی میں بند کمرے میں مناظرہ کرو۔(۳) صرف پانچ پانچ افراد کی موجودگی میں مناظرہ کرلو۔(۴) مناظرہ نہ سہی افہام وتفہیم بصورت مباحثہ کرلو۔مگران کا مناظر کسی بھی صورت میں تیار نہ ہوااور یہ کہا کہ ہم تاریخ بتائیں گیاور وہ آج تک تاریخ ہی طے کررہے ہیں۔

چوتھا مناظرہ : اَکّی آلور کرناٹک میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر وہاں کے غیر مقلدوں نے اہل سنت والجماعت کے خلاف جلوس وعید میلاد النبی وغیرہ کے حوالے سے طرح طرح کی خوب بکواسیں کرتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔علماے اہل سنت نے چیلنج مناظرہ کوقبول کرلیااور شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے ۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء کی تاریخ متعین ہوئی۔کرناٹک کے علماے اہل سنت نے مفتی صاحب قبلہ سے رابطہ کیا،آپ نے فوراً حامی بھرتے ہوئے شرائط مناظرہ کی میٹنگ میں متعینہ وقت سے پہلے پہونچنے کی یقین دہانی کرائی۔چونکہ آپ مذہب وملت کا درد رکھتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کا جذبۂ بے کراں بھی۔اس لئے آپ ایک دن پہلے ہی پہونچ گئے۔حالات کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے وہاں کے علماء اہل سنت اور ذمہ داران کو کئی بیش قیمتی آرا سے نوازا جنھیں انھوں نے بطیب خاطر قبول کرلیا۔

۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو علماء حق اور علماء سو شرائط مناظرہ کی میٹنگ میں حاضر ہوئے۔ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے کی گفتگو کے باوجود(بے غیرت اور ذلیل وخوار غیر مقلد علماء طرح طرح کی بکواسیں، بلند بانگ دعوے اور چیلنج مناظرہ کرنے کے باوجود) مناظرے سے پہلو تہی کرتے رہے۔علمائے اہل سنت نے ان کی بزدلانہ اور شکست خوردہ ذہنیت کو بھانپتے

ہوئے انھیں کسی کروٹ چین سے بیٹھنے نہ دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ان کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی جائے تاکہ ان کی بے غیرتی کا جنازہ پوری دنیا دیکھ لے۔ جب انھیں کامل یقین ہو گیا کہ علمائے اہل سنت کسی بھی صورت میں چھوڑنے والے نہیں ہیں بلکہ مناظرہ کر کے ہی دم لیں گے۔ تب آخر میں جمعیت علمائے اہل حدیث کرناٹک کا صدر جلال الدین سلفی نے تحریری طور پر معافی مانگی اور لکھ کر دیا کہ ہم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اس شکست نامہ کو اخبارات اور سوشل میڈیا نے خوب زینت بخشی۔ اس طرح مفتی صاحب قبلہ کے کلیدی کردار اور علمائے اہل سنت کی محنتوں اور کوششوں کی بدولت ان وہابیوں اور غیر مقلدوں کی ذلت ورسوائی کا چرچا ہر سو عام ہوا۔

پانچواں مناظرہ : ۲۰۱۵ء میں گورے گاؤں، ممبئی کے ایک دیوبندی مولوی سلیم مظاہری نے سر ابھارا۔ اپنی خرافاتی تقریروں کے ذریعہ اکثر عوام اہل سنت کو پریشان کرتا تھا اور اس بے غیرت مولوی نے نداء یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مناظرہ کا اعلان کر دیا تھا۔ اس علاقے کے سنی نوجوانوں نے مفتی صاحب قبلہ کو اطلاع دی۔ اطلاع ملتے ہی آپ اس کی سرکوبی کے لئے پہونچ گئے۔ دو دن مناظرہ ہوا۔ ان دو دنوں میں مفتی صاحب قبلہ نے دلائل قاہرہ کے ذریعہ اپنے مدعا کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا اور تیسرے دن شکست خوردہ ہو کر مولوی سلیم مظاہری نے اعتراف کر لیا کہ اس مسئلے میں علمائے اہل سنت واقعی حق پر ہیں اور یارسول اللہ ﷺ دور سے یا قریب سے پکارنا جائز ہے۔ فللہ الحمد

چھٹا مناظرہ : انٹرنیٹ کی ایک سائٹ Youtube کے ذریعہ پاکستان کے بدنام زمانہ دیوبندی گروپ مولوی ابوایوب اینڈ کمپنی نے حسام الحرمین پر مناظرہ کا چیلنج کیا جسے مفتی صاحب نے قبول کر کے اس گروپ کو کیفر کردار تک پہونچایا۔ اس کی پوری تفصیل کو یوٹیوب پر mufti akhtar raza misbahi سرچ کر کے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

تقریر وتصنیف : اللہ رب العزت نے آپ کو خطابت کا زبردست ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اب تک ایمانی، حقانی، عرفانی، علمی، فکری، اصلاحی اور دعوت وتبلیغ کے حوالے سے سینکڑوں موضوعات پر بہترین اور شاندار خطابات آپ قوم کے حوالے کر چکے ہیں۔اس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بڑا عمدہ ذوق اور خاصہ شغف رکھتے ہیں۔ایک درجن سے زائد آپ کے مقالات مختلف اخبارات ورسائل کی زینت بن چکے ہیں۔سال ۲۰۱۶ء میں ایک ساتھ آپ کی دو کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں۔پہلی کتاب ''قہر خداوندی برفرقۂ دیو بندی'' کی دو جلدیں برصغیر ہند وپاک میں ایک ساتھ شائع ہوئیں جسے زبردست مقبولیت حاصل ہوئی۔ پاکستان میں چند مہینوں میں دو تین ایڈیشن کی ساری کاپیاں فروخت ہوگئیں۔ اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی برصغیر کے ایوان نجدیت میں زلزلہ برپا ہو گیا، وہابیت کی کوکھ سے جنم لینے والے تمام فرقہائے باطلہ پر ایسا کاری ضرب لگا جس سے ان کا سارا سکھ چین غارت ہو گیا۔دوسری کتاب ''عالمی میڈیا انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دلچسپ مناظرہ'' نے بھی خوب واہ واہی بٹوری۔آپ کی تیسری عظیم و مایہ ناز تصنیف ''بدعات وہابیہ کا علمی اور تحقیقی محاسبہ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بدعات کے حوالے سے آپ کی یہ بہت زبردست اور معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ پڑھیں اور دعاؤں سے نوازیں۔

شرف بیعت واجازت وخلافت : از عارف باللہ شیخ المشائخ حضرت العلام احمد رضا خان صاحب قبلہ کمال پوری بنارسی صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ خیریہ نقشبندیہ مجددیہ کمال پور شریف بنارس یوپی، الہند

دوسری خلافت : از وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومفتی اختر رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف، یوپی، الہند۔

از۔محمد ارشاد احمد مصباحی برکاتی
استاذ دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین. اما بعد!

”وَ لا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللہِ الْکَذِبَ لا یُفْلِحُوْنَ“

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا (پارہ 14: النحل 116)

میرے محترم مسلمان بھائیو، بہنو، بزرگو!

رات ہو یا دن، صبح ہو یا شام، گھر ہو یا بازار، مساجد ہو یا اسٹیج ہم اہلحق اہل سنت وجماعت یارسول اللہ ﷺ کہنے والے مسلمانوں پر علماء وہابیہ کی طرف سے بدعت بدعت کے فتوؤں کی گولہ باری کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب کہ ان فتویٰ لگانے والوں کی اپنی حالت اس قدر عجیب تر ہے کہ بدعت کے جن خودساختہ اصول وقواعد کی رو سے یہ ہمیں بدعتی کہتے ہیں انہیں اصول وقواعد کی رو سے یہ خود بے شمار بدعتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ: ”دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آ گیا مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا“ بدعت کے اپنے خودساختہ اصولوں پر مخالفین خود تو عمل کرتے نہیں مگر ساری دنیا کے مسلمانوں کو بدعتی قرار دینے کا ٹھیکہ ضرور اٹھا رکھا ہے۔

زیرنظر کتاب میں ہم اہل سنت وجماعت کو بدعتی کہنے والے وہابی، دیوبندی، نجدی، سعودی اور غیر مقلدین اہل حدیث مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے ایسے ہی کارناموں کا علمی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے جو خود انھیں کے اصول وقواعد کی رو سے خالص بدعات ہیں کہ (وہ امور نہ تو نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ ہی صحابہ وتابعین علیہم الرضوان

اجمعین سے ثابت ہیں) لیکن اس کے باوجود علماء وہابیہ ان کاموں کو بڑی پابندی کے ساتھ کر رہے ہیں۔

لہٰذا عوام اہلسنت سے گزارش ہے کہ جب بھی اس مکتبۂ فکر کا کوئی فرد جس پر بدعت کا بھوت سوار ہو میلاد و فاتحہ یا معمولات اہلسنت وغیرہ پر گفتگو کرے اور اُسے کہیں کہ پہلے اپنے گھر کی ان بدعات کا ثبوت پیش کرو۔ اور جس طرح یہ حضرات ہم سنیوں سے میلاد و فاتحہ وغیرہ پر دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] کا مطالبہ کرتے ہیں آپ سنی حضرات بھی ان وہابیوں سے ان کی ان بدعات پر ان سے دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] کا مطالبہ کریں اور ان سے کہیں کہ ایسی آیت یا حدیث دکھاؤ جس میں تمہارے (یعنی علماء وہابیہ کے) فلاں عمل کا خاص ذکر اور واضح ثبوت ہو۔

مثلاً **''بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنے کو علماء دیوبند نے جائز کہا اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں تو اب ان علماء دیوبند سے یہ مطالبہ کیجیے کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کریں جس میں خاص نماز عیدین یا خاص خطبے کا واضح ذکر ہو اور ساتھ دعا کا ثبوت بھی ہو یا کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی** [علیہم الرضوان اجمعین] سے اس کا صراحتاً ثبوت ملتا ہو۔

اسی طرح غیر مقلدین علماء اہل حدیث اور سعودیہ کے پیروکاروں سے مطالبہ کریں کہ **27 رمضان المبارک کو جو اجتماعی دعا خانہ کعبہ میں تمہارے امام کرواتے ہیں اس پر دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی پیش کرو۔** اسی طرح دیگر تمام بدعات وہابیہ جن کا ذکر ہماری اس کتاب میں موجود ہے ان پر بھی ایسے ہی مطالبے کیجیے۔ جب تک منکرین حضرات اپنی ان بدعات کا ثبوت اپنے اصول و قواعد کے مطابق پیش نہ کریں، اس وقت تک

ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ، فاتحہ اور عرس وغیرہ موضاعات پر گفتگو نہ کرنے دیں کیوں کہ معمولات اہل سنت پر سینکڑوں دلائل پیش کیے جانے کے باوجود یہ لوگ صم بکم عمی فھم لا یرجعون کی تصویر بنے بیٹھے ایک ہی رٹ لگائے بیٹھے ہیں اور ہے دلیل خاص۔

الحمدللہ! علماء اہل سنت و جماعت حنفی [بریلوی یا رسول اللہ ﷺ کہنے والوں] کے عقائد و نظریات قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں، کوئی بھی موضوع اٹھا کر دیکھ لیجیے ہر ایک موضوع پر علماء اہل سنت و جماعت نے قرآن وسنت سے ناقابل تردید دلائل و براہین پیش فرما کر اپنے موضوع کو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کر دیا ہے۔ لیکن مخالفینِ اہلسنت نے ہمیشہ آنکھیں بند کر کے اعتراضات و الزامات کا سلسلہ جاری رکھا، انہی سلسلوں میں ایک ''بدعت'' کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔ بات بات پر بس مخالفین کی زبان سے بدعت بدعت کے فتوے مشین گن کی گولیوں کی طرح نکلتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی اپنی حالت تو یہ ہے کہ خود جو مرضی ہے، کریں نہ انہیں بدعت نظر آتی ہے نہ قرآن وسنت کی مخالفت ہوتی ہے اور نہ ہی خیر القرون سے ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی بدعت کے وہ اصول وقواعد انہیں یاد رہتے ہیں جن کی بنیاد پر یہ حضرات ہم سنیوں کو بدعتی وجہنمی قرار دیتے ہیں۔

آج ہم آپ کے سامنے مخالفینِ اہلسنت کے اصول وقواعد کے تحت انہی کے صرف چند معمولات پیش کریں گے جو کہ خود انہیں کے اپنے خود ساختہ اصول وقواعد سے بدعات و خرافات ہیں، تاکہ یہ حضرات اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھ لیں کہ جو ہم سنیوں کو تو بدعتی بدعتی کہتے نہیں تھکتے وہ خود کتنی بدعات وخرافات کا شکار ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر　　دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اس معاملے میں علماء دیوبند کے نزدیک صرف سنیوں کے معمولات پر ہی بدعت کے فتوے جاری ہوتے ہیں باقی وہ خود جو مرضی ہے کریں کوئی بدعت نہیں، اپنے کاموں کو وہ

جائز قرار دیتے ہیں ۔حتیٰ کہ داڑھی منڈے دیوبندی وہابی حضرات بھی ذکر رسول ﷺ کی محافل کو بدعت بدعت کہتے دکھائی دیتے ہیں لیکن خود ان کو اپنا بدعتی چہرہ کبھی نظر نہیں آتا۔ داڑھی منڈانے پر ان کو بدعت وحرام کے فتوے بھول جاتے ہیں،شادی، بیاہ میں بے پردہ فیشن ایبل محترمات (وہابی عورتیں) بدعات وخرافات کو بھول جاتی ہیں لیکن جب سنی گھرانے کی عورتیں محافل میلاد کا انعقاد کرتی ،کراتی ہیں تو یہ ان بے پردہ فیشن ایبل محترمات (وہابیہ) کو بدعت نظر آتا ہے۔ یہ صرف ہمارا الزام نہیں بلکہ اکابرین علماء دیوبند کا در پردہ اعتراف ہے۔ چنانچہ خود علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب بھی اس تعلق سے اپنے اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''میں چاہتا ہوں کہ دین اپنی اصلی حالت پر آجائے مگر اکیلے میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی فرقے۔ازناقل] کے ہیں **اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں** جیسے مولد کا قیام۔عرس۔ تیجا۔دسواں۔**اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے ۔چاہے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں**۔مثلاً بیعت ہی کو دیکھئے جس ہیئت اور جس عقیدہ سے آج کل لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں وہ بالکل بدعت اور غلط عقیدہ ہے لیکن کسی سے کہیں تو سہی ،اپنی ہی [دیوبندی] جماعت کے لوگ مخالفت پر آمادہ ہوجائیں''۔

(الافاضات الیومیہ جلد دہم،ملفوظ 119 ص ۱۵۲)

علماء دیوبند کے امام وحکیم اشرفعلی تھانوی کے اس دوٹوک اعلان سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ وہابی دیوبندی مذہب میں صرف میلاد و فاتحہ جیسے کام ہی پر بدعت کے فتوے

لگائے جاتے ہیں۔ ان کاموں کے علاوہ دیوبندی وہابی حضرات خود جو مرضی کرتے رہیں لیکن ان کو بدعت نہیں کہتے، چاہیے وہ اصولِ وہابیہ کے مطابق بدعت ہونے میں میلاد و فاتحہ سے بھی اشد ہی کیوں نہ ہوں۔ حالانکہ جو بات کہو لیکن خود نہ کرو اس کے بارے میں تو قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

''کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ''

کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو (پارہ 28 الصّف:3)

تو معمولات اہل سنت کو بدعت کہنے والا یہ طبقہ خود عمل نہیں کرتا یعنی گھر کی ان بدعات کو نہ ہی ترک کرتا ہے نہ ہی ان کو بدعات کہتا ہے اور نہ ہی ان پر عمل کرنے والے گھر کے بزرگوں کو بدعتی و جہنمی کہتا ہے۔ بس بدعت کے تمام من گھڑت فتوے صرف سنیوں ہی کے خلاف شائع کیے جاتے ہیں۔ معاذ اللہ!

اسی طرح مفتی امجد دیوبندی مولوی منظور نعمانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''انتہائی دکھ اور افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ دیوبندی مسلک پر چلنے والے اور اپنے کو علمائے دیوبند سے وابستہ قرار دینے والے لوگ بھی اس میں کثرت کے ساتھ مبتلا ہیں۔...... حضرت مولانا منظور نعمانی دامت برکاتہم نے ان سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اب دیوبندیت اور بریلویت (سنیوں) میں ایک بالشت کے برابر فاصلہ رہ گیا ہے اور دیوبندیت بریلویت (یعنی سنیوں) کے انتہائی قریب پہنچ چکی ہے'' (عرفان محبت شرح فیضان محبت: جلد دوم: ص ۲۵۲، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ)

منظور نعمانی دیوبندی نے تو خود فریبی میں مبتلا ہو کر اپنی قوم کی ساکھ بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے انتہائی قریب کے الفاظ لکھے لیکن سچائی یہ ہے کہ دیوبندیت اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے پیش نظر اہل سنت سے کافی آگے نکل چکی ہے جیسا کہ آپ ہماری اس

کتاب سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جن کاموں کو دیوبندی حضرات خواہ مخواہ بدعت بدعت کہہ فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں خود انہی کاموں میں مبتلا ہیں۔ لیکن خود وہابی دیوبندی حضرات جو مرضی میں آئے کریں اپنے لئے سب کچھ جائز قرار دیتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت کی طرف سے بدعت کا رد

الحمدللہ عزوجل! ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی بدعت ضلالہ کے سخت خلاف ہیں اور ہمارا موقف یہی ہے کہ بدعت ضلالہ کا مرتکب شخص تمام جہاں سے بدتر بلکہ جہنم کا کتا ہے۔

جیسا کہ خود حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اهل البدعة شر الخلق و الخليقة ''بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، مروی از ابوسعید موصلی، ۸/ ۲۸۹)

ایک اور مقام پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:

''اصحاب البدع كلاب اهل النار'' اہلِ بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

(کنزالعمال فصل فی البدع ۱/ ۲۱۸۔ الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۰۷۹ج ۱/ ۵۲۸)

ایک اور مقام پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:

لايقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولاجهاد اولاصرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔

اللہ کسی بدمذہب (بدعتی) کی نہ نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد نہ فرض نہ نفل، بدمذہب اسلام سے ایسے

نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔(کنز العمال فصل فی البدع ۱/۲۳۰۔الترغیب والترہیب الترہیب من ترک السنۃ الخ ۱/۸۶۔سنن ابن ماجہ باب البدع والجدل صفحہ ۶)

پس جو بھی حقیقی بدعتی ہے تو اس کا اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے اکابرین و علماء اہلسنت نے ہمیشہ بدعات ضلالہ وخرافات کا رد بلیغ کیا۔ ہمارا ایمان سرور کائنات ﷺ کی احادیث پر ہے۔لہٰذا ان کے مقابلے میں ہم بدعت ضلالہ پر عمل تو کیا ان کو جوتوں کی نوک پر رکھتے ہیں۔

ہم مسلمان ”دین اسلام“ کے پیروکار ہیں ”مذہب وہابیہ“ کے نہیں

لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے نزدیک بدعت ضلالہ وہ ہے جو شریعت کے بیان کردہ اصول وقواعد کے مطابق بدعت ضلالہ ہو، رہا علماء وہابیہ ودیابنہ کا کسی کام کو بدعت کہنا تو اس پر ہم سنی مسلمان دوٹوک یہ کہتے ہیں کہ ہم مذہب وہابیہ کے پیروکار نہیں بلکہ ہم سنی مسلمان دین اسلام کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا اگر ہمارے کسی عمل کو وہابی مذہب والے بدعت کہیں تو ہمارے نزدیک اس کی کچھ اہمیت نہیں کیوں کہ شریعت وہابیہ نہ ہم پر لاگو ہوتی ہے اور نہ ہم اس کے پابند ہیں۔ ہم سنی ہیں اور دین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند ہیں۔

علماء وہابیہ کا یہ معاملہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی شیعہ اپنے ”فقہ جعفریہ“ سے کوئی تعریف بیان کرے اور پھر اس کو سنیوں پر لاگو کر دے۔تو کیا کوئی عاقل شخص شیعہ کے اس اصول کو قبول کرے گا؟ ہرگز نہیں ! تو پھر مذہب وہابیہ کی بیان کردہ تعریفوں اور اصولوں کے سنی حضرات کیوں کر پابند ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا ہمارے لئے ہمارے اکابرین اہل سنت کی کتب اور ان کی بیان کردہ تعریفیں اور اصول ہی حجت ہے، مذہب وہابیہ کی تعریفین، اصول اور شرک و بدعت کے فتوے ہمارے لئے ہرگز ہرگز حجت نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو بدعتی کہنا خارجیوں کا طریقہ

اے میرے مسلمان بھائیو بہنو!

یہ بھی یاد رہے کہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدعتی کہنے والا طبقہ آغازِ اسلام ہی سے چلا آ رہا ہے اور کسی کام کو خواہ مخواہ بدعت اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدعتی کہہ دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ شیطانی گروہ خارجیوں کا شعار ہے۔

چنانچہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ خارجیوں نے (یزید بن عاصم محاربی) نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور جماعت صحابہ) کو کہا ''اے علی! کیا تم ہم کو ڈراتے ہو۔ آگاہ رہو اللہ کی قسم! ہم تم (لوگوں) کو قتل کر دیں گے تب تم جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اس کے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی گئی ایک روز (تمام خارجی) عبداللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا۔

''فاخرجوا بنا اخواننا من هذهِ القرية الظالم اهلها الى جانب هذا السواد الى بعض كور الجبال او بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. الخ''

جس میں اس نے کہا کہ اس شہر کے لوگ (یعنی جماعت صحابہ) ظالم لوگ ہیں ہمیں (یعنی گروہ خارجی کو) لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں تا کہ گمراہ **کرنے والی بدعتوں سے ہمارا**

انکار ثابت ہو جائے۔الخ مخلصاً (التاریخ کامل جلد ثالث صفحہ ۱۲۵ بحوالہ فتنہ وہابیہ ص۱۳ علامہ محمد انوار اللہ فاروقی) اسکے علاوہ یہی روایت الفاظ کے تغیر سے ابن جریر نے الطبری فی تاریخ الامم والملوک ۳/ ۱۱۵، ابن اثیر نے الکامل ۳/۲۱۳۔ابن کثیر نے البدیۃ والنھایۃ ۷/ ۲۸۶ اور ابن جوزی نے المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۵/ ۱۳۰ میں نقل فرمائی۔

اسی طرح علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ

''زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اس خارجی نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا **پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں** ان سے علحیدہ ہو گیا۔(الملل والنحل صفحہ ۶۹ جلد ا، فی بیان الخوارج)

تو دیکھا آپ نے کہ اہل حق کو خواہ مخواہ بدعتی کہنا خارجیوں کا شعار ہے۔اور آج بھی خارجیوں کی نسل ہم سنیوں کو خواہ مخواہ بدعتی اور شریعت کے عین مطابق اہل سنت کے معمولات کو بدعت بدعت کہہ کر بدنام کر رہے ہیں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خارجی گروہ خود بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹولہ ہے۔

اب آیئے! اپنے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں حق بات سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ الالنبی الامین** ﷺ

وہابی، دیوبندی، تبلیغی جماعت والوں کی بدعات

دیوبندی مکتبۂ فکر والوں کی اپنے ہی اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 1

......دیوبندی مکتبہ فکر کا نیا عمل ''دعا بعد عیدین وخطبہ''......

دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء واکابرین نے بعد نمازِ عیدین اور بعد خطبہ کے دعا مانگنے کو مسنون، مستحب اور جائز قرار دیا حالانکہ یہ عمل نہ ہی ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔

آیئے پہلے آپ کی خدمت میں علماء دیوبند کے وہ حوالے پیش کرتے ہیں جن میں علماء دیوبند نے بعد نمازِ عیدین اور بعد خطبہ کے دعا مانگنے کو جائز، مسنون ومستحب قرار دیا ہے اور پھر اس کے بعد ہم وہ نظارہ بھی پیش کریں گے کہ دیوبندی علماء واکابرین اپنے ہی اصولوں سے اس عمل کو جائز، مسنون ومستحب کہہ کر کس طرح بدعتی وگمراہ، شریعت میں دخل اندازی کرنے والے جاہل وجری ثابت ہوتے ہیں۔

اشرفعلی تھانوی صاحب کا فتویٰ

''بعد نماز عیدین وخطبہ دعا مسنون''

☆......علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، گو نبی ﷺ اور انکے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ

ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے **اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا**"

(بہشتی زیور، گیارہواں حصہ، عیدین کی نماز کا بیان، مسئلہ نمبر۴)

معلوم ہوا کہ خود دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کو اس بات کا اقرار ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ اور انکے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول نہیں لیکن اس کے باوجود تھانوی صاحب عمومی دلائل کی وجہ سے اس عمل کو مسنون (سنت) قرار دیتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا فتوی

"بعد نماز عیدین وخطبہ دعا مستحب"

اسی طرح علماء دیوبند کے خالد محمود صاحب نے اپنی کتاب میں دارالعلوم دیوبند کے دو فتوے درج کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"ہمارے حضراتِ اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضراتِ اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس سابق مدرسہ ہذا اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ **بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے** اور احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے۔ **لہذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعا بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے** اور مولانا عبدالحئی صاحبؒ کا فتوے بندہ نے بھی دیکھا تھا کہ **محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعا کا ذکر نہیں ہے**، دعا کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب

نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استحباب ، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا **تو اب یہ ضرور نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو** ، کما ھو ظاھر اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبدالحئی صاحبؒ کے فتویٰ کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے ۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں ۔فقط و اللہ تعالیٰ اعلم ۔کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔(عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود دیوبندی)

دارالعلوم دیوبند کا دوسرا فتوی
''بعد نماز عیدین و خطبہ دعا مستحب''

اسی کتاب میں خالد محمود دیوبندی نے دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ پیش کیا ،انہوں نے لکھا کہ

''احادیث قولیہ میں نبی کریم ﷺ سے باسانید صحیحہ ہر نماز کے بعد جس میں نماز عید بھی داخل ہے ، دعا مانگنے کی فضلیت اور ثواب منقول ہے۔ **،اگر چہ احادیث فعلیہ میں عمل کی تصریح نہیں** ،مگر نفی بھی منقول نہیں ۔اس لئے احادیثِ قولیہ پر عمل کرنا اور ہر نماز کے بعد اور عیدین کے بعد دعا مانگنا جائز و مستحب ہوگا الخ۔

(عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود)

ان تینوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک بعد نماز عیدین و خطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے، مستحب ہے، مسنون ہے اور اکابرین علماء دیوبند کا اس پر عمل بھی رہا ہے۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... قرآن پاک کی کون سی آیت میں بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت موجود ہے؟

۞...... کون سی حدیث (صریح) میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟ کوئی ایک حدیث صریح پیش کر دیں۔

۞...... کوئی ایک روایت (دلیل خاص) پیش کر دیں جس میں ہو کہ خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی۔

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟

۞...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟

۞...... کیا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟

میرے مسلمان بھائیو!

علماء دیوبند اپنے اس عمل پر اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ مذکورہ بالا علماء دیوبند کے فتویٰ جات میں واضح طور پر اس بات کا بھی اقرار ہے کہ یہ عمل منقول نہیں ہے۔ لہذا اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق علماء واکابرین دیوبند بعد نماز عید وخطبہ کے دعا کو جائز، مستحب، مسنون کہہ کر بدعتی وگمراہ ٹھہرے۔

دیوبندی ''فتاوی فریدیہ'' اور علماء دیوبند کی خانہ جنگی

معزز قارئین کرام! پچھلے صفحات پر آپ نے ملاحظہ کیا کہ اکابر علماء دیوبند نے اس دعا کو مستحب و جائز لکھا لیکن آیئے اب علماء دیوبند کے محدث کبیر فقیہ العصر مفتی محمد فرید جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔ سوال وجواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

سوال ......: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا بعد از نماز عید کرنی چاہیے یا از خطبہ عید؟ بینوا توجروا

الجواب ......: حضور ﷺ سے نماز عید کے بعد یا خطبہ عید کے بعد دعا کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی روایت ہمیں معلوم نہیں، **البتہ بظاہر نہ کرنا راجح معلوم ہوتا ہے، ولا النقل الینا**، نیز پیغمبر علیہ السلام سے اس کے منع کے متعلق بھی کوئی روایت مروی نہیں، پس قواعد کی رو سے یہ دعا عفو اور مباح ہے۔ **البتہ عوارض خارجیہ التزام وغیرہ کی وجہ سے ناجائز ہوگا**۔ وھو الموفق (فتاوی فریدیہ جلد۳: باب صلاۃ العیدین ص۲۰۲)

اب دیکھئے اشرفعلی تھانوی اور دارالعلوم دیوبند کے مفتیان صاحبان تو اس عمل کو جائز و مسنون بتا رہے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں خود انہی کے مفتی محمد فرید صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''البتہ بظاہر نہ کرنا رائج معلوم ہوتا ہے...... **البتہ عوارض خارجیہ التزام وغیرہ کی وجہ سے ناجائز ہوگا**۔

ضبط کرتا نہیں کنارہ ہنوز
ہے گریبان پارہ پارہ ہنوز

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے پہلے اصول سے اکابرین دیوبند بدعتی

میرے مسلمان بھائیو! علماء دیوبند کے ہاں میلاد شریف، گیارہویں، عرس وغیرہ کے رد

پر یہ اصول بڑے زور وشور سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو کام نبی پاک ﷺ یا صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں کیا ''ان کا نہ کرنا بھی ان کی سنت ہے اور اس کی مخالفت بدعت'' چنانچہ علماء دیوبند کے محدث اعظم و امام سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب ''راہ سنت ''میں اسی مسئلہ پر بڑا زور دیا اور نا سمجھی میں مختلف بزرگوں کی عبارات کو بطور دلیل پیش کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ

''ان تمام عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے آنحضرت ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا ایسا ہی سنت ہے جیسا آپ کا کسی کام کو کرنا سنت ہے اور جو شخص آپ کی اس سنت پر عمل نہیں کرتا وہ محدثین کرام کی تصریح کے مطابق بدعتی ہوگا'' (راہ سنت ۹۳)

تو اس اصول سے بھی اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب، دارالعلوم دیوبند کے مفتیان صاحبان، رشید احمد گنگوہی صاحب، قاسم نانوتوی صاحب اور دیگر دیوبندی حضراتِ اساتذہ مثل محمد یعقوب، محمود الحسن وغیرہ بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو میرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے دوسرے اصول سے اکابرین دیوبند بدعتی

اسی طرح سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس بات پر بڑا زور لگایا کہ جو کام نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اور تابعین اور آئمہ مجہتدین سے منقول نہ ہو وہ بدعت ہے۔ چنانچہ مختلف عبارات درج کرنے کے بعد سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ

''حضرات فقہاء احناف اس کو **مکروہ بھی کہتے ہیں اور بدعت بھی**۔ اور دلیل صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں **کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے منقول نہیں**......ان عبارات میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا خصوصیت سے حضرات فقہاء احناف نے ذکر کیا ہے کہ۔ **چونکہ یہ کام حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین سے منقول نہیں لہذا بدعت ہے**''(راہ سنت ص ۹۷،۹۸)

تو علماء دیوبند کا یہ اصول واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ یا صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا کسی کام کو نہ کرنا اور آپ ﷺ سے کسی کام کا منقول نہ ہونا بھی بدعت ضلالہ ہے۔ تو اب سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کی ان عبارات اور بیان کردہ اصول و قواعد کے مطابق بھی اکابرین دیوبند (اشرفعلی تھانوی، دارالعلوم دیوبند کے مفتیان، رشید احمد گنگوہی، قاسم صاحب نانوتوی، محمد یعقوب، محمود الحسن و دیگر تمام اکابرین و علماء دیوبند) بدعتی و گمراہ ٹھہرے کیونکہ عیدین و خطبے کے بعد دعا منقول نہیں جیسا کہ تھانوی نے لکھا کہ

''بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، گو نبی ﷺ اور انکے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں''(بہشتی زیور)۔

تو دیکھئے صاف کہتے ہیں کہ منقول نہیں لیکن اس کے باوجود یہ دیوبندی حضرات غیر منقول عمل (بقول سرفراز صفدر بدعتی عمل) پر عمل پیرا تھے اور ہیں۔ لہذا علماء دیوبند کا اپنا یہ عمل سرفراز صفدر دیوبندی کے اصول کے مطابق بدعت ٹھہرا اور اس کے عامل بدعتی و جہنمی ٹھہرے۔

یہ کیسے مرحلے میں پھنس گیا ہے گھر میرا مالک
اگر چھت کو بچا بھی لوں تو پھر دیوار جاتی ہے

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے تیسرے اصول سے تھانوی و اکابر دیوبند بدعتی

اسی طرح علماء و اکابرین دیوبند نے عیدین و خطبہ کے بعد دعا کے جائز، مستحب و مسنون ہونے پر جن دلائل کا ذکر کیا ہے وہ عمومی دلائل ہیں، اب آیئے علماء دیوبند کے محدث اعظم سرفراز صفدر دیوبندی صاحب سے پوچھئے کہ علماء و اکابرین دیوبند کے ایسے دلائل دینے پر ان پر کیا حکم عائد کریں گے؟ تو سرفراز صفدر صاحب اس مسئلہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

''الغرض اہل بدعت کی یہی اُصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں'' (راہ سنت: ص ۱۳۵)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی مزید لکھتے ہیں کہ

''ان عبارات سے معلوم ہوا کہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ کا اثبات ہرگز صحیح نہیں ہے، تاوقتیکہ ان کی تخصیص کے لئے الگ اور **مستقل خاص دلیل موجود نہ ہو**۔ کیونکہ شریعت کی کسی عام دلیل کو اپنی مرضی سے خاص کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ مطلق کو اس طرح مقید کر دینا اور عمومات کو اس طرح خصوص کے قالب میں ڈھال دینا، **یہی احداث فی الدین اور منصب تشریع پر دست اندازی ہے**'' (راہ سنت: ص ۱۳۳)

تو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے مطابق اشرفعلی تھانوی دیوبندی اور دار العلوم دیوبند کا یہ فتویٰ نہ صرف ان کی اصولی غلطی ہے بلکہ احداث فی الدین (بدعت) اور منصب تشریع پر دست اندازی بھی ہے۔ اب اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم علماء دیوبند کے عامر عثمانی دیوبندی کا وہ شعر پیش کر دیں جس میں انہوں نے خود علماء دیوبند کے بارے میں کہا تھا کہ

اسلاف کے دل بھی تیرے فتوؤں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں
(تجلی دیوبند، مئی ۵۷ء: شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸)

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے چوتھے اصول سے اکابر دیوبند بدعتی

اسی طرح سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے یہ اصول بھی بیان کیا بلکہ اپنی کتاب ''راہ سنت'' کے باب چہارم کا نام ہی یہ رکھا کہ

''عبادات کے اندر اپنی طرف سے اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بدعت ہے''

(راہ سنت: ۱۱۸)

اور پھر لکھتے ہیں کہ

''یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بُری ہو تو وہ بدعت ہوگی بلکہ وہ اہم طاعات اور عبادات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے اُن میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا ان کی کیفیت بدل دینا، یا اپنی طرف سے اوقات کے ساتھ متعین کر دینا، یہ بھی شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہو گی اور شریعت اسلامی اس کو پسند نہیں کرے گی'' (راہ سنت: ۱۱۸)

اسی طرح دعا میں سجع کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا کہ:
''اگر چہ دعا اپنے مقام پر ایک بہت بڑی عبادت ہے لیکن بقید سجع محض اس لئے منع ہے کہ آپ ﷺ سے اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے ایسا ثابت نہیں...... غور تو کیجیے کہ کس طرح یہ اکابر آپ ﷺ کے عمل پر زیادتی و اور تغیر ہیئت اور کیفیت کو بدعت قرار دیتے ہیں اور اس سے منع

کرتے ہیں (راہ سنت:۹۴،۹۵) میری گذارش ہے کہ علمائے دیوبند اپنے ہی محدث اعظم کی مذکورہ بالا عبارات کو ذرا ٹھنڈے دل سے ایک بار پھر پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کرلیں کہ عیدین وخطبہ کے بعد غیر منقول دعا بدعت ٹھہری کہ نہیں؟ اور اکابرین وعلماء دیوبند بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟ غور کیجئے کس قدر حوصلے اور جرأت کے ساتھ سرفراز صفدر صاحب نے اپنے ہی علماء دیوبند کے گریبانوں کو چاک کرکے رکھ دیا ہے۔ مزید تبصرے کی بجائے عامر عثمانی دیوبندی کا شعر پیش خدمت ہے جس میں وہ خود علماء دیوبند سے مخاطب ہیں کہ

اللہ رے یہ مسند افتاء کی اہانت ! اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

(تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۷ء: شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸)

یہاں پر خاص طور پر ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ دعا ایک عبادت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف میں ہے۔

''الدعاء هو العبادة'' (رواہ احمد والترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وغیرہ)

اور خود علماء دیبند کے مفتی اعظم سرفراز خان صفدر نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' میں دعا کے بارے میں لکھا کہ

''اگرچہ دعا اپنے مقام پر ایک بہت بڑی عبادت ہے'' (راہ سنت:۹۴)

اور جب دعا عبادت ہے تو عیدین وخطبہ کے بعد یہ عبادت (دعا بعد نماز عیدین و خطبہ) نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں تو علماء دیوبند کے اصول و قواعدِ بدعت کے مطابق ایسی عبادت بھی بدعت ضلالہ ٹھہری اور علماء دیوبند بھی بدعتی وگمراہ ٹھہرے۔

......ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل ......: ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دے کہ چلو منقول نہیں لیکن اس میں

حرج کیا ہے؟ گناہ کیا ہے؟ خرابی کیا ہے؟

ازالہ......: تو اس تاویل کا جواب بھی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب ہی سے پوچھ لیجیے ، کہتے ہیں کہ

''اور یہی اہل بدعت کا وطیرہ ہے کہ وہ اپنی خواہش اور عقل کو ہر مقام پر دخل دیتے ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے؟ اس میں کیا گناہ اور عیب ہے؟ اس میں کیا خرابی ہے؟ یہ بھی جائز ہے، یہ بھی مستحب ہے اور کار ثواب ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس پر انہوں نے مطلقاً غور نہ کیا کہ اگر ایک چیز مطلق جائز ہے تو قید لگانے سے شاید وہ جائز نہ ہو......الغرض اہل بدعت کی یہی اصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امور خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں'' (راہ سنت ص ۱۳۵)

اس مقام پر عامر عثمانی دیوبندی کا ایک برمحل شعر جو انہوں نے دیوبند اور دیوبندیوں کے بارے میں کہا ہے کہ پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں

(تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۷ء: شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸)

نوٹ: سرفراز صفدر کی کتاب ''راہ سنت'' کا منہ توڑ و مدلل جواب مناظر اہلسنت مفتی محمد عبد المجید خان سعیدی رضوی صاحب نے چار جلدوں میں بنام ''البرھان القاطع فی الرد علی المنھاج الواضح'' المعروف ''مصباحِ سنت بہ جواب راہِ سنت'' دے دیا ہے۔ اس کا لازمی مطالعہ کیجیے۔

عیدین و خطبہ کے بعد دعا اور دعا بعد نماز جنازہ

اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب نے صاف لکھا کہ مذکورہ عمل ''منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔'' (بہشتی

زیور) دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے مطابق ''احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے''(عبقات)

تو اب ہم کہتے ہیں کہ اسی اصول کے مطابق بعد نماز جنازہ کی دعا بھی ثابت ہوئی کہ نہیں؟ جب بقول علماء دیوبند کے مطلقاً نمازوں کے بعد دعا والی احادیث میں عیدین کی نماز کی دعا بھی داخل ہے تو پھر نماز جنازہ اس مطلق سے کیوں کر خارج ہے؟

لہٰذا علماء دیوبند کے اس استدلال سے بعد ''نماز جنازہ'' دعا کرنا بھی مستحب ٹھہرا۔ لیکن نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی مکتبۂ فکر کے حضرات اس قدر متشدد ہیں کہ دعا کرنے والوں سے جھگڑے کرتے ہیں، دعا کے موقع پر جان بوجھ کر دنیاوی باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی مشغول رکھتے ہیں کہ کہیں دعا میں شریک نہ ہو جائیں۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ.

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین و تبع تابعین سے منقول نہیں اس لئے بدعت ہے لیکن عیدین کے بعد دعا کے بارے میں باوجود اس اقرار کے کہ یہ منقول نہیں اس کے باوجود اپنے اس عمل کو جائز و مستحب بتاتے ہیں۔ یہاں منقول نہ ہونے کو بدعت نہیں کہتے، یہ علماء دیوبند کا بدترین تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحبان کے مطابق ''احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استحباب، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا تو اب یہ ضروری نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو''(عبقات) تو جناب جب یہ ضروری نہیں تو پھر نماز جنازہ کے بعد دعا کی تصریح کیوں ضروری ٹھہری؟

آخر علمائے دیوبند کو اس طریقۂ استدلال کا حق کس نے دیا کہ جن اصولوں سے وہ دعا بعد عیدین کو جائز و مستحب قرار دیتے نظر آتے ہیں انھیں اصولوں کو نماز جنازہ کے بعد والی دعا کے جواز کے حق میں مسترد کر دیتے ہیں؟ کیا یہ بقول مولوی سرفراز صفدر دیوبندی ''منصب تشریع پر دست اندازی'' نہیں ہے؟

ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند کا یہ بدلتا ہوا رنگ دراصل اپنے اور بیگانے کے فرق کا ہی نتیجہ ہے کہ خود ہی اصول گڑھیں، کبھی اس کو قبول کریں تو کبھی مردود کریں۔ خود پر آئے تو مستحب و مسنون جانیں اور دوسروں کی بات آئے تو بدعت و ممنوع کہیں۔ کیا یہ شریعت مطہرہ کے ساتھ ایک بھونڈا مزاق نہیں ہے؟

دارالعلوم دیوبند اور سرفراز صفدر صاحب دست و گریبان

قارئین کرام آپ نے پچھلے صفحات پر فتاوی دارالعلوم دیوبند کا مکمل فتویٰ ملاحظہ فرمایا ہے جس میں علماء دیوبند نے ایک شرعی مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے جواز ثابت کرنے کے لیے اپنے اکابرین و علماء دیوبند کے ناموں کی فہرست درج کر دی۔ ذرا ملاحظہ کیجیے کہتے ہیں کہ

> ''ہمارے حضراتِ اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضراتِ اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس سابق مدرسہ ہذا اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا و غیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ **بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے**'' فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
>
> (عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود دیوبندی)

جناب والا! اب ہم علماء دیوبند سے سرفراز صفدر کے ہی اصول پر یہ سوال کرتے ہیں کہ

ان ناموں میں صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین کا نام کہاں ہے؟ حضرات ائمہ مجتہدین اور مستند محدثین کا نام کہاں ہے؟ یا آپ حضرات نے اپنے دیوبندی علماء واکابرین کو صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں شامل کر دیا ہے؟ یاد رہے کہ پلٹ کر یہ سوال آپ ہم سے نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اصول تو آپ دیوبندی حضرات کے امام سرفراز صفدر نے بیان کیا، جب میلاد شریف کے جواز پر ایک فہرست انوار ساطعہ میں پیش کی گئی تو آپ کے سرفراز صفدر دیوبندی نے اس پر یوں اعتراض کیا تھا۔

''مولوی عبدالسمیع صاحب (وغیرہ) جب آئے تو انہوں نے اپنے دل کی تسکین اور اپنے حواریوں کی تشفی کے لئے تہتر [۷۳] ناموں کی فہرست بھی دے دی کہ یہ حضرات عمل مولد کو مستحسن سمجھتے ہیں (انوار ساطعہ ۲۴۸،۲۵۰)

''مگر اس پر غور نہ کیا کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا نام بھی ان میں ہے یا نہیں؟ حضرات آئمہ مجتہدین اور مستند محدثینؒ کا ذکر بھی ہے یا نہیں ؟......اور جو بعض محقق عالم ہیں، وہ خود قیاسِ فاسدہ کی غلطی کا شکار ہیں'' (راہ سنت: ۱۶۵،۱۶۶)

پھر اسی طرح جب میلاد شریف کے موضوع پر یہ کہا گیا کہ اہل سنت حنفی بریلوی اور علماء دیوبند کے متفقہ پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے تو اس کے رد پر دیوبندی علماء نے جواب دیا کہ

''پھر (پیر ومرشد علماء دیوبند) حاجی صاحبؒ کسی شرعی دلیل کا نام نہیں ہے۔لہذا حاجی صاحبؒ کا ذکر کرنا سوالات، شرعیہ میں بے جا ہے۔فتاوی رشیدیہ ج۱ص۹۸ (راہ سنت: ص۱۶۶)

میرے مسلمان بھائیو! خدا را! انصاف کیجیے اور دیکھئے کہ جب ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر میلاد النبی ﷺ کا معاملہ آیا تو دیوبندیوں نے سب بزرگوں کو رد کر دیا اور کسی بزرگ کے عمل کو بطور تائید بھی قبول نہ کیا۔ لیکن جب خود علماء دیوبند کے اپنے گھر کا معاملہ آیا تو ایسا مسئلہ جس پر کوئی دلیل خاص موجود نہیں، نبی پاک ﷺ، صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین کا عمل بھی منقول نہیں لیکن چونکہ معاملہ علماء دیوبند کے گھر کا تھا اس لیے یہاں علماء دیوبند کے ناموں کی فہرست پیش کرتے ہوئے قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوئی۔ یہ ہے علماء دیوبند کی دورخی پالیسی اور ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ سے کھلی عداوت! اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

عشق کے بدلے عداوت کیجیے؟؟؟ ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟؟؟

سوال یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کا ایک شرعی مسئلہ میں اپنے دیوبندی علماء کے ناموں کی فہرست لکھ کر پیش کرنا (بمطابق سرفراز صفدر دیوبندی) کیا ان علماء دیوبند کے اسماء کسی دلیل شرعی کا نام ہے؟ کیا ان علماء دیوبند کے اسماء کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا نہیں؟ کیا یہ علماء خود قیاس فاسدہ کی غلطی کا شکار نہیں؟ تو سرفراز صفدر کے اصول سے تو دار العلوم دیوبند کے فتوے کا آغاز ہی غیر شرعی ولغو ٹھہرا۔ مبارک ہو!!

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 2

......دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ''زبان سے نماز کی نیت''......

آیئے اب اصولِ وہابیہ دیابنہ کے مطابق دیوبندیوں وہابیوں کی ایک اور مشہور بدعت ملاحظہ کیجیے۔ زبان سے نماز کی نیت کرنا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں جس کا اقرار خود علماء دیوبند نے بھی کیا ہے چنانچہ ''فتاوی دار العلوم دیوبند'' حاشیہ میں لکھا ہے کہ

''اذ لم ینقل عن المصطفی ﷺ ولا الصحابہ ولا

التابعین'' زبان سے نیت کرنا نہ تو مصطفیٰ ﷺ سے منقول ہے اور نہ صحابہ کرام سے ثابت ہے نہ تابعین عظام سے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر ا ص ۱۱۰)

اسی طرح دیوبندی مولوی عبدالشکور صاحب نے بھی لکھا کہ ''زبان سے نیت کہنا نبی ﷺ اور صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں'' (علم الفقہ :ص ۱۷۰، حصہ دوم)

قارئین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے تو ہر ہر معاملے میں قرآن و حدیث اور عمل صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن جب علماء وہابیہ کے گھر کا معاملہ ہو تو علمائے وہابیہ باوجود اس کے کہ ''زبان سے نیتِ نماز کرنا منقول ہی نہیں'' لیکن اس کے باوجود اسے جائز و مستحب قرار دیتے ہیں، اور کسی دلیل خاص اور فعل نبی ﷺ یا عمل صحابہ و تابعی علیہم الرضوان اجمعین کی ضرورت تک محسوس نہیں کرتے۔

دیوبندی عبدالشکور صاحب کا فتویٰ زبان سے نیت جائز و مستحب

چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی عبدالشکور صاحب نے بھی لکھا کہ

''زبان سے نیت کہنا نبی ﷺ اور صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں......مگر ہمارے فقہاء نے اس کو جائز **بلکہ مستحب کہا**''

(علم الفقہ :ص ۱۷۰، حصہ دوم)

تو دیکھئے دیوبندی بزرگ خود قبول کر رہے ہیں کہ یہ عمل منقول تو نہیں لیکن اس کے باجود جائز و مستحب ہے۔ یاد رہے کہ یہ ''علم الفقہ'' علماء دیوبند کی عام کتاب نہیں بلکہ اس کتاب ''علم الفقہ'' کے ص ۲۳ میں یہ لکھا ہے کہ اس کتاب میں ''**ہر مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتویٰ**

ہے'' اور دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نے اس کتاب پر تقریظ بھی لکھی اور اس کو بہترین کتاب قرار دیا ہے۔لہذا کوئی دیوبندی اس کتاب کو غیر معتبر بھی نہیں کہہ سکتا۔

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ زبان سے نیت بدعت نہیں جائز ہے

دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن عثانی دیوبندی سے پوچھا گیا کہ'' **آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟**'' (یعنی کیا نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے؟) تو اس کے جواب میں دار العلوم دیوبند کے مفتی نے فتوی دیا۔

''**تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست**'' (یعنی زبان سے نماز کی نیت کرنا بدعت نہیں)

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۳۶ ص ۱۱۰)

تو دیکھیے اس میں بھی دیوبندی مفتی نے یہ اقرار کیا کہ زبان سے نماز کی نیت بدعت نہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا دوسرا فتویٰ زبان سے نیت مستحب

☆......اسی طرح سوال نمبر ۲۳۹ کیا گیا کہ ''منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے''

تو اس سوال کے جواب میں دیوبندی مفتی کہتے ہیں کہ

''صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں **بلکہ مستحب ہے** لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ **حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے**'' (فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۳۹ ص ۱۱۱)

تو یہاں پر بھی دیوبندی مفتی صاحب نے زبان سے نیت کرنے کو مستحب قرار دیا۔اسی طرح مزید ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ کیجیے۔

دارالعلوم دیوبند کا تیسرا فتویٰ زبان سے نیت مستحب

☆......سوال نمبر ۲۴۰ کیا گیا کہ ''زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے'' تو دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے یہ فتویٰ دیا کہ

''اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **و المعتبر فیھا عمل القلب الازم للارادة الخ و التلفظ بھا مستحب فھو المختار الخ**

''(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۴۰ ص ۱۱۱)

ان تینوں فتوؤں میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب نے زبان سے نیت کو نہ صرف جائز لکھا بلکہ مستحب قرار دیا۔

دیوبندی انبیٹھوی صاحب کا فتویٰ
یہ نیت جائز ''ملحق بالسنۃ''

اسی طرح علماء دیوبند کی مستند ترین کتاب براہین قاطعہ میں زبان کے ساتھ نیت کو ملحق بالسنۃ قرار دیا۔

''اور نیت کا لفظ جو بدعت نہ ہوا تو اس کی دلیل جواز کی موجود ہے کہ حج میں تلفظ لسانی حدیث میں وارد ہوا ہے اور نیت قلبی کو کہ فرض ہے اس سے قوت بلکہ بعض وقت بدون اس کے حاصل ہی نہیں ہوتی لہذا ملحق بالسنۃ ہوگی''۔(براہین قاطعہ صفحہ ۴۷، ۴۸)

عبارت ہذا میں انبیٹھوی صاحب نے کسی صریح معیاری دلیل کے قائم کیے بغیر محض

اپنے قیاس سے نماز کی نیت زبان سے کرنے کو جائز ہی نہیں **ملحق بالسنہ** بھی قرار دیا ہے۔
نوٹ……: دیوبندی امام کی جہالت دیکھیں کہ نیت کو شرط کی بجائے ''فرض'' کہہ رہا ہے۔

دیوبندی مناظر اوکاڑوی کے مطابق زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے

اسی طرح علماء دیوبند کے وکیل و مناظر محمد امین صفدر اوکاڑی لکھتے ہیں کہ

''زبان کی محض رعایت کا کوئی اعتبار نہیں، ہاں اگر دل کے ارادہ کی مضبوطی کے لئے زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے (عالمگیری) **احبہ السلف سلف نے اس کو پسند فرمایا ہے** (درمختار ص ۲۷۹ ج ۱) کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور **یہ بدعت حسنہ ہے** کیونکہ اس کو مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تا کہ دل کی نیت مضبوط ہو اور دل کے وسواس دفع ہوں۔ شرح نقایہ ص ۶۷ ج ۱ ملا علی القاریؒ۔'' (تجلیات صفدر جلد: 1 ص 353 مسعودی فرقہ کے سوالات کے جوابات)

اسی طرح فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے کہ ''جب کہ حلیہ میں ہے کہ شبہ یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے [سیئہ نہیں]۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر ۱ ص ۱۱۰)

تو دیکھئے زبان سے نیت کو پسند بھی کیا گیا اور پھر یہ تسلیم بھی کیا گیا کہ یہ ہے تو بدعت ،لیکن ''بدعت حسنہ'' ہے۔

''بدعت حسنہ'' کا اقرار

عام طور پر علماء دیوبند حضرات بدعت حسنہ کا انکار کرتے نظر آتے ہیں لیکن جب علماء

دیوبند خود کسی عمل کو اختیار کرنا چاہیں تو اس وقت بدعت حسنہ بھی مان لیتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حوالے میں زبان کے ساتھ نیتِ نماز کو بدعت حسنہ کہا گیا لیکن جب ذکر رسول ﷺ کی بات آئے تو یہی دیوبندی علماء حضرات ''بدعت حسنہ'' کا انکار کر دیتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالہ کہہ کر رد کرتے ہیں، گویا گھر کی بات آئے تو سب قبول لیکن جب ذکر رسول ﷺ کی بات آئے تو یہی سب کچھ پس پشت ڈال کر بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں۔ معاذ اللہ !! تو یہاں سے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا یہ موقف بھی درست ثابت ہوا کہ بدعت کی ایک قسم ''حسنہ'' بھی ہوتی ہے۔ جو جائز و قابل عمل ہوتی ہیں، اور صرف بدعت ضلالہ ہی منع ہے۔

دیوبندی اشرفعلی تھانوی صاحب کے الفاظِ نیت

علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی بہشتی زیور میں لکھتے ہیں

'اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتی ہوں میں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر'' (بہشتی زیور حصہ دوئم ص ۸۲)

اسی طرح متعدد دیوبندی علماء نے نیت کے مختلف الفاظ تحریر کیے ہیں۔ مگر ہم علماء دیوبند کی بڑی معتبر شخصیت اشرفعلی تھانوی صاحب کے حوالہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں کیوں کہ یہی وہ ذات ہے جس کے پاؤں دھو کر پینا دیوبندی دھرم میں نجات اخروی کا سبب ہے۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ یا زبان کے ساتھ نیت کرنے کا حکم دیا تھا؟ اگر دیا تو نیت کے وہ الفاظ بتائیں جو سرکار ﷺ نے سکھائے ہیں؟

﴿۞﴾...... کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تھی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

﴿۞﴾...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تھی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

﴿۞﴾...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

﴿۞﴾...... ''حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی''، تو پھر آپ حضرات علماء دیوبند اس مروجہ عمل کو مستحب کہہ کر کیوں عمل کررہے ہیں؟

﴿۞﴾...... پھر جب نماز کی نیت نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کی تو آپ کے اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق یہ عمل بدعت ہوا اور اکابرین علماء دیوبند بدعتی ٹھہرے تو پھر یہاں آپ بدعت کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

﴿۞﴾...... پھر یہ بھی بتائیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ آپ کے نزدیک اچھا اور کارِ ثواب کیوں کر ہوسکتا ہے؟

﴿۞﴾...... پھر جب اکابرین علماء دیوبند یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نماز کی نیت نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہیں تو پھر علماء دیوبند ایسے کام کو جائز و مستحب و ملحق بالسنۃ کس دلیل خاص سے قرار دے رہے ہیں؟

﴿۞﴾...... پھر آپ کے علماء دیوبند نے اس عمل کو مستحب لکھا، تو مستحب کی تعریف بیان کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا ایسا کام جو رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول ہی نہ ہو وہ آپ کے خود ساختہ اصول بدعت کے پیشِ نظر مستحب کیوں کر ہوسکتا ہے؟

یاد رہے کہ علماء دیو بند نے زبان سے نماز کی نیت کو مستحب قرار دیا اور مستحب ایسا عمل ہوتا ہے جس پر عمل کرنا ثواب ہے (دیکھو اصلی بہشتی گوہر: حصہ یازدہم، اصطلاحات ضروریہ ص۲۲۳) تو زبان سے نماز کی نیت کرنا علماء دیو بند کے نزدیک صرف جائز ہی نہیں بلکہ ثواب کا کام ٹھہرا۔اور ہر نیا کام جس کو ثواب سمجھ کر کیا جائے خود علماء دیو بند کے اصول وقواعد کے مطابق بدعت ضلالہ کہلاتا ہے لہذا اب یا تو علماء دیو بند اس عمل کو بدعت قرار دیکر اکابرین دیو بند کو بدعتی وجہنمی قرار دیں یا پھر اس کا ثبوت اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص سے پیش کریں۔

...... ثبوت پیش کریں؟ مطالبہ! ......

زبان کے ساتھ نماز کی نیت کو علماء دیو بند نے جائز و مستحب (ثواب) لکھا تو ہم تمام علماء دیو بند سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک حدیث یا خلفاء راشدین یا دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا کوئی ایک حوالہ پیش کر دیں جس میں اس کا واضح ثبوت ہو۔لیکن ان شاء اللہ عزوجل! قیامت تک علماء دیو بند ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔

بدعت حسنہ کے منکرین حضرات توجہ فرمائیں

الحمد للہ عزوجل! ہم اہلسنت تو بدعت حسنہ کے قائل ہیں لیکن دیو بندی، سعودی اور اہلحدیث مکاتب فکر کے علماء حضرات بدعت حسنہ کے قائل نہیں تو وہ سب حضرات جو بدعت حسنہ کے قائل نہیں زبان کے ساتھ نیت نماز کو بدعت حسنہ کہنے کا حق نہیں رکھتے۔ بلکہ علماء و اکابرین امت کے مطابق ان کا یہ عمل بدعت وگمراہی ہے۔آیئے ذرا ملاحظہ کیجیے!

۞ ...... علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں یعنی

"نبی اکرم ﷺ کا زبان کے ساتھ لفظاً نیت کرنا منقول نہیں اور نہ ہی

آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو تلفظ بالنیۃ کی تعلیم دی اور نہ ہی آپ نے اس کی تلقین فرمائی''

(المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۷۲)

۞ ......اسی طرح مرقات ومواہب لدنیہ میں ہے کہ

''حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی''

(مرقات جلد اول: ۳۷،المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۷۳)

۞ ...... غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے امام ابن قیم نے زادالمعاد جلد اول ص ۲۰۱ رمیں اور اسی طرح ابوالحسن مبشر احمد ربانی نے اپنی کتاب '' آپ کے مسائل''ص ۱۱۳ر پر واضح طور پر لکھا ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے کچھ نہ کہتے اور نہ زبان سے نیت کرتے اور نہ یوں کہتے کہ میں چار رکعت فلاں نماز منہ طرف قبلہ کے امام یا مقتدی ہو کر پڑھتا ہوں اور نہ ادا یا قضا یا فرض وقت کا نام لیتے۔ یہ دس بدعات ہیں اس بارے میں ایک لفظ بھی کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سند صحیح یا سند ضعیف یا مرسل سے قطعاً نقل نہیں کیا بلکہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی ایسا منقول نہیں اور نہ ہی کسی تابعی نے اسے پسند کیا اور نہ آئمہ اربعہ نے''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد اول: ص ۱۱۳)

۞ ......اسی طرح غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

''اگر کوئی انسان سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر بھی تلاش کرتا رہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے زبان سے نیت کی ہو تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوگا سوائے سفید جھوٹ بولنے کے اگر اس میں بھلائی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے کرتے اور ہمیں بتا کر جاتے''

(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد اول: ص۱۱۳)

تو جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی بھی طرح زبان سے نیت کرنا ثابت نہیں تو علمائے دیوبند کے اپنے اصول بدعت کے پیش نظر یقیناً یہ عمل بھی بدعت ٹھہرا اور سارے دیوبندی اس بدعت کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے بدعتی ہوئے۔

اہل سنت و جماعت کے موقف کی تائید

مگر ہم اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ اگر نیا کام اچھا ہو اور خلاف شرع نہ ہو تو اس کے کرنے میں کچھ حرج نہیں، ہمارے علماء نے بدعت حسنہ کے تحت ایسی باتوں پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

۞ ......''فقیہ حضرت ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ زبان سے نماز کی نیت کرنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کچھ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول

نہیں بلکہ اتنا منقول ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے''وھذہ بدعة لکن عدم النقل و کونه بدعة لاینافی کونه حسنا' زبان سے نیت کرنا بدعت [نیا کام] ہے لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت [نیا] ہونا اس کے حسن [اچھا و جائز] ہونے کے منافی نہیں۔(کبری شرح مینہ صفحہ ۲۹۶)۔

حیرت ہے کہ علمائے دیوبند ایک طرف تو بدعت حسنہ کا انکار کرتے ہیں مگر دوسری طرف خود ان کے فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں بدعت حسنہ کو تسلیم کیا گیا چنانچہ نیت کے موضوع ہی میں یہ گفتگو موجود ہے کہ:

''و قال فی الحلیة و لعل الاشبه انه بدعة حسنة ''جب کہ حلیہ میں ہے کہ شبہ یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے [سئیہ نہیں]۔(فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر اص ۱۱۰)

دیکھئے اقرار ہے کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین سے منقول نہیں لیکن اس کا نیا ہونا حسن ہونے کے منافی نہیں اور یہ بدعت حسنہ ہے تو جناب یہی اصول ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ، گیارہویں شریف اور عرس و فاتحہ وغیرہ کے بارے میں بھی تسلیم کیوں نہیں کر لیتے ؟

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ علماء دیوبند کے اکابرین جو کام کریں وہ سب جائز و مستحب قرار پائے بلکہ وہاں بدعت حسنہ بھی قبول کر لی جائے لیکن اہل سنت حنفی بریلوی کی بات آئے تو یہی اصول چھوڑ کر بدعت بدعت کی رٹ لگائی جائے۔ بہر حال علماء دیوبند کا یہ عمل بھی خود دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق بدعت ہے اور وہ تمام دیوبندی علماء و اکابرین جنہوں نے اس عمل کو جائز و مستحب کہا اپنے ہی اصولوں سے بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 3

دلائل الخیرات ''دیوبندی مستند کتاب'' کے غیر منقول اورادووظائف! بدعت

اب علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق خود علماء دیوبند کی تیسری بدعت ملاحظہ کیجئے۔ دیوبند مکتبہ فکر کی کتاب المہند میں ''دلائل الخیرات'' اوراس میں موجود غیر منقول درودشریف اورذکرواذکار کے بارے میں لکھاہے کہ:

''ہمارے نزدیک حضرت ﷺ پر درودشریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجروثواب طاعت ہے **خواہ دلائل الخیرات پڑھ کرہو یا** درودشریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو،لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ حضرت سے منقول ہیں **گوغیر منقول کا پڑھنا بھی فضلیت سے خالی نہیں اوراس بشارت کا مستحق ہوہی جائیگا کہ جس نے مجھ پرایک باردرود پڑھا حق تعالیٰ اس پردس مرتبہ رحمت بھیجے گا**۔......خود ہمارے شیخ حضرت مولنا گنگوہی قدس سرہ اور **دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے** (المہند صفحہ ۴۱، ۴۲)

اسی طرح علماء دیوبند نے لکھا کہ

''**دلائل الخیرات** کا اکثر حصہ چونکہ درودشریف پر مشتمل ہے اس لیے اسے **بطور وظیفہ پڑھنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام** اور رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے'' (فتاوی حقانیہ جلد۲ص ۲۵۲)

قارئین کرام! دیکھیں کہ اکابرین علماء دیوبند نے دلائل الخیرات میں موجود غیر منقول درودشریف ،ذکرواذکار کو مستحب (کارثواب عمل) قرار دیاہے اوران کے اکابرین اس کو پڑھا بھی کرتے تھے۔تو اب ہم اس پر علماء دیوبند سے چند سوالات دریافت کرنے سے قبل

ان کے اپنے گھر سے چند اصول وقواعد پیش کرتے ہیں تا کہ مسئلہ اور مسئلے کی نوعیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

بدعت کے بارے میں علماء دیو بند کے اصول وقواعد

علماء دیو بند نے لکھا ہے کہ

''پس اس مقام پر احقر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ **سالکین علماء وطلباء کو اول درجے کو اپنانا چاہیے یعنی جو کام جس انداز میں حضور ﷺ سے ثابت ہے ۔اس کو اسی طرح اپنائے اور اختیار کرے** ۔ یہ جو آج کل ایک مزاج پیدا ہوا ہے کہ سنتوں کو چھوڑ کر نئے نئے طریقے اور عبادات کے نئے نئے انداز ایجاد کر لئے گئے اور جب اُن کو اس غلطی پر توجہ دلائی جائے تو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور فی نفسہ جائز تو ہے سو جب کہ مباح اور جائز ہے تو اس کے کرنے میں کیا حرج ہے **اور اسی طرح بہت سے نئے نئے قسم کے ختمات اور وظائف ایجاد کئے گئے ہیں جن کا دورِ نبوت اور دورِ صحابہ وتابعین میں کوئی وجود نہیں ملتا۔** ......تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جب اس طرح کے مسائل اور ختمات اور نئ نئ باتوں پر ان کو روک ٹوک کی جاتی ہے تو وہ دلیل اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ ان چیزوں کا عبادت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔مگر یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تو ثابت ہونا چاہیے کہ **اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ ان خاص مواقع پر خاص انداز سے ان کاموں کو جنابِ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ وتابعین میں سے کسی نے کیا ہے یا نہیں**؟ اگر نہیں کیا تو پھر ہمیں اُن کے کرنے کی کیا ضرورت

ہے۔کیا خیر کی طرف سبقت لے جانے میں ہم اُن سے بڑھ کر ہیں یا وہ ہم سے آگے تھے۔اور کیا دین پر عمل کرنے میں ہمیں زیادہ شوق اور جذبہ ہے یا ان حضرات کو زیادہ تھا۔اور کیا اللہ اور رسول کی محبت اُن کے قلوب میں زیادہ تھی یا ہمیں ان سے زیادہ محبت ہے۔الخ

(عرفان محبت شرح فیضان محبت: جلد دوم:ص۲۵۲،خانقاہ امدادیہ اشرفیہ)

تو معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کا اصول یہ ہے کہ کوئی بھی وظیفہ،ختم،کام اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ ان خاص مواقع پر خاص انداز سے جنابِ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے نہ کیا ہو تو وہ بدعت ہے اور اس کو کرنا خود کو ان حضرات سے افضل واعلیٰ قرار دینے کے مترادف ہے۔

اسی طرح دیوبندی مکتبۂ فکر کے امام سرفراز صفدر صاحب کا حوالہ ملاحظہ کیجیے جس میں انہوں نے یہ کہا کہ جو کچھ نبی پاک ﷺ،صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اور خیر القرون سے ثابت ہے صرف وہی دین ہے۔چنانچہ لکھتے ہیں:

''کیونکہ جو کچھ انہوں (نبی پاک ﷺ،صحابہ،اہل خیر القرون) نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی'' (راہ سنت: باب ہفتم ص۱۶۰)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''دین صرف وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہے''

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ:ص۶)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''یہ یاد رہے کہ جس طرح کسی ثابت شدہ چیز کا کرنا اپنے مقام پر سنت

ہے اسی طرح غیر ثابت شدہ چیز کا ترک اور **نہ کرنا بھی اپنی جگہ اور اپنے محل میں سنت ہے**''

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۵۳)

اب ان اصول وقواعد اوران جیسے دیگر حوالہ جات جو ہم نے اس کتاب میں پیش کئے ہیں اور علماء دیو بند کی کتب میں موجود ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دیو بندی مکتبۂ فکر کے علماء سے چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں؟

اب ہم دیو بندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف و وظائف اور ذکر واذکار کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی احادیث صریحہ سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو اپنے اصول وقواعد کے مطابق ان احادیثِ صریحہ کو پیش کریں۔

۞...... کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف و وظائف، ذکر واذکار پر نبی پاک ﷺ کا اپنا عمل ثابت ہے؟ یا آپ ﷺ نے اس کتاب میں مندرج تمام درود، وظائف، ذکر واذکار پڑھنے کی تعلیم فرمائی؟

۞...... کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف و وظائف، ذکر و اذکار کا پڑھنا حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں؟

۞...... کیا دلائل الخیرات میں موجود درود شریف و وظائف، ذکر واذکار پر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی ایک کا بھی عمل ثابت ہے؟

۞...... آپ علماء دیو بند کا اصول تو یہ ہے جو عمل منقول نہ ہو وہ بدعت ضلالہ ہوتا ہے لیکن یہاں دلائل الخیرات کے غیر منقول درود و وظائف کو مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب

طاعت قرار دیا، تو آخر آپ حضرات علماء دیو بند نے یہاں اپنے ان اصول وقواعد کو ترک کر کے کن دلائل شرعیہ سے دلائل الخیرات کے غیر منقول درود و وظائف کو مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب قرار دیا؟ وہ دلیل پیش کریں۔

۞...... پھر یہ بھی بتائیں کہ غیر منقول درود، ذکر واذکار پڑھنے پر اجر وثواب کس طرح مل سکتا ہے جبکہ آپ حضرات علماء دیو بند کے نزدیک تو جس چیز کا ثبوت خیر القرون میں نہ ہو تو اس کو اجر وثواب کی نیت سے کرنا بھی بدعت ضلالہ ہے۔ تو پھر اپنے اس اصول کو یہاں ترک کیوں کیا؟ اور اسے بدعت کے بجائے ثواب کیونکر ٹھہرایا؟

دیو بندی مکتبۂ فکر کی چند تاویلات کا ازلہ

دیو بندی مکتبہ فکر کے بعض حضرات! دلائل الخیرات کے درود و وظائف پر یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ معتبر بزرگان دین نے تصفیہ قلوب کے لئے جو اعمال واشغال بتائے ہیں وہ بدعت نہیں کیونکہ یہ سب امور اصول شریعت سے ثابت ہیں۔

۞......ازالہ......۞

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ یہ تاویل علماء دیو بند کے دھرے مہیا کی عکاسی کر رہی ہے کیونکہ جب خود علماء دیو بند کوئی نیا کام کرنا چاہیں تو اس کو کھینچ تان کر بدعت کی فہرست سے نکالنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ دلائل الخیرات کے درود و وظائف، جو نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں، نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں اور نہ ہی تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں لیکن پھر بھی دیو بندی علماء ان کو مستحب جائز و کار ثواب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خود بانیِ مذہبِ وہابیت محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے پیروکار نہ صرف دلائل الخیرات بلکہ بزرگوں سے منسوب تمام وظائف، ذکر واذکار کو بدعت بلکہ شرک

تک سمجھتے ہیں ۔جس کی تفصیل آگے پیش ہو رہی ہے بہر حال اس تاویل کا جواب ملاحظہ کیجیے۔

☆...... علماء دیو بند کا یہ کہنا کہ یہ اشغالِ صوفیہ ثابت الاصل ہیں اس لئے بدعت نہیں تو اس کے بارے میں صرف اتنا عرض ہے کہ آپ جملہ اشغال [بلخصوص دلائل الخیرات] کو ایک ایک کر کے لکھیں پھر ہر ایک کی اصل کی علٰحدہ علٰحدہ نشاندہی کر دیں تا کہ ہم بھی دیکھ سکیں کہ معمولات اہل سنت آپ کے بقول کیونکر بدعت اور یہ اشغال کس طرح ثابت الاصل اور جائز ہیں۔ پھر دیو بندی علماء بالخصوص سرفراز صفدر دیو بندی کے پیروکار اپنا یہ اصول ضرور یاد رکھیں کہ مسائل کی اصل کا کھوج لگا کر اس کی نشاندہی کرنا مجتہد مطلق کا کام ہے نیز اپنی حیثیت بھی واضح کر دیں۔

☆......سرفراز صفدر دیو بندی صاحب نے اشغال صوفیہ کو صحیح الاصل ہونے کے ثبوت میں الاعتصام وغیرہ کتابوں کا سہارا لیا ہے۔جس کے جواب میں اولاً تو ہم کہتے ہیں کہ یہ خود سرفراز صفدر دیو بندی صاحب کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت ص ۱۶۵، ۱۶۶ پر 73 بزرگوں کی فہرست کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ان فہرست میں کسی صحابی، تابعی یا آئمہ مجتہدین کا ذکر نہیں اور بعض کو قیاس فاسدہ کی غلطی کا شکار مانا ہے۔تو جناب والا! اشغال صوفیاء کو صحیح الاصل ثابت کرنے کے لیے جن کتابوں کا علماء دیو بند سہارا لیتے ہیں تو کیا آپ کے اس مذکورہ بالا اصول کے مطابق ان کے مصنفین صحابہ ہیں؟ تابعین ہیں؟ یا تابع تابعین یا آئمہ مجتہدین ہیں؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

☆......پھر انہی دیو بندی علماء کے سامنے جب ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں تو بڑے زور و شور سے یہ جواب دیتے ہیں کہ

''پھر (پیر و مرشد علماء دیوبند) حاجی صاحبؒ کسی شرعی دلیل کا نام نہیں ہے۔لہذا حاجی صاحبؒ کا ذکر کرنا سوالات، شرعیہ میں بے جا ہے۔فتاوی رشیدیہ ج۱ص ۹۸ (راہ سنت: ص ۱۶۶)

تو جناب والا! جب بزرگ آپ کے نزدیک شرعی دلیل کا نام نہیں تو پھر غیر منقول وظائف و ذکر و اذکار کے لئے آپ جن علماء و بزرگوں کی کتابوں کے حوالے دیتے ہیں کیا وہ بزرگ شرعی دلیل ہیں؟ کیا ان کا ذکر سوالاتِ شرعیہ میں کرنا اب درست ہو گیا؟

عجیب بات ہے کہ علماء دیوبند کا لینے کا ترازو الگ ہے اور دینے کا ترازو الگ۔خود جب علماء دیوبند کے گھر کی بات آئے تو اپنے سب اصول ہی بھول جاتے ہیں اور سب کچھ جائز ٹھہرا لیتے ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں   ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

☆......کیا علمائے دیوبند اس وجہ فرق کو بیان کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ جب معمولات اہل سنت حنفی بریلوی اور دلائل الخیرات کے وظائف، ذکر و اذکار (دیگر اشغال صوفیہ) دونوں کی ہیئت کذائیہ بقول علماء دیوبند غیر منقول ہیں تو ان میں سے ایک بدعت و خلاف شریعت اور دوسرا سنت اور مطابق شریعت کیوں ہے؟ لیکن اپنے اصول کے مطابق دلیل صریح، دلیل خاص ہی پیش کیجئے گا؟

☆......پھر عجب بات ہے کہ بزرگوں کے عرس کرنا، نذر و نیاز کرنا، ختم پڑھنا، شغل کرنا تو بدعت ہو، لیکن ان کے وظائف و ذکر و اذکار بدعت نہ ہوں۔

☆......پھر سرفراز صفدر دیوبندی کو کیا ہوا کہ خود اپنے لکھے ہوئے اصول وقواعدِ بدعت کو ہی بھول گئے یا پھر جان بوجھ کر مجبوراً ان سے چشم پوشی کرنی پڑی کیونکہ خود ان کے اکابرین صوفیاء کرام کے وظائف و ذکر و اذکار کے قائل تھے اور دلائل الخیرات پر عمل پیرا تھے۔کچھ تو ہے

ورنہ تو معمولات اہل سنت پر برستے ہوئے وہ بڑے طمطراق انداز میں یوں لکھتے ہیں:

''اگر یہ فعل **وافعلو الخیر** سے ثابت ہوتا تو حضرات خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین پر یہ عُقدہ کیوں نہ کھلا؟ کیا ان کے سامنے وافعلو الخیرا کا قرآنی مضمون نہ تھا؟ اگر یہ کاروائی خیر ہوتی تو وہ حضرات کبھی اس سے نہ چُوکتے''۔

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۴۶)

تو اب انہیں اصولوں کے پیش نظر ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ دلائل الخیرات کے ایسے نئے نئے درود، ذکر واذکار، وظائف کا وہ عقدہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین علیہم الرضوان اجمعین پر کیوں نہ کھلا؟ اور جن دلائل سے علماء دیوبند نے ان کو جائز ومستحب ثابت کیا، ہم اس پر بھی یہی کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین علیہم الرضوان اجمعین پر یہ عقدہ کیوں نہ کھلا؟ کیا ان کے سامنے یہ دلائل نہیں تھے؟ اور بزبان علماء دیوبند اگر ان غیر منقول دردو، ذکر واذکار میں کوئی خیر ہوتی تو اہل خیر القرون کبھی ان سے نہ چوکتے۔

لہٰذا علماء دیوبند اس مسئلے میں اگر اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت سے انحراف نہ کریں بلکہ جن اصول وقواعدِ بدعت کے تحت ہم اہلسنت حنفی بریلوی کے معمولات ونظریات کو بدعت بدعت کہتے ہیں انہی اصول وقواعد کو دلائل الخیرات اور صوفیاء کرام کے ذکر واذکار و وظائف پر بھی لاگو کریں اور پھر اپنے اصول کے مطابق ہر ہر عمل پر دلیل خاص پیش کریں۔ اور اگر نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے تو واضح طور پر اپنے بدعتی ہونے کا اقرار کرلیں۔

معزز قارئین کرام! آپ خود غور وکریں کہ جب خود دیوبندی علماء کوئی کام شروع

کرتے ہیں تو اپنے اصول بدعت کو ترک کر کے اس کو جائز ٹھہرا لیتے ہیں لیکن جب معاملہ اہلسنت کا ہو تو انہی اصول وقواعد کا سہارا لے کر اسے بدعت و ناجائز قرار دیتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ (**''دلائل الخیرات پر دیوبندیوں کی خانہ جنگی'' کے لئے ''قہر خداوندی بر فرقہ دیوبندی''** **ملاحظہ کیجیے۔**)

وہابیوں دیوبندیوں کے مطابق ورد اور وظیفے بھی بدعت

اب قارئین کی دلچسپی کے لئے سرفراز صفدر صاحب کی مذکورہ بالا تاویل کے جواب میں ہم انہیں کے وہابی مسلک کی کتاب کا حوالہ پیش کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں جنہوں نے طرح طرح کے ورد اور وظائف کو بڑی بے باکی کے ساتھ ناجائز و بدعت کے زمرے میں شامل کیا ہے۔ جی ہاں تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان میں تو صاف لکھا کہ

''ایک فرقے نے گوشہ نشینی ...... شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے ورد اور وظیفہ...... ایجاد کیا''

(تذکیر الاخوان ص ۸۱)

تو معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی صاحب کے نزدیک جس طرح شغل برزخ، نماز معکوس، ختم، توشے ناجائز و بدعت ہیں اسی طرح غیر منقول ورد اور وظائف بھی ناجائز و بدعت ہیں۔ لہٰذا سرفراز صفدر صاحب کی مذکورہ تاویل خود ان کے اپنے امام صاحب کے قول سے باطل ٹھہری۔

وہابیوں کے نزدیک ذکر و فکر، اقوال وافعال بدعت ہیں

چنانچہ علماء دیوبند کے شیخ الہند حسین احمد ٹانڈوی نے بھی خود قبول کیا کہ

''وہابیہ اشغال باطنیہ واعمال صوفیہ مراقبہ وذکر وفکر وارادت......وغیرہ

اعمال کو فضول ولغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال وافعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں'' (شہاب ثاقب ۷۲)

دیکھا آپ نے کہ خود علماء دیو بند نے بھی اقرار کرلیا کہ ان کے اپنے وہابی حضرات اعمالِ صوفیہ مراقبہ وذکر وفکر وارادت...... وغیرہ کو ناجائز اور بدعت سمجھتے ہیں۔ اب اگر یہاں منظور نعمانی صاحب کی کتاب ''شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق'' کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو علماء وہابیہ دیو بندیوں کے اکابرین وپیشواء ٹھہریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ خود دیو بندیوں کے اکابرین اور پیشوا کے مطابق یہ سب کچھ بدعت ٹھہرا۔ [معاذ اللہ]

شیخ نجد اور علمائے دیو بند کا دلائل الخیرات پر اختلاف

خود علماء دیو بند کے بہاؤ الحق قاسمی دیو بندی کہتے ہیں کہ ابن سعود مذکور کے حکم سے ایک اور کتاب چھپ کر مفت تقسیم ہوئی ہے جس کا نام ''الھدیۃ السنیۃ'' ہے اس میں لکھا ہے (خلاصہ مطلب)

> 'ہاں ہم اس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں جن میں ایسے مضامین ہوں <u>**جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں**</u> یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو جیسے روض الریاحین، کتب منفق اور **دلائل الخیرات''** (الھدیۃ السنیۃ ص ۴۵، ۴۶ بحوالہ نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۹)

اور تو اور خود حسین احمد دیو بندی ٹانڈوی صاحب نے بھی یہ قبول کیا ہے کہ

> **''وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوۃ وسلام و درود خیر الانام علیہ السلام و <u>قرات دلائل الخیرات</u> وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اوراس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و درود بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور**

بعض بعض اشعار قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں''(شہاب ثاقب: آٹھواں عقیدہ ص ۸۱)

مفتیٔ حرم شریف علامہ سید احمد بن زینی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا کہ

''**احرق كثيرا من كتب العلم**'' محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بہت ساری کتابوں کو جلادیا''......**و منع الناس من قراة دلائل الخيرات و من الرواتب و الاذكار** ......اورلوگوں کو دلائل الخیرات اور درود و وظائف پڑھنے سے منع کردیا''

(الدرر السنیہ ص ۵۲،۵۳ بحوالہ وہابی مذہب ص ۱۶۴)

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ علماء وہابیہ کے نزدیک ایسے تمام درود، ذکر واذکار، وظائف ناجائز، بدعت بلکہ شرکیہ ہیں، حتی کہ علماء دیوبند واہلحدیث حضرات کے امام اسماعیل دہلوی صاحب نے بھی ان کا رد کیا اور پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی صاحب کے نزدیک بھی ایسے تمام درود، ذکر واذکار، وظائف بلکہ مکمل کتاب دلائل الخیرات ہی بدعت، کفر وشرک پر مشتمل ہے۔ لہٰذا ان سب باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے محض اپنی ایک تاویل سے علماء وہابیہ دیابنہ کا اپنے لیے سب کچھ جائز قرار دینا خواہ مخواہ کی سینہ زوری ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ علماء دیوبند کے منظور نعمانی نے محمد بن عبدالوہاب کا پورا دفاع کیا ہے۔ لہذا دیوبندی حضرات محمد بن عبدالوہاب کے حوالے کا بھی انکار نہیں کرسکتے۔

بہرحال دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء! تاویلات باطلہ کے بجائے سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور صورت حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یا تو دلائل الخیرات کے تمام درود، ذکر واذکار کو نبی پاک ﷺ، صحابہ وتابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں یا پھر ہمت کرکے یہ اعلان کر دیں کہ دلائل الخیرات کے یہ غیر منقول دردو، ذکر واذکار سب کے سب ہمارے اصول وقواعد

بدعت کے مطابق من گھڑت و بدعتی ہیں اور ہمارے مشائخ دیوبند خواہ مخواہ بدعات وخرافات پر عمل کر کے بدعتی و جہنمی بنتے رہے اور اپنے مریدیوں اور پیروکاروں کو بھی اس پر عمل کروا کر بدعتی و جہنمی بناتے رہے یا پھر اپنے خودساختہ اصول وقواعدِ بدعت سے پوری طرح بے زاری اور برأت کا اظہار کر کے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے سچے مذہب کو قبول کرلیں۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 4

……صلوۃ وسلام اور دیوبندی بدعت……

بعض علماء دیوبند کی کتب سے ''**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**'' درود شریف پڑھنا ثابت ہے، اگرچہ بصیغہ خطاب ہی کیوں نہ ہو علماء دیوبند نے ان مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھنے کو مستحب و مستحسن لکھا ہے۔ چنانچہ

(۱) دیوبندیوں کے شیخ الہند حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں کہ

"چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ **الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ** کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرتیں اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزا (مذاق) اُڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صدر درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب (ہی) کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر (حکم) کرتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ٦٥)

(۲)۔علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت کے مولوی محمد زکریا صاحب سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

"بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے کہ بجائے **السلام علیک یا رسول یا السلام علیک یا بنی اللہ** وغیرہ کے"

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ اور الصلوٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ "اسی طرح آخر تک سلام کے ساتھ صلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دیا جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے۔(تبلیغی نصاب،فصائل درود شریف صفحہ نمبر ۲۸)

(۳)تمام علمائے دیو بند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ "جس کو حضور ﷺ کی زیارت کا شوق ہو۔اسے چاہیے کہ عشاء کی نماز کے بعد دل کو تمام وسوسوں سے خالی کرے اور یہ تصور کرے۔کہ حضور ﷺ بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ میں جلوہ افروز ہیں۔پھر دائیں طرف الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ و السلام علیک یا نبی اللہ کی ضربیں لگائے اور بار بار پڑھے۔ان شاءاللہ حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔(ضیاء القلوب،کلیات امدادیہ)

صلوۃ وسلام کے مذکورہ بالا الفاظ کے ثبوت پر علماء دیو بند کے متعدد حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں۔لیکن انہی پر اکتفاء کرتے ہوئے یہ عرض ہے کہ مذکورہ عمل بھی علماء دیو بند کے اپنے اصولوں کے مطابق بدعت ہے،لیجیے ذرا دیو بندی امام سرفراز صفدر کا اصول ملاحظہ کیجیے۔

بدعت کے بارے میں علماء دیو بند کا اصول

سرفراز صفدر دیو بندی صاحب نے اپنی کتاب میں اس بات پر بڑا زور لگایا کہ جو کام نبی پاک ﷺ ،صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اور تابعین اور آئمہ مجتہدین سے منقول نہ ہو وہ بدعت ہے۔چنانچہ مختلف عبارات درج کرنے کے بعد سرفراز صفدر دیو بندی کہتے ہیں کہ

''حضرات فقہاء احناف اس کو مکروہ بھی کہتے ہیں اور بدعت بھی۔اور

دلیل صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں **کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ سے منقول نہیں**......ان عبارات میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا خصوصیت سے حضرات فقہاء احناف نے ذکر کیا ہے کہ۔
چونکہ یہ کام حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین سے منقول نہیں لہذا بدعت ہے''(راہ سنت ص ۹۷،۹۸)

تو علماء دیوبند کا یہ اصول واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ یا صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے کسی کام کا منقول نہ ہونا بھی بدعت ضلالہ ہے۔لہذا اب ہم علماء دیوبند سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا الفاظ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ' 'اپنے اصول وقواعد کے مطابق ثابت کریں یا پھر غیر منقول درود وسلام تسلیم کر کے اپنے علماء دیوبند کو بدعتی قرار دیں۔اب علماء دیوبند بتائیں کہ

☆......کیا نبی پاک ﷺ نے ان الفاظ (یعنی''**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**'') کے ساتھ درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا؟ (دلیل خاص اور دیگر اپنے مطالبات کے مطابق جواب دیں)۔

☆......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی صریح حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ صلوۃ وسلام پڑھنے کا ثبوت موجود ہے؟

☆......نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں جو دور دراز صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین رہتے تھے یا نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد کس صحابی یا تابعی نے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کے عین مطابق عمل کیا کوئی ایک حوالہ پیش کر دیں، یا پھر اس عمل کو بھی بدعتی عمل قرار دیں۔

☆......چلیں اگر کوئی دیوبندی یہ کہتا ہے کہ یہ صلوۃ وسلام روضہ رسول ﷺ پر پڑھنے کے

بارے میں ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہی ثابت کر دو کہ کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی علیھم الرضوان اجمعین نے انہی مکمل الفاظ اور ترتیب کے ساتھ صلوۃ وسلام روضہ رسول ﷺ پر پڑھا ہو۔

یاد رہے کہ درود وسلام پڑھنا ایک عبارت اور ثواب کا کام ہے لہذا اگر کوئی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ ایسی عبادت سرانجام دیتا ہے تو علماء وہابیہ کے اصول کے مطابق عبادت کا یہ خاص طریقہ والفاظ کا ثابت ہونا ضروری ہے ورنہ بدعت ضلالہ کے گڑھے میں جاگریں گے ،اب علماء دیوبند یا تو مذکورہ صلوۃ وسلام کا ثبوت پیش کریں یا پھر یہ تسلیم کریں کہ بدعت کے جو فتوے لیکر وہ سنیوں پر حملہ آور ہوتے تھے ،خود انہی فتوؤں سے دیوبندی علماء واکابرین کا سر عام قتل انہی کے ہاتھوں سے ہوگیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ دیوبندی امام سرفراز نے یہ بھی لکھا ہے کہ

> ''کیونکہ جو کچھ انہوں (نبی پاک ﷺ،صحابہ،اہل خیر القرون) نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی'' (راہ سنت: باب ہفتم ص ۱۶۰)

تو اب علماء دیوبند پر لازم ہے کہ یہ الفاظ اپنے اصول کے مطابق ثابت کریں ورنہ بقول مولوی سرفراز صفدر اپنی بے دینی کا اقرار کرلیں۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 5

......دیوبندی مکتبۂ فکر کا عمل ''ختم بخاری'' بدعت......

دیوبندی مکتبۂ فکر کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب نے ''ختم بخاری'' کو جائز قرار دیا ،اور آج بھی علماء دیوبند کے مختلف مدارس ومساجد میں ''ختم بخاری'' کا انعقاد کیا جاتا ہے ۔ایک سائل نے اسی ختم بخاری کے بارے میں دیوبندی امام صاحب سے پوچھا کہ

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

جواب: قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۶۶)

اسی طرح علماء دیوبند کے فتاوی حقانیہ میں بھی ہے کہ

''مصیبت میں بخاری شریف کا ختم کرنا قرون بالخیر میں نہیں تھا **مگر متاخرین علماء نے اس کو جائز کہا ہے** ۔لما قال العلامۃ رشید احمد گنگوہی قرون ثلاثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے......(فتاوی حقانیہ جلد۲ص ۷۳)

اسی طرح علماء دیوبند کے نجم الفتاویٰ میں بھی ختم بخاری کے بارے میں یہ فتویٰ موجود ہے کہ

''ختم بخاری شریف علماء کے ہاں نہ تو واجب ہے اور نہ ہی فرض بلکہ لزوم کے اعتقاد کے بغیر بخاری شریف کی آخری حدیث کے موقع پر اجتماع منعقد کیا جاتا ہے جس میں علماء وطلباء کے علاوہ عوام بھی شرکت کرتے ہیں۔ **مشائخ بیانات کرتے ہیں اور آخر میں دعا سے یہ اجتماع ختم ہوجاتا ہے** اور اس اجتماع کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تجربہ شاہد ہے کہ **ختم بخاری پر دعائیں قبول ہوتی ہیں**، لہٰذا ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ اس تقریب سعید میں شامل ہو جائے ...... **ختم بخاری شریف جائز (ہے)**۔(نجم الفتاویٰ جلد اول: کتاب العقائد،ص ۱۷۴،سوال:۱۸۰)

اسی طرح علماء دیوبند باقاعدہ اہتمام کر کے ختم بخاری کی تقریب منعقد کرتے رہتے ہیں، سردست صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے علماء دیوبند کے علامہ علی شیر حیدری صاحب کہتے ہیں کہ

> ''حضرت (خالد محمود مانچسٹر) نے باقاعدہ اہتمام سے تقریب ختم بخاری کا جلسہ کیا ہے، اخباروں میں اشتہارات آئے ہیں، جماعت کے لئے لنگر کا بندوبست ہوا ہے اور مجمعے میں باقاعدہ تقریب منعقد کر کے ختم بخاری شریف کی'' (خطبات حیدری: جلد دوم، ص 594)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا قرآن و حدیث میں کہیں ایسا حکم موجود ہے کہ مصیبت کے وقت حدیث کا ختم کیا کرو؟ یا ایسا ختم کر کے دعا کرنے کا حکم موجود ہے؟ اپنے اصول وقواعد کے مطابق جواب دیجیے۔

۞...... کیا مصیبت کے وقت نبی پاک ﷺ نے کبھی حدیث کا ختم کیا تھا؟ اور ختم کے بعد دعا کرنا ثابت ہے؟

۞...... کیا خلفاء راشدین (حضرت ابوبکر و عمر عثمان و علی علیہم الرضوان اجمعین) سے ایسا ختم، اور ختم کے بعد دعا کرنا ثابت ہے؟

۞...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے مصیبت کے وقت ختم حدیث کروایا؟ اور ختم کے بعد دعا کی؟

۞...... کیا خیر القرون میں کسی ایک بزرگ نے بھی ختم حدیث کرایا؟ اور اس کے بعد دعا کی؟

۞...... پھر ختم بخاری ہی کی تخصیص یعنی یہ صرف بخاری شریف ہی کی آخری حدیث کے موقع پر ہی کیا جاتا ہے تو یہ تخصیص کون سی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ آپ کے اصول و

قواعدِ بدعت کے مطابق یہ بدعت نہیں؟؟؟

۞...... پھر ہم علماء وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک ختم بخاری جائز ہے تو اسی طرح ختم مسلم، ختم ترمذی، ختم نسائی، ختم ابوداؤد، ختم ابن ماجہ، ختم طبرانی، ختم امام مالک وغیرہ بھی جائز ہیں کہ نہیں؟

۞...... ''کل بدعة ضلالة' سے (بقول علماء وہابیہ) جب ہر نیا عمل گمراہی ٹھہرا تو پھر مصیبت کے وقت ختم بخاری اسی حدیث سے گمراہی ٹھہرا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں اور اگر یہ عمل بدعت ہے تو پھر اس کو ذکر خیر کہنے والوں پر بھی بدعتی و جہنمی ہونے کا فتوی جاری کریں۔

۞...... جب نبی پاک ﷺ پر دین مکمل ہو چکا تھا تو پھر بعد میں دین میں ایسا عمل جاری کرنا اور اس کو ذکر خیر قرار دینا، دین میں دخل اندازی اور دین کو ناقص قرار دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟ کہاں گئے علمائے وہابیہ و دیابنہ کے وہ اصول بدعت جس کے مطابق معمولات اہل سنت کو بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں؟

۞...... دیوبندی امام گنگوہی صاحب نے کہا کہ یہ ذکر خیر ہے تو علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ اکرام یا تابعین عظام [علیھم الرضوان اجمعین] کو اس خیر کا علم نہ تھا؟ اور پھر آپ علماء دیوبند اس کو ذکر خیر قرار دیکر ان مقدس ہستیوں سے خود کو زیادہ سمجھ دار وعقل مند قرار نہیں دے رہے ہیں؟ آخر کہاں گئے آج آپ علماء وہابیہ دیابنہ کے وہ اصول وقواعد؟

بہر حال ختم بخاری [خواہ اس کو حدیث کا ختم کہو] اس کا ذکر نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین و تابع تابعین علھیم الرضوان اجمعین کسی سے بھی نہیں ملتا۔ لہٰذا علماء دیوبند وہابیہ کو چاہیے کہ جس طرح سنیوں کی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں ''ختم بخاری'' پر بھی بدعت کے فتوے لگائیں۔

فتاوی رشیدیہ اور فتاویٰ حقانیہ کی خانہ جنگی

علماء دیوبند کے امام گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ختم بخاری کرنا

''درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے''

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۶۶)

لیکن اس کے برعکس جب علماء دیوبند سے یہ پوچھا گیا کہ نیا کام شروع کرنے سے قبل ''قرآن خوانی'' کا اہتمام کرنا کیسا ہے تو دیوبندی مفتی نے حجت بازیاں کرتے ہوئے کہا ہے کہ

''بغیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعا مانگی جاسکتی ہے اور مانگی چاہیے'' (فتاوی حقانیہ جلد۲ ص ۷۵)

تو دیکھئے اگر دیوبندی کسی عمل کو قبول کرنا چاہیں تو بخاری کا ختم بھی ذکر خیر کہہ کر قبول کر لیں لیکن جب ردو انکار وضد وہٹ دھرمی پر اتر آئیں تو قرآن کے ختم کو بھی تسلیم کرنے سے اعراض کریں اور صاف لکھیں کہ بغیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعا مانگی جاسکتی ہے اور مانگی چاہئے۔

قارئین کرام! خدارا دیکھئے کہ یہ کیسی بدبختی ہے ان وہابیوں دیوبندیوں کی، کہ جو کام یعنی ختم بخاری ان کے بزرگوں نے کر دیا تو اس کے فضائل و برکات بغیر کسی دلیل خاص کے نکال کر پیش کر دیئے لیکن ختم قرآن کا عمل چونکہ ان کے بزرگوں سے مروجہ انداز میں ثابت نہیں اس لئے اب قرآن پڑھے بغیر بھی دعا کرنے کی بحث کر رہے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن پاک افضل ہے یا کہ بخاری افضل ہے؟ اگر بخاری کا ختم ذکر خیر ہے تو کیا ختم قرآن ذکر خیر نہیں ہے؟ اور اگر بغیر ذکر خیر کے ہی دعا مانگنی چاہیے تو پھر یہی حکم علماء دیوبند نے ختم بخاری پر کیوں نہیں دیا؟ کیا گنگوہی صاحب کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ کیا

ختم بخاری کے بغیر خیر و برکت کی دعانہیں مانگی جا سکتی؟ علماء وہابیہ کا عجیب مذہب ہے کہ قرآن کے ذکر کے بارے میں الگ فتویٰ دیتے ہیں اور بخاری کے ختم کے بارے میں الگ فتویٰ دیتے ہیں، یہ سب علمائے دیوبند کی سوچی سمجھی دوغلی پالیسی کا نتیجہ ہے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 6

......دیوبندی بدعت بیماروں کے لئے ختم بخاری......

اسی طرح علماء دیوبند بیمار حضرات کی صحت یابی کیلئے ختم بخاری کرواتے ہیں جیسا کہ دیوبندیوں کی کتاب ''تذکرۃ الخلیل کے حاشیہ'' میں موجود ہے کہ

''آخری دن ان (حافظ ابراہیم) کی صحت کے لئے مدرسہ میں بخاری شریف کا ختم کروایا گیا تھا''

(تذکرۃ الخلیل: ص ۷۶ حاشیہ، دارالکتاب دیوبند)

تو اب علماء دیوبند اپنے اصول وقواعد کو سامنے رکھتے ہوئے بتائیں کہ

☆......قرآن پاک کی کون سے آیت میں بیماروں کیلئے مدرسے کے اندر ختم بخاری (یا ختم حدیث) کا حکم دیا گیا ہے؟

☆......نبی پاک ﷺ نے کیا کسی حدیث میں مدرسے کے اندر بیماروں کے لئے ختم بخاری (یا ختم حدیث) کا حکم دیا ہے؟ یا آپ ﷺ سے ایسا عمل ثابت ہے؟

☆......کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے کسی بیمار کیلئے مدرسے کے اندر ختم بخاری (یا ختم حدیث) کروایا؟

یقیناً اس عمل کو علماء دیوبند نے کار خیر اور ایک عبادت سمجھتے ہوئے سرانجام دیا تا کہ اس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ رحم وکرم فرما کر ان کے بیماروں کو شفا عطا فرما دے، جبکہ علماء دیوبند

کے اصول وقواعد کے مطابق ہر وہ نیا کام جو کہ ثواب وعبادت سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ضلالہ کہلاتا ہے۔لہذا اس عمل کو کوئی دیوبندی دنیاوی عمل کہہ کر رد بھی نہیں کر سکتا، بہر حال علماء دیوبند نے جس بھی نیت سے کیا ہوا اسی نیت خاص کے ساتھ ثبوت ان کے ذمے ہے، جب تک اس کے ثبوت پر دلیل خاص پیش نہیں کر دیتے، علماء دیوبند بدعت کے دائرے سے خارج نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے اصول وقواعد اور اپنے فتوؤں کے مطابق بدعتی وجہنمی کہلائیں گے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 7

﴿......دیوبندی مکتبۂ فکر کا عمل ''ختم خواجگان چشت وختم خواجگان قادریہ'' بدعت......﴾

علماء دیوبند نے ختم خواجگان چشت، ختم خواجگان قادریہ کو نہ صرف جائز کہا بلکہ اس پر عمل بھی کرتے، کراتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو نہ صرف ہم سنیوں کے پیر ومرشد ہیں بلکہ دیوبندی بھی انہیں اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں، یہی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''**ختم خواجگان چشت کا طریقہ**'' لکھتے ہیں کہ:

> ''ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار ''**لا ملجاء لا منجا من اللہ الا الیہ**'' پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعا ئے مذکورہ تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے'' (کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص65)

اسی طرح حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''**ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ**'' بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''کسی بڑی بات کے حاصل ہونے کے لئے **پہلے دو نفلیں پڑھے** اسکے بعد **ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح** بعد **کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار** اور **سورۃ یٰسین ایک بار پڑھے** اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے'' (کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص 65)

تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی زکریا کاندھلوی کے ملفوظات ''صحبتے با اولیاء'' میں بھی ''**ختم خواجگان**'' کے بارے میں لکھا ہے کہ

''حضرت کے یہاں ماہ مبارک میں اس کا اہتمام رہتا ہے اور اس کے بعد کوئی صاحب دعا کراتے ہیں جس میں خصوصیت کے ساتھ امت کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تمام شرکاءِ ختم دس دس مرتبہ درود شریف پڑھیں اس کے بعد مجموعی طور پر تین سو ساٹھ مرتبہ ''**لا ملجاء و لا منجا من الله الا اليه**'' پھر تین سو ساٹھ بار مع بسم اللہ سورۃ الم نشرح، پھر تین سو ساٹھ مرتبہ ''**لا ملجاء و لا منجا من الله الا اليه**'' پھر دس دس مرتبہ سب لوگ درود شریف پڑھ کر دعا کریں'' (صحبتے با اولیاء: ص 214، مرتبہ تقی الدین ندوی مظاہری)

☆......اسی طرح علماء دیوبند سے کسی دیوبندی نے ختم خواجگان چشت اور ختم قادریہ کے بارے میں سوال کیا، لیجیے وہ سوال اور علماء دیوبند کا جواب دونوں آپ خود ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ (علماء دیوبند

کے پیرومرشد) کی (کتاب) ''ضیاء القلوب'' میں ختم خواجگان چشت اور ختم قادریہ کے طریقے موجود ہیں۔حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اوران کے بعض خلفاء کے یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔خیر المدارس ملتان میں روزانہ بعد نمازِ عصر اس کا معمول ہے۔عرصہ دراز سے ایک مسجد میں ختمِ خواجگان کا معمول تھا۔بعض لوگ جو اپنے کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے اس ختم شریف کو یہ کہہ کر بند کرادیا کہ یہ بدعت ہے۔کیا ختم خواجگان بدعت ہے؟ (الخ)

جواب......: ختم خواجگان سب بزرگوں کا معمول ہے۔حضرت (اشرفعلی) تھانوی قدسرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے۔**المفتی ولی حسن۔بنوری ٹاؤن کراچی۔**

ختم خواجگان بدعت نہیں اس لئے اسے بدعت قرار دینا بدعت کی حقیقت سے بے خبری کی دلیل ہے۔اس کا پڑھنا نہ ہی ہر شخص پر لازم سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کے تارک پر نکیر کی جاتی ہے،بس یہ ایک با برکت وظیفے کی حیثیت سے پڑھا جاتا ہے پس اسے بدعت کہنا صحیح نہیں ۔یہ وظیفہ بند کرنا غیر ضروری و نا مناسب فعل ہے''۔(**خیر الفتاویٰ: جلد 2:ص264**)

میرے معزز قارئین کرام! کیا دین کے نام پر اس سے زیادہ دوغلی پالیسی کا بدترین نظارہ کبھی آپ نے دیکھا ہے؟ جو لوگ معمولات اہل سنت: میلاد، فاتحہ، ختم گیارہویں شریف وغیرہ کو (قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہونے کے باوجود) بدعت وحرام کہتے ہیں

انھیں علماء وہابیہ دیابنہ نے کتنی فراخدلی کے ساتھ ''ختم خواجگان چشت'' اور ''ختم خواجگان قادریہ'' وغیرہ کو جائز، مستحب اور باعث برکت تسلیم کرلیا۔

اب علماء دیوبند کے اپنے بزرگوں کے اس نئے عمل پر انہیں نہ ہی کسی آیت قرآنی کی ضرورت ہے، اور نہ ہی کسی حدیث رسول ﷺ کی، اور نہ ہی خیر القرون سے اثبات کی حاجت باقی رہی۔ بس یہی دلیل ان کے لئے کافی ہے کہ ہمارے [وہابی دیوبندی] مشائخ کرتے تھے اس لئے جائز ہے اور چونکہ اکابرین دیابنہ یہ عمل کرتے تھے تو اب علماء دیابنہ نے جھٹ فتویٰ لگایا ''حضرت (اشرفعلی) تھانوی قدسرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔ اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے''۔ (یعنی خبردار اس نئے عمل کو بدعت نہ کہنا کیونکہ اس نئے عمل پر دیوبند علماء کا عمل ہے لہذا اب اگر اس نئے عمل کو کسی نے بدعت کہا تو وہ خود بدعتی ہو جائے گا)۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

میرے مسلمان بھائیوں بہنوں! دیکھا آپ نے کہ علماء دیابنہ کا محض اپنے اور بیگانے کے فرق نے کس طرح اپنے ہی ہاتھوں اپنے اصولوں کا خون کرڈالا بلکہ ایک نیا اصول وضع کر لیا گیا کہ وہ جو ہمارے مشائخ کے معمولات ہیں اس کو بدعت کہنا خود ہی بدعت ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ اب بتائیں کیا یہ احداث فی الدین اور منصب تشریع پر دست اندازی نہیں ہے؟ اپنے اصول یاد کیجیے۔ اب کہاں گئے دیوبندی امام سرفراز صفدر کے وہ اصول جو انہوں نے معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام ثابت کرنے کے لئے وضع کر رکھے تھے کہ'' دین وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہو''۔ (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص ۶)

اور ''یہ یاد رہے کہ جس طرح کسی ثابت شدہ چیز کا کرنا اپنے مقام پر سنت ہے اسی طرح کسی غیر ثابت شدہ چیز کا ترک اور نہ کرنا بھی اپنی جگہ اور اپنے محل میں سنت ہے''۔ (درود

شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص ۵۴)

علماء دیابنہ اپنے یہ سب اصول وقواعد کیوں بھول گئے محض اس لئے کہ خود علماء واکابرین دیابنہ کا ان پر عمل ہے اور اب اگر ان اصول وقواعد کا نام لیا تو ان سب کو بدعتی وجہنمی ماننا پڑے گا، لیکن آپ نام لیں یا نہ لیں آپ کے اپنے اصول وقواعد سے علماء و بزرگان دیو بند سب بدعتی وجہنمی قرار پائے۔

اب ہم دیو بندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا قرآن وحدیث میں کہیں ختم خواجگان یا ختم قادریہ کرنے کا حکمِ صریح آیا ہے؟ یا اس کے جواز پر کوئی دلیل خاص موجود ہے؟

۞...... کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی اس طرح کسی کے نام کا کوئی ختم کروایا تھا؟

۞...... کیا خلفاء راشدین (حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی علیھم الرضوان اجمعین) نے نبی پاک ﷺ کے نام کا یا اس قسم کا کوئی ختم کروایا تھا؟

۞...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کا کوئی ختم ہوا تھا؟ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا کوئی ختم کیا تھا؟

۞...... کیا کسی تابعی رضی اللہ عنہ کے نام کا کوئی ختم ہوا تھا؟ یا کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا کوئی ختم کروایا تھا؟

۞...... کیا خیر القرون میں سے کسی ایک بزرگ نے بھی اس طرح کسی بزرگ کے نام کوئی ختم کیا یا کروایا تھا؟

۞...... پھر اس ختم سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ ''پہلے دو نفلیں پڑھے'' (ضیاء القلوب ص 65) تو اس طرح کے امور سے پہلے یہ دو رکعت

نفل نماز کی تعلیم دینا محض وظیفہ یا علاج ہے یا عبادت بھی؟ یقیناً عبادت و کار ثواب کا عمل ہے تو اب علماء دیوبند اس کا ثبوت بھی ہمیں اپنے ہی اصول و قواعد کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے پیش کریں یا صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان اجمعین سے پیش کریں۔ ورنہ اپنے اصول و قواعد کے مطابق اپنے ان اکابرین کو بھی بدعتی قرار دیں۔

اپنے لئے سب جائز؟ اور دوسروں کیلئے حرام و بدعت؟

قارئین کرام! یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء صرف سنیوں پر بدعت بدعت کے فتوے عائد کرتے ہیں لیکن خود علماء دیوبند جب کوئی نیا عمل اختیار کرتے ہیں تو اس کو بدعت نہیں کہتے، بلکہ اگر کوئی ان کے اس جدید اور غیر منقول عمل کو بدعت کہے تو یہی علماء دیوبند اس انکار کرنے والے کو بدعتی قرار دیتے ہیں **جیسا کہ دیوبندی مفتی ولی حسن نے صاف صاف لکھا کہ**"

> ختم خواجگان سب [دیوبندی] بزرگوں کا معمول ہے ۔حضرت (دیوبندی اشرفعلی) تھانوی قدس سرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔**اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے**" **المفتی ولی حسن ۔بنوری ٹاؤن کراچی۔**(خیر الفتاویٰ: جلد2: ص264)

یہ ہے دیوبندیوں کی اکابر پرستی کہ جہاں بھر کو خواہ مخواہ بدعتی کہیں لیکن جب معاملہ دیوبندی اکابرین کے معمول کا ہو تو بدعت ہونے کا نہ صرف انکار کریں بلکہ جو اس نئے عمل کو بدعت کہے اس کے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!!

بہر حال آیئے ہم آپکو بتاتے ہیں کہ یہ عمل اصول وہابیہ کے مطابق کتنے بدعات کا مجموعہ ہے۔

علماء دیوبند کے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

۞...... مذکورہ حوالے میں خود سائل جو کہ دیوبندی ہے اس نے یہ کہا ہے کہ یہ ختم

''حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اور ان کے بعض خلفاء کے یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔ خیر المدارس ملتان میں روزانہ بعد نمازِ عصر اس کا معمول ہے (الخ)

اور سائل کی اس بات کا رد بھی علماء دیوبند نے نہیں کیا۔ گویا ان کو بھی معلوم تھا کہ دیوبندی مدارس میں یہ ختم اسی مروجہ انداز میں ہوتا ہے تو اب یہ مخصوص وقت کی قید (یعنی رمضان میں بعد نماز ظہر، دیوبندی خیر المدارس میں بعد نماز عصر) یہ بھی علماء دیوبند کے مطابق بدعت ہے جیسا کہ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر نے لکھا:

''جلیل القدر حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لئے منع کیا کہ **اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیئے** اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، **اس لئے یہ امور بدعت ہیں**۔ (راہ سنت: ۱۴۲)

تو اب اس اصول سے بھی خود علماء دیوبند کا مروجہ انداز میں ختم خواجگان چشت بدعت اور عامل بدعتی ٹھہرے۔

علماء دیوبند کے دوسرے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

۞...... پھر اس ختم سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

’’**پہلے دو نفلیں پڑھے** اسکے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یٰسین ایک بار پڑھے ‘‘

(کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص 65)

تو اب علماء دیوبند یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ محض وظیفہ یا علاج ہے بلکہ یہاں تو نفلی نماز (عبادت) کو بھی اس ختم کا حصہ بنایا گیا ہے گویا اصول وہابیہ کے مطابق ایک نماز کی بدعت نکالی گئی۔ نفلی نماز بھی عبادت ہی ہے تو اب یہ عبادت اصول وہابیہ کے مطابق ’’بدعت‘‘ ٹھہرے گی کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں۔

جب کہ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر مختلف حوالے درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

’’آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بن ابی العاص وغیرہ جلیل القدر **حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادت** اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت **اور خاص ہیئت اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے** سے محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، **اس لئے یہ امور بدعت ہیں**‘‘ (راہ سنت: ۱۴۲)

تو جناب والا! اگر سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے یہ دلائل علماء دیوبند کے نزدیک درست ہیں تو پھر ختم خواجگان وغیرہ سے قبل دو رکعت نفل (نماز) پڑھنے کا مروجہ طرز و طریقہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت کریں ورنہ یہاں بھی بدعت ضلالہ کا فتویٰ لگائیں۔

عجب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی ’’راہ سنت

’’میں نماز چاشت، ذکر واذکار، نماز کے بعد مصافحہ تک کو بدعت بتلایا ہے لیکن دوسری طرف ختم سے قبل دو رکعت نفلی نماز کا عمل دیوبندی مریدوں کو تعلیم دیا جا رہا ہے۔ وہاں بدعت بدعت کی رٹ اور یہاں بالکل اس کے برعکس! اب اس گتھی کو تو علمائے دیوبند ہی سلجھا سکتے ہیں لیکن قیاس وعقلی جواب سے نہیں، علاج کا بہانے سے بھی نہیں نیز فی الدین یاللدین کی خودساختہ تاویل سے بھی نہیں بلکہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دینا ہوگا اور دھیان رہے کہ جواب میں کسی عالم یا صوفی کا قول بھی نہ ہو کیونکہ وہ تو خود علماء دیوبند کے اصول کے مطابق حجت نہیں۔

علماء دیوبند کے تیسرے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

جیسا کہ ہم نے بتایا کہ اس ختم سے قبل نفلی نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نفلی نماز بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ اور علماء دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں کہ

’’یقین کیجیے کہ عبادت کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیا وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہترین نظر آئے وہ اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک اچھا نہیں‘‘ سنت و بدعت ص ۱۰‘‘

(بدعت اور بدعتی ص:148۔ حافظ مومن عثمانی دیوبندی)

تو یہ دو رکعت نماز یعنی نفلی عبادت جو دیوبندیوں کے ختم سے قبل ادا کی گئی یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا۔ لہٰذا اصولِ دیوبند کے مطابق اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کے نزدیک یہ بھی اچھا نہیں بلکہ بدعت ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند اپنے اصولوں کے مطابق بدعتی وجہنمی ٹھہرے۔

علماء دیوبند کے چوتھے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

اسی طرح سرفرز اصفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب میں نماز کے بعد مصافحہ کرنے کو بدعت کہا، بلکہ نماز چاشت پر گفتگو کرتے ہوئے سرفراز دیوبندی کہتے ہیں کہ

''یہ معلوم ہے کہ نفس نماز، قنوت اور بسم اللہ کی بڑی فضلیت آئی ہے مگر چونکہ مخصوص ہیئت اور کیفیت سے اور خاص اوقات کے اندران کا ثبوت نہ تھا اس لئے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مغفلؓ نے ان کو بجائے عمومات کے تحت درج کرنے کے بدعت کہا اور اس سے بچنے کی تلقین کی'' (راہ سنت:۱۳۲)

اب ہم علماء دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کے وصال سے قبل دین مکمل ہو چکا تو اس کے بعد اب ختم سے قبل دو رکعت نفل نماز کی تخصیص، پھر ختم کا مخصوص طریقہ، پھر ختم پر غیر اللہ کا نام یہ سب کچھ علماء دیوبند کے اصول بدعت سے بدعت ضلالہ کہلائے گا کہ نہیں؟ اور دین کو ناقص قرار دینا ہوگا کہ نہیں؟ لہذا علماء وہابیہ کو چاہیے کہ جس طرح من گھڑت اصولوں سے سنیوں کی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں، غیر اللہ، غیر اللہ کا نام لے کر حرام حرام کہتے ہیں تو انہی اصولوں اور فتوؤں سے آج دیوبندی اپنے علماء و بزرگوں کو بھی بدعتی جہنمی ٹھہرائیں۔

علماء دیوبند کے پانچویں اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

سرفراز صفدر صاحب نے اپنی کتاب میں ایک عنوان یہ دیا کہ ''**حضرات صحابہ کرامؓ کا ایسی کیفیات اور ہیئات کی تعین سے متعلق کیا فیصلہ ہے؟**'' اسی عنوان کے تحت انہوں نے لکھا ہے کہ

''حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اُن

کا گزر مسجد میں ذاکرین کی ایک جماعت پر ہوا، جس میں ایک شخص کہتا تھا سو[100] مرتبہ اللہ اکبر پڑھو تو حلقہ نشین لوگ کنکریوں پر سو مرتبہ تکبیر کہتے۔ پھر وہ کہتا، سو[100] بار لا الہ الا اللہ پڑھو تو وہ سو بار تہلیل پڑھتے، پھر وہ کہتا، سو دفعہ سبحان اللہ کہو، تو وہ سنگریزوں پر سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے[ان سے] فرمایا......**او مفتحی باب ضلالۃ** [یعنی] اندریں حالات تم بدعت بدعت اور گمراہی کا دروازہ کھولتے ہو'' (راہ سنت: ص۱۲۳)

اس روایت کو پیش کرنے کے بعد دیوبندی امام سرفراز خان صفدر کہتے ہیں کہ

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ اگرچہ تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید کی بہت کچھ فضلیتیں وارد ہوئی ہیں اور وہ محبوب ترین ذکر ہے لیکن اس کا یہ خاص طرز وطریقہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کا بتایا ہوا نہیں بلکہ یہ خود تمہارا ایجاد کردہ ہے۔ لہٰذا یہ بدعت ضلالت بھی ہے اور گمراہی بھی'' (راہ سنت: ص۱۲۴)

اسی طرح دیوبندی امام صاحب مزید آگے اسی کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں کہ

''یہ انکار عروضِ ہیئت ِ جدیدہ کی وجہ سے تھا یا قصہ گوئی کی وجہ سے؟......حضرت ابن مسعودؓ کا انکار صرف عروضِ ہیئتِ جدیدہ کی وجہ سے تھا،......حضرت ابن مسعودؓ کا انکار اس مخصوص ہیئت اور خاص کیفیت کے ساتھ اور متعین صفت کے ساتھ ذکر اللہ پر جمع ہونے کی وجہ سے تھا اور اسی کو انہوں نے بدعتِ ظلماء اور بدعت عظمی اور ضلالت

فرمایا ہے‘‘(راہ سنت: ص۱۲۶)

اب ہم کہتے ہیں کہ اپنے اصول کے مطابق علماء دیوبند اس روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دیوبندی علماء واکابرین کے ان ختمات کے بارے میں کیا کہیں گے کہ یہ بھی بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟ یا پھر کسی دلیل خاص سے اس ختم کی مخصوص ہیئت اور خاص کیفیت وغیرہ ثابت کریں اور بتائیں کہ اس طرح اس کا یہ خاص طرز وطریقہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کا بتایا ہوا ہے ورنہ اپنے ایسے تمام مشائخ وصوفیاء واکابر علماء دیوبند کو بدعتی قرار دیں۔

علماء دیوبند اپنے اصول وقواعد کو یاد رکھیں

اب یہ بھی یاد رہے کہ جب کل بدعت ضلالہ سے دیوبندی ہر نئے کام کو بدعت قرار دیتے ہیں تو پھر اصول دیوبند کے مطابق ’’کل‘‘ کے اس عموم (بقول وہابیہ) سے صوفیاء کرام و مشائخ عظام کے یہ اعمال و وظائف بھی خارج نہیں ہو سکتے نیز کسی اکابر ومشائخ کے عمل و اجازت سے اصول وہابیہ کے مطابق یہ تمام وظائف واعمال (ختم وغیرہ) بدعت ہونے سے خارج بھی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا علماء دیوبند کسی صورت ان کے ثبوت پر ہرگز کسی بزرگ یا شیخ کا حوالہ بطور جواز پیش نہیں کر سکتے بلکہ صرف اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے کلام سے ہی ان کا ثبوت پیش کرنا ہوگا کیونکہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے خود یہ کہا ہے کہ:

’’اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے‘‘

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۱۷)

لہٰذا وہابی دیوبند علماء اس ختم کے ثبوت پر **مولویوں کی باتوں کے بجائے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے کلام سے سند پکڑیں اور ان کی عقلوں کو کچھ دخل نہ دیں بلکہ قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔**

اسی طرح اسماعیل دہلوی صاحب نے ایک آیت پیش کر کے یہ اصول پیش کیا ہے یہ اصول بھی علماء دیوبند کو یاد رہے، کہتے ہیں کہ:

> ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ ورسم کا ماننا اور **اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے** سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث وقطب کے مولوی ومشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ ووزیر کے یا پنڈت کی بات کو اور **ان کی راہ ورسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابلے میں اپنے پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے** یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی **سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے**'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۴۳، ۴۴)

لہٰذا اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ ختم خواجگان وختم قادریہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے پیش کریں کیوں کہ اس کے ثبوت کے لئے اگر انہوں نے کسی عالم یا شیخ (غوث وقطب، مولوی ومشائخ) کے قول کو سند پکڑا اور ان کی راہ ورسم کو تسلیم کر لیا تو بقول مولوی اسماعیل دہلوی علماء دیوبند خود مشرک ٹھہریں گے۔

علماء دیوبند اپنے اصول وقواعد کی رو سے بزرگوں کا حوالہ پیش نہیں کر سکتے

اسی طرح دیوبندی امام سرفراز صفدر کے تلمیذ رشید حافظ مومن خان عثمانی کی کتاب میں ہے کہ

''اہل بدعت جتنی بدعات کرتے ہیں وہ **ساری خرافات بزرگوں کی اقتداء کے عنوان سے کرتے ہیں** اور بزرگوں کا نام استعمال کر کے اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی بدعات کے دفاع میں بزرگوں کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں **اوران کے پاس سب سے بڑا ہتھیار بھی یہی ہے**''(بدعت اور بدعتی:ص175)

لہٰذا علماء دیوبند ختم خواجگان اور ختم قادریہ کے جواز پر صرف قرآن وسنت سے ثبوت پیش کریں بزرگوں اور کسی اکابر کا نام استعمال نہ کریں اور نہ ہی اپنی اس بدعت کے دفاع میں بزرگوں کو بطور ڈھال استعمال کریں۔

اب سرفراز صفدر کے تلمیذ کا بیان کردہ شعر ہی پیش خدمت ہے۔

مومن کرتے کیوں ہو دل آزردہ ہمارا
ہم زخم خوردوں کا صفدر نے کھیل ہے بگاڑا

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 8
دیوبندی مکتبۂ فکر کا عمل ''سیرت النبی ﷺ کے پروگرام'' بدعت

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ دیوبندی واہلحدیث مکتبہ فکر کے علماء ''سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور پروگراموں'' کا اہتمام کیا کرتے ہیں، اوران جلسوں اور پروگراموں کو نبی پاک ﷺ سے محبت وتعظیم کی علامت، باعث رحمت، باعث برکت جانتے ہیں بلکہ تمام مصائب

سے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

چنانچہ علماء دیوبند کے اکابر میں احتشام الحق تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

''ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ **یہ سیرت کے جلسے اور محفلیں منعقد کر کے** اپنے پیغمبر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں **عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں** ذکرِ نبی ﷺ سے اللہ کی **رحمتیں نازل ہوتی ہیں سکینہ نازل ہوتی ہے** اور وہ شہر اور بستی **عام آفتوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرما دیتے ہیں** جہاں سرکار دو عالم ﷺ کا تذکرہ بیان کیا جا رہا ہو اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس جگہ آپ کا ذکرِ مبارک کیا جاتا ہے وہاں **اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں**'' (عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند: ص244)

اسی طرح علماء دیوبند کے علامہ عبد الستار تونسوی صاحب کہتے ہیں کہ

''سیرت کے جلسے بھی مناؤ۔ پاک پیغمبر ﷺ کی سیرت کا پرچم بھی اٹھاؤ''

(خطبات ربیع الاوّل: ص152: ترتیب ندیم قاسمی)

اسی طرح مزید لکھا ہے کہ

''سیرت النبی ﷺ کا بیان ان (احتشام الحق) کا دل پسند موضوع اور ایک لحاظ سے ان کی زندگی کا عشق تھا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں ان (احتشام الحق) کا بیان خاص طور پر دلکش اور نرالا ہوتا تھا''

(عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند: ص245، ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود)

اسی طرح علماء دیوبند کے جامعہ بنوریہ کا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے بارے میں فتویٰ ہے کہ

''نبی کریم ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے جلسے کا انعقاد اور اس سلسلہ میں لوگوں کو **شرکت کی دعوت دینا** اگر چہ اس کا اہتمام مسجد کے اندر ہی ہو بلا **شبہ جائز اور باعث ثواب ہے** اور اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے اس قسم کے پرگراموں میں صرف کی اجازت ہو تو مسجد انتظامیہ بھی اس کا اہتمام کرسکتی ہے مگر کھانے کا پروگرام اگر مسجد سے ہٹ کر کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔'' (الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ :فتوی نمبر ۳۷۸۸۳)

علماء دیوبند کے مذکورہ بالا ان حوالوں سے یہ معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک

- ......سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور محفلیں سرکار دو عالم ﷺ سے عقیدت ومحبت کا نذرانہ ہے۔
- ......سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکر نبی ﷺ سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- ......سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکر نبی ﷺ سے سکینہ نازل ہوتی ہے۔
- ......سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکرِ نبی ﷺ سے آفتیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، اور برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- ......علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا انعقاد جائز اور باعث ثواب ہے۔
- ......علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق ان پرگراموں میں شرکت کے لئے دعوتیں بھی دی جاسکتی ہیں۔
- ......علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق ان پرگراموں کیلئے چندے بھی جمع کیے جاسکتے

ہیں۔

❁......علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق ان پروگراموں کا اہتمام کرنا جائز ہے اگرچہ مسجد میں ہو بلکہ پرچم اٹھانا بھی جائز ہے۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

❁...... علماء دیوبند کوئی ایک آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایک حدیث پیش کر دیں جس میں مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں کو منعقد کرنے پر دلیل خاص موجود ہو۔

❁...... ہم علماء دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کیا گیا؟ کتنی بار سیرت کے جلسوں میں پرچم اٹھائے گئے اور کتنا اہتمام کیا گیا؟ مکہ مکرمہ میں کتنی مرتبہ ہوا اور مدینہ منورہ میں کتنی مرتبہ ہوا؟ ثبوت پیش کیجئے؟

❁...... خلفاء راشدین وصحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کیا تھا؟

❁...... تابعین وتابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کیا تھا؟

❁......اب ہم علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق پوچھتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو نبی پاک ﷺ سے محبت نہ تھی تو آخر انہوں نے مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور محفلیں کیوں نہ منعقد فرمائیں؟ کیا آپ حضرات کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ رسول پاک ﷺ سے محبت ہے؟

❁......اور اگر مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور جلسوں کا ذکر خیر القرون سے نہیں ملتا تو پھر ان کا انعقاد جائز اور کار ثواب سمجھ کر کرنا اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟

علاج واصلاح کی تاویل کا ازالہ

تاویل ...... : ہم [وہابی] سیرت النبی ﷺ کے جلسے وجلوس محض علاج یا اصلاح کی غرض سے کرتے ہیں ثواب وعبادت سمجھ کر نہیں کرتے۔ اسلئے ہمارے سیرت النبی ﷺ کی محافل و اجتماع وغیرہ جائز ہیں اور آپ اہل سنت کی محفل میلاد بدعت ہے۔

...... ازالہ ......

اولاً آپ حضرات سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپ [یعنی وہابی] لوگوں نے ان نئے کاموں کے جواز کے لئے علاج یا اصلاح کی جو تقسیم کی ہے اس پر آپ اپنے اصول وقواعد کے مطابق کوئی دلیل خاص پیش کریں، آخر یہ اصول کہاں سے ثابت ہے؟

ثانیاً یہ بتائیں کہ ''کل بدعة ضلالة '' کے ''کل'' (بقول علماء دیوبند) کے عموم سے آپ کا یہ اصول کس دلیلِ خاص سے خارج ہوا ہے وہ بھی پیش کریں۔

ثالثاً یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے کو خود علماء دیوبند نے محبت رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ میں داخل کیا ہے تو آپ کی تاویل کے مقابلے میں ان علمائے دیوبند کا صریح بیان آپ کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا محبت رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ آپ کے نزدیک دین سے خارج ہے؟ معاذ اللہ !

رابعاً یہ ہے کہ ان مجلسوں اور محفلوں پر علماء دیوبند کا رحمتوں، برکتوں کے نزول کا دعویٰ یہ بتاتا ہے کہ ان کو مقدس و دینی مجالس ومحافل سمجھ کر انعقاد کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں آپ کی مذکورہ بالا تاویل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

پانچویں بات یہ ہے کہ

''وہ کام اور عقیدہ اور بات بھی بدعت ہے جس کو لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے مصروف ہو کر کریں اور موجب ننگ ونام اور تعریف

اور مدح جانیں اگر چہ اس میں ثواب نہ جانیں'' (تذکیر الاخوان:۶۳)

تو وہابیہ کے گھر سے ثابت ہو گیا کہ اگر کسی کام کو ثواب نہ بھی سمجھیں لیکن لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے مصروف ہو کر کریں......الخ۔تب بھی وہ بدعت ہی ہوگا۔

پھر سب سے بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ اصلاح وعلاج کی ان تمام تر تاویلات کے باوجود کیا اس کے جواز کو خود آپ کے علمائے دیوبند نے قبول کر لیا ہے؟ کیا علمائے دیوبند کی نظر میں اب یہ جلوس بدعت نہیں رہے؟ آپ کی مذکورہ بالا تاویلات کا حشر دکھانے کے لئے اب ہم آپ کو آپ ہی کے علماء کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں۔بار خاطر نہ ہو تو اپنے ہی علماء کی ان تصریحات کا بغور مطالعہ کریں!

دیوبندی فتویٰ''سیرت النبی ﷺ کے جلسے وجلوس بدعت

ایک طرف تو علماء وہابیہ دیابنہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کرتے ہیں اور تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ محض اصلاح وعلاج ہے۔لہٰذا یہ بدعت نہیں لیکن خود ان کے اپنے ہی دیوبندی علماء نے ان کی اس تاویل کو قبول نہ کیا بلکہ اس کو بدعت اور رسمی مظاہرے قرار دیکر ممنوع قرار دیا ہے۔چنانچہ علماء دیوبند کے مولوی یوسف لدھیانوی اپنی کتاب میں سیرت النبی ﷺ اور میلاد النبی ﷺ کے جلسوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے اور نہ میلاد کی محفلیں سجائیں'' (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص 84)

☆مزید لکھتے ہیں کہ

''چھ صدیوں میں جیسا کہ میں [یوسف لدھیانوی دیوبندی] ابھی عرض کر چکا ہوں، مسلمانوں نے کبھی سیرت النبی کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے

نام سے کوئی محفل نہیں سجائی‘‘ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص صفحہ 85)

معلوم ہوا جس طرح دیو بندی علماء کے نزدیک محفل میلا د النبی ﷺ کا چھ صدیوں سے ثبوت نہیں بالکل اسی طرح سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا بھی ثبوت نہیں۔ لہذا اب جو دیو بند ی حضرات سیرت النبی ﷺ کے محافل، جلسے وجلوسوں کو علاج و اصلاح کی نیت کا نام دیکر بدعت سے خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں کہ خود ان کے علماء دیو بند ہی نے اس اصلاح و علاج والی تاویل کو قبول کرنے کے بجائے صاف طور پر اسے بدعت تسلیم کرلیا ہے۔

دیو بندی فتویٰ، سیرت النبی ﷺ کے جلوس شیعہ کی نقالی

پھر سیرت النبی ﷺ کی محافل اور جلسوں کو محض اصلاح و علاج کہہ کر خود کو بدعت کے دائرے سے خارج کرنے کی کوشش کرنے والے علماء دیو بند کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے مفتی اعظم صاحب نے تو ان کا رد کرتے ہوئے ان کو شیعوں کی نقالی تک قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ دیو بندی مفتی اعظم تقی عثمانی نے یہ لکھا ہے کہ

> **’’نبی کریم ﷺ نے تو ہمیشہ اس امت کو ان رسمی مظاہروں سے اجتناب کی تلقین فرمائی** ...... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری حیات طیبہ میں کوئی شخص ایک نظیر ایک مثال اس بات پر پیش کر سکتا ہے کہ **نبی کریم ﷺ کی سیرت کے نام پر ربیع الاول میں یا کسی مہینے میں کوئی جلوس نکالا گیا ہو**؟ بلکہ پورے تیرہ سو سال کی تاریخ میں کوئی ایک مثال کم از کم مجھے تو نہیں ملی کہ کسی نے آپ کے نام پر جلوس نکالا ہو۔ ہاں! شیعہ حضرات محرم میں اپنے امام کے نام پر جلوس کرتے تھے، **تو ہم نے سوچا کہ انکی نقالی میں ہم بھی جلوس نکالیں گے** حالانکہ نبی کریم ﷺ

کا ارشاد ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان میں سے ہو جاتا ہے''۔(میلا د النبی اور سیرت النبی کے جلسے اور جلوس تالیف تھانوی ،تقی عثمانی صفحہ ۲۹،۳۰ مرتب محمد سلمان سکھروی مکتبہ الاسلام کراچی)

تو اب تقی عثمانی دیو بندی صاحب کے مطابق دیو بندیوں کے یہ جلسے رسمی مظاہرے ہیں جن سے بچنا چاہیے۔اور یہ شیعوں کی نقالی ہیں ۔لہذا ان کو اصلاح و علاج کہنا بھی خود اپنے ہی دیو بندی علماء کا رد کرنا ہے۔ہم اہلسنت حنفی بریلویوں پر آپس میں دست و گریبان کا الزام لگانے والے علماء دیو بند خود اپنے ہی علماء و اکابرین سے خانہ جنگی میں مبتلا نکلے۔تو جو علماء دیو بند تشدد کی راہ اختیار کرتے ہوئے میلا د شریف کو عیسائیوں کی نقالی کا طعنہ دیکر اسے فعل حرام قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں آج اپنے ہی آئینہ میں اپنا بھیانک چہرہ دیکھ لیں کہ بقول علمائے دیو بند وہ خود شیعوں کی نقالی کر رہے ہیں۔

دیو بندی فتویٰ سیرت النبی ﷺ کے جلسے بدعت

اسی طرح علماء دیو بند کے جامعہ بنوریہ کا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے بارے میں فتویٰ پچھلے صفحات پر گزرا جس میں انہوں نے ان جلسوں کے انعقاد کے بارے میں کہا کہ'' **بلاشبہ جائز اور باعث ثواب ہے** ''(الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ :فتوی نمبر ۳۷۸۸۳)جب کہ دیو بندی مولوی یوسف لدھیانوی کا حوالہ بھی گزرا کہ یہ'' سیرت النبی کے جلسے بھی چھ صدیوں بعد شروع ہوئے''،ملخصا (اختلاف امت اور صراط مستقیم)تو اب چھ صدیوں بعد شروع ہونے والے کام کو ثواب سمجھنا علماء دیو بند کے اپنے اصولوں سے یقیناً بدعت ہے۔چنانچہ علمائے دیو بند کے مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب'' کل بدعۃ ضلالہ'' کے تحت لکھتے ہیں کہ

''فرمایا کہ ہر وہ کام جو میں نے بیان نہیں کیا اور میری طرف سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان نہیں کیا، جس پر عمل نہیں کیا اس کو
اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں تو وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم
میں لے جائے گی'' (خطبات الرشید: جلد۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص۱۴۲)

یہی دیوبند مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ

''جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے ثواب نہیں بتایا اگر ان میں ثواب
سمجھیں گے تو آپ متوازی حکومت بنا رہے ہیں یا نہیں؟ اللہ اور اس
کے رسول ﷺ کی حکومت کے مقابلہ میں آپ اپنی حکومت چلانا چاہتے
ہیں'' (خطبات الرشید: جلد۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص۱۴۴)

یہی دیوبند مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ

''جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ثواب کا طریقہ نہیں بتایا آپ
کون ہوتے ہیں اس میں ثواب بتانے والے۔ ایک ناچیز بندہ اور
مقابلہ کرے اللہ و رسول ﷺ کا''

(خطبات الرشید: جلد۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص۱۵۳)

دیوبندی علامہ علی شیر حیدری کہتے ہیں کہ

''جو حضور ﷺ نے نہیں بتلائی تو جتنا مرضی کہے اچھی ہے، میں نہیں مانتا
۔ اچھی ہوتی تو میرے نبی ﷺ ضرور بتلاتے'' (خطبات ربیع الاول
:304)

تو علماء دیوبند کے یہ سیرت النبی ﷺ، مقصد میلاد النبی ﷺ، عظمت رسول ﷺ کانفرنس
جیسے مختلف عنوانات کی محافل،، جلسے اور جلوس خود علماء دیوبند کے اصول و قواعدِ بدعت سے
بدعت ضلالہ قرار پائے بلکہ مذکورہ حوالے کی رو سے علماء دیوبند یہ جلسے، جلوس نکال کر اللہ

عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی حکومت بنا رہے ہیں، اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کرر ہے ہیں۔لہذا محض اصلاح وعلاج کی خودساختہ تاویلات کا سہارا لیکران کو علماء دیو بند اپنے حق میں ہرگز جائز ثابت نہیں کر سکتے۔

جلسوں جلوسوں پر دیو بندی تاویل

ایک دیو بندی نے یہ تاویل کی ہے کہ ہمارے دیو بندی علماء نے سیرت النبی ﷺ کے ان جلسے جلوسوں کو ناجائز و بدعت کہا ہے جن میں ناچ گانا، ڈھول تاشے شیطانی خرافات ہوتی ہیں۔ یہ آج کی پیداوار ہیں اس لئے یہ ناجائز و بدعت ہیں۔ باقی جو جلسے ہیں ان میں یہ کام نہیں ہوتے اس لئے وہ جائز ہیں۔

......ازالہ......

دیو بندی مولوی کی اس دجل وفریب کاری پر سب سے پہلے تو ہم یہی کہتے ہیں کہ

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے　　　دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

اس دیو بندی مولوی کو نہ ہی خوف خدا عزوجل ہے اور نہ آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایسی بے حیائی و بے شرمی پر ذلت ورسوائی کا کچھ خوف۔قارئین کرام! ہم نے جو حوالے دیئے ہیں ان میں ”ناچ، گانے، ڈھول تاشے“ پر گفتگو نہیں بلکہ واضح طور پر صرف سیرت النبی ﷺ کے جلسے جلوسوں کے وجود ہی کا انکار کیا گیا اور بالکل واضح طور پر کہا گیا کہ یہ جلسے سلف صالحین کے زمانے میں نہ تھے، چھ صدیوں تک ان کا وجود نہیں پھر ان جلسوں کا رد شیعہ کی نقالی کی وجہ سے کیا گیا۔تو یہاں ”ناچ گانے ڈھول تاشے وغیرہ“ کی بات ہی نہیں بلکہ سرے سے ان جلسے جلوسوں، سیرت النبی ﷺ کی محفل ہی کا رد کیا گیا لہذا دیو بندی مولوی کی تاویلات خواہ مخواہ کی ضد وہٹ دھرمی ہے بلکہ اپنے ہی علماء کے موقف سے شدید جہالت ہے۔

پھر ہم دیو بندی مولوی سے کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہی مان لیں کہ یہاں تمہارے دیو بندیوں نے فتوے اُس ''سیرت النبی ﷺ کی محفل ، یا جلسے ،جلوسوں'' پر لگائے جن میں گانے باجے ڈھول تاشے ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سب باتیں نہ ہوں تو

☆ کیا تمہارے نزدیک سیرت النبی ﷺ کی محافل ، یا جلسے ،جلوس نکالنا جائز ہے؟

☆ کیا آپ اپنے اصول کے مطابق اس پر کوئی دلیل خاص پیش کر سکتے ہیں؟

☆ کیا نبی پاک ﷺ یا صحابہ کرام علہیم الرضوان اجمعین سے سیرت النبی ﷺ کے محافل ،جلسے جلوس کا عمل دیو بندی اصولوں کے مطابق ثابت ہے؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ سب کچھ بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟ ان سب باتوں کے جوابات دیجیے۔

۞......پھر آپ کے علماء نے ان کے بارے میں لکھا کہ ''بلا **شبہ جائز اور باعث ثواب ہے**'' (الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ :فتوی نمبر۳۷۸۸۳)اس کو ثواب مان کر کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف آپ کے علماء دیو بند کا فتویٰ ہے کہ

> ''فرمایا کہ ہر وہ کام جو میں نے بیان نہیں کیا اور میری طرف سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان نہیں کیا ،جس پر عمل نہیں کیا اس کو **اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں** تو وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی'' (خطبات الرشید: جلد۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص۱۴۲) یہی دیو بندی مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ ''جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے **ثواب نہیں بتایا اگر ان میں ثواب سمجھیں گے** تو آپ متوازی حکومت بنا رہے ہیں یا نہیں؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت کے مقابلہ میں آپ اپنی حکومت چلانا

چاہتے ہیں'' (خطبات الرشید: جلد۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص۱۴۴)

تو جناب والا آپ کے دیوبندی مذہب کے مطابق تو ''ناچ، گانا، ڈھول تاشے نہ بھی ہوں'' تب بھی یہ سب کچھ ناجائز، بدعت ہے، شیعوں کی نقالی ہے۔

۞ ......پھر خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ ''امر مندوب کے لئے تداعی ناجائز ہے

(فتاویٰ رشیدیہ ۲ص۱۵۰)

اور قاری طیب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں'' اگر یہ چیزیں اسلامی مزاج کے مطابق ہوتیں تو سب سے پہلے صحابہ کرتے، تابعین کرتے، ائمہ مجتہدین کرتے۔ لیکن کسی سے منقول نہیں، بلکہ چند صدیوں کے بعد یہ مظاہرے شروع ہوئے'' (خطبات حکیم السلام ج ۷ص۱۳۸)

لہذا ان اصولوں سے بھی تمہارے وہابی مذہب کے مطابق سیرت کہ یہ جلسے ناجائز ٹھہرے، یاد رہے ان میں ناچ گانے، ڈھول تاشتے یا بہودہ کاموں کا ذکر نہیں۔ بہرحال ہمارا یہی کہنا ہے کہ دیوبندی حضرات کے جب گھر کی بات آتی ہے تو سب کچھ جائز و رواء کرنے کی کوشش کرتے ہیں، قارئین کرام! آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اب یہی صورت حال یہاں بھی دیوبندیوں کی ہے۔

نوٹ: ہم پہلے یہ بتا چکے کہ خود علماء دیوبند نے تسلیم کیا کہ کسی کام کو ثواب نہ بھی سمجھیں تب بھی بدعت ہوسکتا ہے۔

> ''وہ کام اور عقیدہ اور بات بھی بدعت ہے جس کو لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے مصروف ہوکر کریں اور موجب ننگ و نام اور تعریف اور مدح جانیں اگر چہ اس میں ثواب نہ جانیں'' (تذکیر الاخوان :۶۳) لہذا دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ ثواب سمجھ کر نہیں کرتے اس لئے بدعت نہیں یہ تاویل خود ان کے علماء کے مطابق باطل و مردود ہے۔

دیو بندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 9
دیو بندی مکتبۂ فکر کا عمل ''خلفاء راشدین کے ایام وجلوس بدعت''

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ دیو بندی مکتبۂ فکر کے علماء! ہمارے آقا کریم ﷺ کا کوئی دن نہیں مناتے، میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس کا انعقاد نہیں کرتے لیکن حیرت کی بات ہے کہ یہی دیو بندی علماء ہمارے آقا کے غلاموں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام مناتے ہیں اوران کے نام پر جلسے وجلوس بھی نکالتے ہیں۔آقا (ﷺ) کے ایام منانے کو بدعت قرار دیتے ہیں جبکہ آقا (ﷺ) کے غلاموں [صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین] کے ایام کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔عجیب معاملہ ہے کہ آقا کے ایام منانا تو بدعت ہو لیکن ان کے غلاموں کے ایام منانا جائز ومستحب ہو!

بحر حال علماء وہابیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ان ایام کو سرکاری سطح پر منانے اور عام تعطیل کا مطالبہ بھی کرتے نظر آتے ہیں۔جس کسی کو ثبوت درکار ہو تو نیٹ پر سرچ کر کے دیکھ سکتا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ جس پر ہم حوالہ جات پیش کریں، دیو بندی وہابی مکتبۂ فکر کے لوگ اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

علماء دیو بند کی نام نہاد جہادی تنظیم لشکر جھنگوی کے حق نواز جھنگوی کہتے ہیں کہ

''ہم یوم صدیق اکبرؓ پر جلوس نکال چکے ہیں میں نے سنی زعماء اور سنی علماء کرام سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو ، میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں ......ہم صدیق اکبرؓ کے یوم کے جلوس نکالیں گے۔جب یہ پختہ ہوگا، تو فاروق اعظمؓ کا یوم آئے گا۔۱۸ ذوالحجہ کو عثمان غنیؓ کا آئے گا، جب وہ پختہ ہوگا ہم دس محرم کا بھی جلوس نکالیں گے اور وہ جلوس حسینؓ کی مدح جرات، بہادری

شجاعت کا جلوس ہو گا اور ان کے خلاف ماتم کرنے والے جوان کی بزدلی یا ان کی بہادری پر ہنس گیری کرتے ہیں۔ یہ ان کے خلاف ہو گا۔ یہ جلوس جب ملک میں عام ہوں گے تو ایک اسٹیج آئے گی خود شیعہ کہیں گے کہ نہ ہم جلوس نکالتے ہیں نہ تم نکالو......ہم دس محرم کا جلوس بند کرا کر دم لیں گے **چلو نہ بند ہو بالفرض لیکن جس شوق سے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی جائے گی ہم اسی جوش کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی کر کے دکھائیں گے**۔(مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی 15 تاریخ ساز تقریریں، صفحہ ۱۱۴،۱۱۵۔ادارہ نشریات اسلام لاہور: پاکستان)

اسی طرح علماء دیوبند کے نجم الفتاوی کا حوالہ بھی ملاحظہ کیجیے

سوال......: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یوم پیدائش اور یوم وفات وغیرہ منانے کا کیا حکم ہے؟ وراسی طرح یہ مطالبہ کرنا کہ یوم صدیق اکبر سرکاری طور پر مناتے ہوئے عام تعطیل کی جائے۔شریعت مطہرہ میں اس مطالبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟''

الجواب حامداً و مصلیاً ......:صورت مسئولہ میں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام کو اس طرح منایا جائے کہ ان کی دینی خدمات اور سیرت کو بیان کیا جائے تا کہ ان کے حالات زندگی اور دوسرے معمولات لوگوں کے سامنے آئیں جس سے لوگوں میں دین کی رغبت اور شوق پیدا ہو **تو یہ عمل جائز و مستحسن ہے**۔ البتہ اس کو دین کا حصہ نہ سمجھا جائے اور اس کا التزام واہتمام بھی نہ کیا جائے۔**نیز اس دن**

چھٹی کرنا اور جلوس نکالنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز نہیں، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ کما فی المشکوۃ عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد .وفی شرعة البهیة :ان عمل المولد بدعة لم یقل بی و لم یفعله رسول الله ﷺ و الخلفاء و الائمة ......وقد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل .بحواله راه سنت'' (نجم الفتاویٰ جلد اول:ص ۲۱۵:سوال ۲۲۲)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے مروجہ ایام منانے پر اپنے اصول وقواعد کے مطابق کوئی ایک دلیل خاص پیش کر دیں۔

۞ ...... پھر ان مروجہ محافل و اجتماعات کی مشروعیت کا تعین بھی دلیل خاص سے پیش کریں، نیز جو بھی دعویٰ کریں اس پر قرآن وحدیث سے دلیل خاص ضرور پیش کریں۔

۞ ...... اگر خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین کے ایام منانا جائز ہیں تو کیا ان کے زمانے میں یہ ایام منائے گے تھے؟

۞ ...... چلیں یہ بتا دیں کہ خلفاء راشیدین کے بعد کے صحابہ یا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ انداز میں خلفاء راشدین کے ایام کا انعقاد کیا تھا؟

۞ ...... کیا تابعین یا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے خلفاء راشدین کے ایام کا انعقاد کیا؟

۞ ...... صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کا گستاخ اور خارجی گروہ تو ان کے زمانوں میں موجود تھا جو ہر طرح ان مقدس ہستیوں کی مخالفت کرتا تھا تو کیا ان کے مقابلے میں (حق نواز جھنگوی

صاحب کی طرح) خیر القرون میں مروجہ انداز میں اہل حق نے محافل ،مجالس اور جلسوں کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... نیز یہ بھی بتائیں کہ ان مروجہ ایام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے انعقاد کیلئے جانی و مالی تعاون کرنے والے یا کسی بھی طرح سے اس میں حصہ لینے والے حضرات اجر وثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں کہ نہیں؟

علماء دیوبند کی تاویل کا ازالہ خود علماء دیوبند کے قلم سے

تاویل......: میرے محترم مسلمان بھائیو! ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی یہاں یہ کہہ دے کہ ہم ان ایام کو دین یا دین کا حصہ سمجھ کر نہیں کرتے اسلئے یہ بدعت نہیں۔

۞......ازالہ......۞

اولاً تو اس پر سوال یہ ہے کہ کیا دین کے نام پر ایسا نیا کام کرنا جس کو دین یا کا حصہ سمجھ کر نہ کیا جائے ایسا کرنا جائز ہے؟ مستحب ہے؟ مباح ہے؟ جو بھی ہے اس پر بھی دلیل خاص قرآن وحدیث سے پیش کیجئے؟

ثانیاً یہ تاویل بہت ساری وجوہات کی بناء پر باطل ہے کیونکہ علماء دیوبند ان ایام کے انعقاد کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں اور اگر مخالفین روکنے کی کوشش کریں تو میدان جنگ بھی گرم ہو جاتا ہے اور پھر یہ غیر دینی سمجھے جانے والے پروگرام کے انعقاد کے لئے لڑتے ہوئے مارے جانے والے دیوبندی حضرات کو مقام شہادت کا درجہ بھی دیا جاتا ہے تو یہ کیسا پروگرام ہے کہ دین بھی نہیں دین کا حصہ بھی نہیں لیکن مرنے والا مقام شہادت پر ضرور فائز ہو جاتا ہے؟

۞...... پھر یہ دین و دنیا اور ثواب اور غیر ثواب کی تاویل کرنا محض فریب کاری ہے کیونکہ خود علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ

''غرضیکہ دین و دنیا، مذہب و سیاست میں فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے۔شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کا دامن اس تفریق سے بالکل پاک ومنزہ ہے۔ مسلمان کی دنیا بھی دین ہے۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے یہاں تو یہ نظریہ ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ ''احتسب نومتی کما احتسب قومتی ''یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہو کر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۲۔(الکلام المفید فی اثبات التقلید :ص ۸۳)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

''حضرات !مسلمانوں کا دین اور دنیا۔ مذہب اور سیاست دو الگ الگ راستے نہیں ۔ بلکہ مسلمان کی سیاست اور دنیا بھی دین ہی ہے، یہاں دین اور دنیا کا اور مذہب وسیاست کا فرق نکالنا زندقہ اور الحاد ہے''

(الکلام المفید فی اثبات التقلید :ص ۵۸)

لہٰذا اب یہ کہنا کہ یہ ایامِ صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کی مجالس، جلسے وجلوس دین نہیں ہے یا ثواب کا کام نہیں یا ثواب سمجھ کر نہیں کئے جاتے یہ سب تاویلات باطلہ خود علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب کے قلم سے باطل ٹھہریں بلکہ زندقہ والحاد قرار پائیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب ذرا دیوبندی حضرات اپنے مفتی محمد سعید خان دیوبندی کا فتویٰ بھی ملاحظہ کرلیں کہ وہ ان ایام کو صاف طور پر بدعت قرار دیتے ہوئے اپنے دیوبندی برادران پر اپنے غصے کا اظہار کچھ اس انداز میں کرتے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی محمد سعید خان کہتے ہیں کہ:

''تیسری خرابی یہ ہے کہ **جن بدعات کے رد پر ہمارے اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ نے تقریبا ڈیڑھ سو برس خم ٹھونک کر جہاد کیا**، اب وہی بدعات ان نام نہاد سنیوں، صوفیوں، **دیوبندیوں نے اپنالی ہیں۔ مثلاً** اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ رضی اللہ عنہ **مم ہمیشہ دن منانے کے خلاف** رہے **لیکن اب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے باقاعدہ دن منائے جاتے ہیں** اوراس بات کی ترغیب وسعی نامبارک بھی کی جاتی ہے۔ محرم ۱۴۳۲ھ یہ پہلا سال ہے کہ اپنے آپ کوسنی اور دیوبندی کہنے والے علماء کرام نے اسلام آباد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر ایک باقاعدہ جلوس نکالا ہے۔ شیعہ حضرات دس محرم مناتے ہیں اور انہوں نے یکم محرم منایا ہے'' (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

تو دیکھئے خود دیوبندی مفتی محمد سعید خان نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دن منانے کو بدعت میں شمار کیا۔ اور اکابرین دیوبند کا مسلک یہ بتایا کہ وہ ان کاموں کو بدعت قرار دیتے تھے۔ مگر ساتھ ہی تسلیم بھی کرلیا کہ دیوبندی حضرات اس بدعت میں مکمل شریک ہیں۔

سحر کی خوشیاں منانے والو! سحر کے تیور بتارہے ہیں
ابھی تو اتنی گھٹن بڑھے گی کہ سانس لینا عذاب ہوگا

۞ ......اسی طرح دار العلوم دیوبند کے دیوبندی حکیم قاری محمد طیب دیوبندی صاحب نے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام (ڈے) کو ''مداخلت فی الدین'' کہا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

''اہل دنیا نے نظام الدین کے متوازی دنیوی نظام بنا کر ڈے متعین کر کے مداخلت فی الدین کا ثبوت دیا ہے **جیسا کہ اہل دین کے جاہل طبقہ**

نے دین اور اہل دین کے نام پر از خود ڈے (ایام) متعین کر کے ان کے منانے کی عیدیں منالیں۔ جیسے گیارھویں کا دن، دسویں کا دن، تیجہ کا دن، بری کا دن یا فلاں بزرگ کا دن، صدیق ڈے، فاروق ڈے وغیرہ متعین کر کے دین کے رنگ میں مداخلت فی الدین کی ہے اور یہ چیز پہلے کی بہ نسبت زیادہ قبیح ہے کہ دین میں التباس اور تلبیس پیدا کرتی ہے'' (آفتاب نبوت صفحہ ۱۸۸: قاری طیب دیوبندی)

تو اب وہ تمام دیوبندی جو اپنی اس مداخلت فی الدین کو اپنے حق میں جائز ثابت کرنے کے لئے مختلف تاویلاتِ باطلہ کا سہارا لیتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ان ایام کو دین و ثواب نہیں سمجھتے، کبھی کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ان ایام کو بطور علاج کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے تمام دیوبندی حضرات کے منہ پر خود ان کے اپنے امام قاری طیب نے زوردار تھپڑ مار کر ان کا نہ صرف منہ بند کر دیا بلکہ یہ بتا دیا کہ ان کی تمام تاویلات باطل ہیں اور یہ سب ایام (ڈے) جو دیوبندی حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ناموں پر منعقد کرتے ہیں یہ قاری طیب دیوبندی صاحب کے مطابق ایسے ہی بدعت اور مداخلت فی الدین ہیں جیسے اہل دنیا کے دنیوی نظام کے ڈے۔

۞...... محترم قارئین کرام! حق نواز جھنگوی دیوبندی صاحب کا جو حوالہ ابھی سابقہ صفحات پر آپ نے پڑھا اس میں خود حق نواز جھنگوی صاحب کہتے ہیں کہ

''میں نے سنی زعما اور سنی علماء کرام [یعنی دیوبندیوں] سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو۔ میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں'' (مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی 15 تاریخ ساز تقریریں)

دیکھئے جھنگوی صاحب! صاف طور پر اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ خود ان کے اپنے

دیوبندی (''سنی زعما، سنی علماء'') ان ایام، جلسوں وجلوسوں کو بدعت کہتے ہیں اسی لئے حق نواز جھنگوی نے اپنے دیوبندی علماء کو کہا کہ'' ذرا اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو، میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں'' مطلب صاف ظاہر ہے کہ خود علماء دیوبند نے اس عمل پر بدعت بدعت کے فتوؤں کی توپ چلائی، جس کی وجہ سے جھنگوی صاحب کو کہنا پڑا کہ منہ بند رکھو۔ دیکھئے جب دیوبندیوں کے گھر کی بات آئی تو کس طرح اپنے ہی علماء پر برس پڑے اور دھمکی دیکر ان کا منہ بند کروایا۔ بحر حال بات واضح ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک یہ جلسے، جلوس اور ایام بدعت ہیں لیکن جھنگوی صاحب جیسے حضرات کے خوف و ڈر سے اپنی توپوں کا منہ بند کیا ہوا ہے۔

تو اس حوالے سے بھی مذکورہ دیوبندی تاویل کا ازالہ ہو گیا۔ لہذا اس قسم کی تاویلات باطلہ کا سہارا لیکر علماء دیوبند اپنی کم علم عوام کا منہ تو بند کروا سکتے ہیں لیکن علمی میدان میں ان کی تاویلات باطلہ مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہے جس کا ایک ادنیٰ سا علمی نمونہ ہم نے اس تاویل کے ازالہ پر پیش کر دیا۔ لہذا علماء دیوبند کی ایسی تاویلات کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔

ایام صحابہ پر چھٹی کا مطالبہ جائز نہیں بدعت ہے

دیوبندی مکاتب فکر کے علماء ایام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین پر حکومتی سطح پر چھٹی کا مطالبہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور پاکستان میں تو یہ مطالبہ بہت زور وشور سے پیش کیا جاتا ہے نیٹ پر آپ اس قسم کے مطالبے کی ویڈیوز دیکھ سکتے ہیں حق نواز جھنگوی سے لیکر اورنگزیب فاروقی تک بلکہ تقریباً سبھی دیوبندی حکومتِ پاکستان سے چھٹی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور پھر ان ایام میں جلوس بھی نکالتے ہیں۔ اگر کسی کو ثبوت چاہئے تو نیٹ پر سرچ کر سکتا ہے جہاں بے شمار اشتہارات اور ویڈیوز اپلوڈ ہیں۔

حالانکہ ان ایام میں یا اس نسبت سے جلسے، جلوس نکالنے کا ثبوت خاص اصول وقواعدِ

علماء دیوبند کے مطابق ہرگز موجود نہیں۔ بلکہ اصول وقواعد وہابیہ کے مطابق عدم ثبوت کی بناء پرتو یہ سب بدعت ہیں۔ لیجیے خود دیوبندیوں کا نجم الفتاویٰ کھول کر دیکھ لیں کہ انہوں نے اس کو بدعت لکھا، دیوبندی مفتی سید نجم الحسن مہتمم ورئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نے اپنے فتوے میں لکھا کہ

''نیز اس دن چھٹی کرنا اور جلوس نکالنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز نہیں، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔لما فی المشکوۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد .وفی شرعة البھیة :ان عمل المولد بدعة لم یقل بی و لم یفعله رسول الله ﷺ و الخلفاء و الائمة ......وقد اتفق علماء المذاھب الاربعة بذم ھذا العمل .بحوالہ راہ سنت''(نجم الفتاویٰ جلداول:ص۲۱۵:سوال۲۲۲)

تو اب اس فتوے سے چھٹی کا مطالبہ کرنے والے دیوبندیوں کی اپنی چھٹی ہوگی ،خود گمراہ، بدعتی وجہنمی ٹھہرے، دیوبندی مفتی صاحب نے ''من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد'' سے استدلال کر کے اس کے بدعت ہونے پر اپنی مہر ثبت کردی ہے۔

مزید گفتگو کے بجائے یہ عرض کرتے چلیں کہ مذکورہ بالا علماء دیوبند کے حوالہ جات کو دیکھئے تو یہاں پر دیوبندی حضرات عجیب الجھن کا شکار ہیں کہ اگر حق نواز جھنگوی، اورنگزیب فاروقی جیسے دیوبندیوں کی بات مان کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام اور سیرت کے جلسے وجلوس کو جائز ومستحب سمجھ کر مناتے ہیں تو قاری طیب، صاحب نجم الفتاویٰ، بلکہ مفتی سعید جیسے دیوبندی حضرات کے مطابق بدعتی (جہنمی) اور مداخلت فی الدین کرنے والے ٹھہرتے ہیں۔اس مقام پر دیوبندی حضرات کی حالت دیکھ کر برجستہ یہ شعر یاد آ گیا۔

عجب الجھن میں ہے درزی جو کف ٹانکہ تو چاک اُدھڑا

ادھر ٹانکہ اُدھر ادھڑا، اُدھر ٹانکہ ادھر اُدھڑا

دیوبندی مولوی محمد سعید اور قاری طیب نے جلسوں وجلوسوں کو منع کیا ہے۔ یہاں پھر دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ ''انہوں نے ایسے جلسے جلوسوں کو منع کیا ہے جن میں ناچ گانا ڈھول تماشہ ہو'' لیکن قارئین کرام یہ بھی دیوبندیوں کی باطل تاویل ہے کیونکہ آپ خود ان حوالوں کو پڑھ سکتے ہیں کہ یہاں ناچ گانے ڈھول وتماشے کا کہیں بھی ذکر نہیں بلکہ انہوں نے ان جلسوں اور جلوسوں کو صرف ''مداخلت فی الدین'' اور بدعت سمجھ کر منع کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر دیوبندی تاویل مان بھی لی جائے تو ایسی صورت میں انہیں پر یہ لازم ہے کہ یہ مروجہ جلسے جلوس اور ایام (جن کو یہ جائز و کار ثواب سمجھتے ہیں، انھیں) اپنے اصولوں اور قواعد کے مطابق ثابت کریں اور ہمارے سوالات کے جوابات بھی عنایت کریں۔

جھنگوی صاحب کے اصول سے میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس جائز

قارئین کرام! سابقہ صفحات پر حق نواز جھنگوی دیوبندی کا حوالہ آپ نے پڑھا جس میں جھنگوی صاحب نے ایک اصول پیش کیا کہ شیعہ اپنے جلسوں وجلسوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو بُرا بھلا کہتے، گالیاں بکتے ہیں [معاذ اللہ عزوجل] اس لئے ہم دیوبندی ایسے جلسے وجلوس نکالتے ہیں تاکہ اصحاب رسول ﷺ کی مداح سرائی کی جائے۔ ملخصاً

تو اب حق نواز جھنگوی دیوبند صاحب کے اسی اصول پر ہم پوچھتے ہیں کہ آج دنیا بھر کے کفار و مشرکین مسلمانوں کے دلوں سے محبت و تعظیم رسول ﷺ ختم کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں کہ نہیں؟ کبھی معاذ اللہ! خاکے بنا کے ذات مصطفیٰ ﷺ پر حملے کر رہے ہوتے ہیں تو کبھی بے ادب نام نہاد کلمہ گو حضرات کے ذریعے نبی پاک ﷺ کی ناموس پر حملے کر رہے ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل! تو اب جھنگوی صاحب کے اصول کے مطابق ان کے رد میں نبی پاک ﷺ کے ذکر، تعظیم وتوقیر کا چرچا کرنے کے لئے ان کے غلاموں (صحابہ کرام

علہیم الرضوان اجمعین) کے ایام کی طرح ان کے اور ہم سب کے آقا نبی کریم ﷺ کا ''یوم'' منانا، میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا یا شرعی حدود میں رہتے ہوئے کسی بھی طرح ان کی ذات سے نسبت رکھنے والے جلسے منعقد کرنا اور جلوس نکالنا، محفلیں سجانا یہ سب بھی جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ فرق بیان کیجئے؟

نہلے پہ دہلا دیوبندی فتویٰ کالج میں میلا دالنبی ﷺ واجب ہے

اس مقام پر دیوبندی مکتبۂ فکر کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کا ایک انوکھا دلچسپ فتویٰ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''اگر کسی جگہ بدعت ہی لوگوں کے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہو جائے تو وہاں اس بدعت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، جب تک کہ ان کی پوری اصلاح نہ ہو جاوے **جیسے مولود شریف اور جگہ تو بدعت ہے مگر کالج میں جائز بلکہ واجب ہے** کیونکہ اس بہانہ سے **وہ کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر شریف اور آپ کے فضائل و معجزات تو سن لیتے** ہیں تو اچھا ہے اسی طرح **حضور ﷺ کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں قائم رہے''** (ملفوظات حکیم الامت حصہ اول ص ۳۲۶)

اس حوالے میں جہاں علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب نے دوٹوک الفاظ میں اس بات کا اقرار کیا اور یہ بتا دیا کہ ''ذکر رسول ﷺ، فضائل و معجزات اور حضور ﷺ کی عظمت و محبت کے درس و بیان کا نام ہی ''مولود شریف'' (میلا دالنبی ﷺ) ہے اور اس مولود شریف کی وجہ سے بدعمل مسلمانوں کی اصلاح ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں حضور ﷺ کی عظمت و محبت قائم ہوتی ہے۔ الحمد للہ عزوجل! (تو کیا اسی وجہ سے یہ حضرات مولود شریف کی محافل کا انعقاد نہیں کرتے تا کہ دلوں میں عظمت و محبت رسول قائم نہ ہو جائے)۔

وہیں اپنے مندرجہ بالا اصول وضابطہ کی روشنی میں یہ تسلیم بھی کرلیا کہ کالج (یونیورسٹی وغیرہ) میں ایسے مسلمانوں کی کثرت ہوتی ہے جو ہوتے تو مسلمان ہیں لیکن عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ سے واقف نہیں ہوتے، جوذکر رسول ﷺ، فضائل ومعجزات رسول ﷺ نہیں سنتے اس لئے ایسے حضرات اور ایسے مقامات پر مولود شریف منعقد کرنا واجب ہے۔ دیوبندی حکیم الامت کے مذکورہ بالا حوالے پر مزید گفتگو کرنے کے بجائے ہمیں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ غفلت وکم علمی کا یہ ماحول صرف سکول، کالج اور یونیورسٹیوں ہی تک محدود نہیں بلکہ بدقسمتی سے آج گستاخیوں اور اسلام دشمن عناصر کی سازشوں سے تو ہر جگہ یہی صورت حال بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس اصول کے پیش نظر توفی زمانناہر جگہ محفل میلاد کی مجلسیں منعقد کرنا بقول تھانوی صاحب جائز ہی نہیں بلکہ واجب ٹھہرے گا۔ کاش علمائے دیوبند اپنے ہی امام اشرفعلی تھانوی صاحب کے اسی اصول پر عمل کرلیتے تو کچھ اختلاف امت میں کم ضرور ہوجاتے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 10

......دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ’’جشن دارالعلوم دیوبند‘‘ بدعت......

دنیا جانتی ہے کہ علماء دیوبند نے اپنے دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منایا، اور اس میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی کو اس کے غیر مسلم عملہ کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھایا اور اس عورت سے افتتاع بھی کروایا۔

......علماء دیوبند کے ’’جانباز مرزا‘‘ نے دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کی مکمل روداد بنام ’’روداد جشن دیوبند‘‘ سے مرتب کی۔ اور اس پر دیوبندیوں کے اسعد مدنی صدر جمعیۃ علمائے ہند کا [تائیدی] پیغام بھی موجود ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ

’’محترمی جانباز مرزا صاحب کی شخصیت انڈو پاک میں محتاج تعارف نہیں ہے......آپ نے جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند کی

رپورٹ مرتب فرما کر شائع کی ہے وہ بھی ایک تاریخی دستاویز ہے''(روداد جشن دیوبند)

تو دیکھئے انہوں نے خود اس پروگرام کے لیے ''**جشن صد سالہ دار العلوم دیوبند**'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔پھر علماء دیوبند کی اس تاریخی دستاویز کے نام میں بھی ''**جشن**'' کا لفظ موجود ہے۔

۞......اسی طرح علماء دیوبند کے صاحبزادہ تنویر الحق تھانوی کی کتاب ''پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت''میں بھی اس تقریب کے لیے ''**جشن**'' کا لفظ استعمال ہوا چنانچہ، وہاں یہ لکھا ہے کہ

''مذکورہ صد سالہ **جشن دیوبند**''(ص332)

۞......اسی طرح یہی حوالہ علماء دیوبند کے رسالے ''ماہنامہ حق نوائے احتشام رجب المرجب ۱۴۲۶ھ/ اگست ۲۰۰۵''میں بھی ہے کہ ''مذکورہ صد سالہ **جشن دیوبند**''(ص11)

تو یہاں بھی علماء دیوبند نے خود اپنی اس تقریب کو ''جشن'' کا نام دیا،س لئے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

۞......اسی طرح مختار جاوید صاحب کی کتاب ''دار العلوم دیوبند کے 100 سال''میں بھی اس جشن دار العلوم دیوبند کے تذکرے موجود ہیں۔

۞......اسی طرح خود علماء دیوبند کے خیر الفتاویٰ میں بھی دار العلوم دیوبند کے سوسالہ جلسے کا ذکر موجود ہے۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''یہ ایک مدرسہ کا صد سالہ جلسہ تھا۔تاریخوں کا تعین حاضرین کی سہولت کے لئے تھا''(خیر الفتاوی جلد ۱ ص۵۷۴)

پھر اس صد سالہ دیوبندی جشن میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی کو بھی مدعو کیا

گیا۔جس کا ذکر خود دیوبندی صاحبزادہ تنویر الحق تھانوی نے اپنی کتاب میں کیا۔

……چنانچہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ

''کسی بھی وجہ سے مذکورہ **صد سالہ جشن دیوبند** میں بھارت کی **وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو دعوت دینا** اور **محترمہ کا اس میں خطاب کرنا** نہ صرف نامناسب تھا بلکہ **امت مسلمہ کے لئے باعث عار ہے**۔اندرا گاندھی کی شرکت پر خطیب پاکستان (دیوبندی احتشام الحق
تھانوی) نے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب کے نام جو احتجاجی خط روانہ فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

گرامی قدر مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبندی ضلع سہارنپور (انڈیا)''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ہزاروں فارغ التحصیل **مذہبی پیشوا اور علماء ومشائخ کا خالص مذہبی** اور عالمی اجتماع ہے **اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کروانا** نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے **بلکہ دین اسلام کی ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے** جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔

اگر بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیر سگالی اور ہمدردی پر خراج تحسین پیش کرنا تھا جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہیں تو وہ مذہبی پیشواؤں کے خالص مذہبی اجتماع کی حیثیت کو مجروح کئے بغیر کسی دوسرے طریقے پر بھی پیش کیا جا سکتا تھا،ایشیا کی دینی درسگاہ

کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سیاست کے لئے استعمال کرنا ارباب دار العلوم کی جانب سے مقدس **مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے۔**

ہم ارباب دار العلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ **اس شرمناک حرکت کو** مسلک دیوبند کی ترجمانی تصور نہ کریں بلکہ اس کی ذمہ داری تنہا دار العلوم دیوبند کے مہتم پر ہے جنہوں نے **دار العلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا** (ٹیلی گرام ختم)۔

از (مولانا) احتشام الحق تھانوی، اوائل اپریل 1980ء

(پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت: ص 332)

۞ ......اور یہی حوالہ علماء دیوبند کے "ماہنامہ حق نوائے احتشام رجب المرجب ۱۴۲۶ھ/ اگست ۲۰۰۵" صفحہ 11 پر بھی موجود ہے۔

۞ ......اسی طرح اخبارات میں بھی اس جشن اور اندرا گاندھی بلکہ ایک اجلاس میں سونیا گاندھی کے شرکت کی رپورٹ بھی آئی ہے۔

"روزنامہ جنگ کراچی بدھ ۸ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء کے مطابق مدرسہ دار العلوم دیوبند میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی ساڑی پہن کر صدارت کیلئے آئی۔ اور ایک ہندو جگ جیون رام نے دیوبندی اجلاس سے خطاب کیا۔" روزنامہ ایکسپرس ہفتہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء کے مطابق ایک ہندو عورت سونیا گاندھی نے اجلاس کنونسن میں خطاب کیا۔ ملخصاً

[کڑوا سچ۔ مولانا محمد شہزاد ترابی]

''نئی دہلی 21۔ مارچ (ریڈیو رپورٹ، اے آئی آر) دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہوگئیں بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔(روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت لاہور 22، 23۔ مارچ 1980ء بحوالہ جشن میلاد النبی ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث اور جشن دیوبند کا جواز کیوں؟)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کوئی ایک آیت یا حدیث اس مروجہ جشن یا تقریب کے جواز پر پیش کریں جس میں ایک غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت شامل ہو، لیکن اس کے باوجود ایسے جشن کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

۞ ...... ہم پوچھتے ہیں کہ کیا نبی پاک ﷺ نے ایسا مروجہ جشن (تقریب) منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞ ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞ ...... کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞ ...... کیا تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم عورت بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞ ...... اچھا چلیں اپنے اصول وقواعد کے مطابق یہی بتا دیں کہ نبی پاک ﷺ نے مدرسہ

صفہ قائم فرمایا تھا تو کیا بعد میں آپ ﷺ نے اس مدرسے کی کسی بھی قسم کی مروجہ تقریب یا جشن کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مدرسہ صفہ کا یک سالہ، پچاس سالہ یا صد سالہ مروجہ جشن یا اس قسم کی کوئی مروجہ تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... کیا خیر القرون میں کبھی کسی نے مدرسے کی ایسی مروجہ تقریب منعقد کی تھی؟

قارئین کرام! ان شاء اللہ علماء دیوبند اپنی اس تقریب (جشن) پر اپنے ہی اصول کے مطابق کوئی ایک بھی دلیل خاص پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ حق و سچ تو یہ ہے کہ علماء دیوبند کے اصول و قواعد کے مطابق علماء دیوبند کا یہ صد سالہ جشن بدترین بدعت ضلالہ ہے اور علماء دیوبند اس بدعت کی وجہ سے یقیناً بدعتی و جہنمی ٹھہرے۔

جشن دارالعلوم دیوبند پر دیوبندی تاویل کا ازالہ

تاویل......: ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دیں کہ یہ جشن کوئی دین کا حصہ نہیں، یا ہم نے اس کو ثواب سمجھ کر نہیں کیا یا یہ جشن کوئی دینی کام نہیں ہے وغیرہ، اس لئے یہ بدعت بھی نہیں ہے۔ تو اولاً عرض یہ ہے کہ اس تاویل کو پیش کرنے سے پہلے دیوبندی مولوی احتشام الحق تھانوی کے احتجاجی خط کا جو حوالہ پیش کیا گیا اسے ایک بار پھر پڑھ لیں، ان شاء اللہ آپ کی یہ تاویل وہیں دم توڑ جائے گی۔ ثانیاً

۞......ازالہ......۞

۞......اس تاویل کا جواب ہم پہلے بھی 'بدعت نمبر ۲ "خلفاء راشدین کے ایام وجلوس" کے تحت بیان کر چکے کہ جس میں علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب نے کہا کہ "غرضیکہ دین و دنیا، مذہب و سیاست میں فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے...... مسلمان کی دنیا بھی

دین ہے۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ **بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے** ملخصا۔(الکلام المفید فی اثبات التقلید :ص۸۳)لہذا مذکورہ بالا تاویل آپ ہی کے امام سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے حوالے سے باطل ہوگئی۔

۞......پھر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ تقریب/جشن کیا مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی وجہ سے نہیں کیا گیا تھا؟ خود علماء دیوبند کا کہنا ہے کہ''یہ ایک مدرسہ کا صدسالہ جلسہ تھا''(خیر الفتاوی جلد ا ص ۵۷۴)تو اب مدرسے کا جشن منائیں اور پھر یہ کہیں کہ دینی کام نہیں تو یہ تاویل تو خود علماء دیوبند کی تضاد بیانی کا شاندار نمونہ بن جائے گی۔

۞......پھر جو عمل منقول نہ ہو وہ علماء دیوبند کے نزدیک جائز نہیں یعنی بدعت ہوتا ہے جس پر متعدد حوالے علماء دیوبند کی کتب سے ہماری اس کتاب میں موجود ہیں لہذا اس کو کسی صورت بھی دائرہ بدعت کے عموم (کل) سے خارج کر کے محض دنیاوی عمل کہہ کر جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔

۞......پھر علماء دیوبند کی یہ ساری تاویلات اس لئے بھی بے کار ہیں کیونکہ خود ان کے اپنے علماء دیوبند نے جشن دیوبند کو بدعت قرار دے دیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔علماء دیوبند کے مولانا عبدالحق خان بشیر چیئرمین حق چار یار اکیڈمی گجرات کی کتاب جس میں اپنے ہی دیوبندی مولوی بندیالوی کو کہتے ہیں کہ

> ''بندیالوی صاحب کی طبع نازک پر اگر گراں نہ گزرے تو ہم ان سے پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ آپ نے دارالعلوم دیوبند کی صدسالہ تقریبات کے حوالے سے اپنی جماعت کے نائب امیر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کا تذکرہ تو کیا لیکن اپنی جماعت کے **امیر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری** کا تذکرہ نہیں کیا جنہوں نے اپنی

متعدد تقاریر میں ان تقریبات کی مخالفت کرتے ہوئے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ **ہم جشن میلاد کی مخالفت کرتے ہیں اور قاری طیب جشن دیوبند کی بدعت اختیار کررہا ہے**" (علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص70)

معلوم ہوا کہ خود بعض دیوبندی علماء نے بھی جشن دیوبند کی مخالفت کی اور اس کو بدعت قرار دیا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ دیوبند جو کے علماء دیوبند کا مرکز ہے وہاں اس بدعت کو کس دلیلِ خاص سے جائز قرار دیکر اس تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دیوبندی حکیم تھانوی کا حوالہ دوبارہ یاد کرادیں کہ:

"جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی] کے ہیں **اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں** جیسے مولد کا قیام۔ عرس۔ تیجا۔ دسواں۔ **اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے۔ چاہے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں**۔ (الافاضات الیومیہ)

معلوم ہوا کہ جب اپنے گھر کے جشن کی بات آئی تو کافرہ کو اسٹیج پر بٹھانے کے باوجود سب کچھ جائز قرار پایا مگر جب سنی صحیح العقیدہ مسلمان عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد منائیں تب بھی بدعت و ناجائز کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے اور صاف صاف لکھا جاتا ہے کہ مجلس میلاد منعقد کرنا ہر حال میں ناجائز ہے۔ یہ ہیں علمائے دیوبند کے خود ساختہ اصول۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

سچ تو یہ ہے کہ خود دیوبندی علماء نے یہ لکھا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند کے مہتم ...... نے **دار العلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگادیا**" (پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت: ص332)

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 11
دیوبندی مکتبۂ فکر کا عمل ''چھ کلموں کے نام نیز پانچواں وچھٹا کلمہ بدعت''

یہ بات ایک چھوٹا سا بچہ بھی جانتا ہے کہ مسلمان بچوں کو چھ کلمے یاد کروائے جاتے ہیں خود علماء دیوبند بھی اپنے بچوں کو چھ کلمے یاد کرواتے ہیں ۔ جیسے پہلا کلمہ طیب، دوسرا کلمہ شہادت، تیسرا کلمہ تمجید، چوتھا کلمہ توحید، پانچواں کلمہ استغفار، اور چھٹا کلمہ رد کفر۔

یہ چھ کلمے علماء دیوبند کی متعدد کتب میں مروجہ انداز میں موجود ہیں جیسے عبید اللہ عابد دیوبندی (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد پاکستان) نے اپنی کتاب ''ابتدائی دینی نصاب'' حصہ اول ص نمبر ۹ اور ۱۰ پر یہی شش کلمے لکھے ۔اسی طرح محمد فاروق دیوبندی[مبین ٹرسٹ اسلام آباد پاکستان] نے بھی ''ہماری نماز'' میں چھ کلمے درج کیے ۔علماء دیوبند کی کتابوں میں جو چھ کلمے لکھے ہیں ۔ان میں پانچواں اور چھٹا کلمہ درج ذیل الفاظ میں لکھے ہیں۔

پانچواں کلمہ اِستغفار

:اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .(ہماری نماز ص ۶ محمد فاروق دیوبندی مبین ٹرسٹ اسلام آباد)

چھٹا کلمہ ردِّ کفر

:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِ

وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.. (ہماری نماز ص ٦)

قارئین کرام! ان مروجہ الفاظ کو ذہن نشین رکھیں کیونکہ چھ کلموں میں سے پہلے چار کلمے تو ثابت ہیں لیکن پانچواں اور چھٹا کلمہ مروجہ ہیت پر ثابت نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود علماء دیوبند جامعہ اشرفیہ لاہور [پاکستان] والوں نے فتوی دیا کہ یہ چھ کلمے (کلمات) ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہئے......ان کا پڑھنا بہت موجب اجر وثواب ہے......" چنانچہ جب ان سے مروجہ **چھ کلموں کے بارے میں سوال ہوا کہ "کس حدیث سے لئے گئے ہیں؟" تو انہوں نے جواب میں کہا کہ**

"**یہ کلمات ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیں** باقی کلمات کی تعلیم کی آسانی کے لئے مختلف احادیث سے لے کر متعین کیا گیا ہے ان کا پڑھنا بہت موجب اجر وثواب ہے......ان کی ترتیب، اسماء، تعداد اور نمبر آسانی کے لئے ہیں، درحقیقت کلموں کے معانی پر ایمان لانا ضروری اور مطلوب ہے" (اشرف الفتاویٰ: ص 46، کتاب الایمان والعقائد)

معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک یہ کلمات (کلمے) ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیے اور ان کا پڑھنا موجب اجر وثواب ہے۔ **اسی طرح دیوبندیوں کے نجم الفتاوی کا سوال و جواب بھی ملاحظہ کیجیے۔**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قراء حضرات مساجد ومکاتیب میں چھوٹے بچوں کو چھ کلمے یاد کرواتے ہیں اور ان کے مخصوص نام ہیں جیسے کلمے طیب، شہادت، تمجید، توحید، استغفار، اور رد کفر۔ کیا یہ کلمات احادیث سے ثابت ہیں؟ ان کے پڑھنے پڑھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟"

الجواب حامداً و مصلیاً......

صورت مسئولہ میں ان چھ کلمات میں سے چار کلمے تو بعینہا کتب احادیث میں ملتے ہیں ۔**پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ احادیث میں موجود تو نہیں** البتہ یہ احتمال ہے ان دو کے الفاظ کو مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہو ان کلمات کو پڑھنا اور پڑھانا ضروری نہیں ہے البتہ ان کلمات کو پڑھنے کے بہت سے فضائل وارد ہوئے لہذا بہتر یہ ہے کہ انہیں سیکھا اور سکھایا جائے ۔**نیز احادیث میں ان کے نام مذکور نہیں ہیں اور نہ ہی مروجہ ترتیب ہے** ہاں ممکن ہے کہ عوام میں امتیاز کے لئے ان کے نام اور مروجہ ترتیب مشہور ہوگئی ہو۔(نجم الفتاوی جلد اول :ص ۴۶۳،سوال ۴۹۸)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کون سی حدیث صریح میں ان چھ کلموں کی تعداد اور ان چھ کو یاد کرنے کا حکم آیا ہے اور انہیں موجب اجر وثواب کہا گیا ہے؟

۞...... کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ چھ کلموں کی تخصیص ثابت ہے؟ یا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین پر ان چھ کلموں کو مخصوص کیا اور اجر وثواب کی بشارت سنائی تھی؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ چھ کلمے، انہی ناموں و ترتیب کے ساتھ خود یاد کیے تھے یا اپنے بچوں کو یاد کروائے تھے؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے مروجہ چھ کلمے کی تخصیص ثابت ہے؟

۞......ان چھ کلموں کو فرض ، واجب ، سنت ، مستحب ومباح کیا سمجھ کر یاد کروایا جاتا ہے؟

۞......جو مسلمان ان کو یاد نہیں کرتے ان پر کیا حکم ہے؟

۞......اور جن مسلمانوں کو یہ چھ مروجہ کلمے یاد نہیں ہوتے ان پر تنقید کرنا شرعا کیسا ہے؟

۞......اور عوام الناس میں تو ان کلمات کو فرض کی حیثیت دی جاتی ہے اور جس کو یاد نہیں

ہوتے اس کا خوب مزاق اڑاتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کو یاد کرنا چاہے یا کہ التزام کے سبب ترک کردیئے جائیں؟

۞...... کیا کسی حدیث میں مروجہ پانچواں و چھٹا کلمہ اسی مذکورہ بالا ترکیب و ہیئت سے ثابت ہے؟ حوالہ پیش کریں؟

۞...... پھر یہ بھی بتائیں کہ احادیث میں تو اور بھی بے شمار کلمات موجود ہیں لہذا صرف انہی کی تخصیص والتزام آپ علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت سے بدعت ضلالہ ٹھہری کہ نہیں؟ بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے اپنے اصولِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے، جواب دیں۔ اور مذکورہ ہیئت وترکیب کے ساتھ پانچواں اور چھٹا کلمہ نبی پاک ﷺ یا صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں یا پھر ان کے لکھنے والوں، پڑھنے والوں، یاد کرنے والوں، سننے والوں، سنانے والوں اور اس کا التزام کرنے والوں کو بدعتی وجہنمی قرار دینے کی جسارت کریں۔

۞......ایک تاویل کا جواب......۞

ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ یہ دونوں کلمے [پانچواں، چھٹا] مختلف دعاؤں کا مجموعہ ہیں، اور یہ سب الفاظ مختلف احادیث سے ثابت ہیں۔

۞......ازالہ......۞

اگر بار خاطر نہ ہوتو وہابی حضرات اپنے ہی اصول وقواعد کو یاد کریں کہ جب ایسا کام نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو پھر تم کون ہوتے ہو کہ مختلف الفاظ کو جمع کر کے مسلمانوں کو کہو کہ ان کو یاد کریں؟

کیا خود اپنا ہی اصول بھول گئے کہ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ''، میں نے

تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (پارہ 6 المائدہ ۳) جب دین مکمل ہو چکا اور حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں فلاں عمل اختیار نہیں فرمایا۔ تو اب کوئی نیا عمل اختیار کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ سے بڑا اور سمجھ دار قرار دینے کا دعوی ہے۔ اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے تو اگر ان کلموں [مختلف دعاؤں کے مجموعے] میں کچھ اچھائی بھلائی ہوتی تو اللہ عزوجل لازمی بتا دیتا، رسول اللہ ﷺ لازمی بتا دیتے اور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین لازمی اختیار فرماتے۔

دین مکمل ہو چکا تھا لیکن کہیں اس کا ثبوت نہیں، کسی نے حکم نہیں دیا تو اب خیر القرون کے بعد ان کلموں کو ایجاد کرنا دین میں اضافہ کرنا اور دین کو ناقص سمجھنا ہے کہ نہیں بلکہ خود حضور ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے زیادہ سمجھ دار سمجھنا ہے کہ نہیں؟ تو ان کلموں کو لکھنے والے، پڑھنے والے، پڑھانے والے سب بدعتی و جہنمی ہوئے کہ نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ کوئی کہہ دے کہ پھر تو تم سنی بھی بدعتی ہو تو عرض ہے کہ ہم سنی تو بدعت حسنہ کے قائل ہیں اور ہمارے نزدیک بلا شبہہ یہ کلمات بدعت حسنہ ہیں۔ لہٰذا ہم پر تو اعتراض ہی نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ گفتگو تو یہاں علمائے وہابیہ و دیابنہ کے اصول بدعت کے تحت ہی ہو رہی ہے۔ لہٰذا اعتراض بھی انھیں کے اصولوں سے ہے اور جواب کا مطالبہ بھی انھیں کے اصولوں کے پیش نظر ہے۔

چھ کلموں کے نام، ترتیب ثابت نہیں

خود علماء دیوبند نے یہ قبول کیا کہ

''**پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ احادیث میں موجود تو نہیں** البتہ یہ احتمال ہے ان دو کے الفاظ کو مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہو...... نیز احادیث میں

ان کے نام مذکور نہیں ہیں اور نہ ہی مروجہ ترتیب ہے ہاں ممکن ہے کہ عوام میں امتیاز کے لئے ان کے نام اور مروجہ ترتیب مشہور ہو گئی ہو۔'' (نجم الفتاوی جلد اول: ص ۴۶۳، سوال ۴۹۸)

قارئین کرام! اولاً تو یہ یاد رکھیں کہ یہ عوام میں مشہور نہیں بلکہ خود دیوبندی علماء نے بھی ان کے نام لکھے ہیں لہٰذا انھیں عوام کے سر ڈال کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی، پھر غور کریں کہ دبے لفظوں میں دیوبندی مفتی صاحب نے اقرار کر لیا کہ پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ کسی حدیث میں نہیں یعنی اس کا ثبوت ہی نہیں۔ نیز ان کلموں کے نام بھی احادیث میں موجود نہیں، نیز ان کلموں کی مروجہ ترتیب بھی حدیث میں موجود نہیں بلکہ صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے بھی ثابت نہیں۔ لیکن اب دیوبندی علماء اپنا ہی بدعتی اصول بھول گئے اور انہیں بدعت کہنے کے بجائے پورے التزام کے ساتھ بچوں کو یاد کروا رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اکثر وہابی حضرات سے جب پانچویں اور چھٹے کلمے کے مروجہ کلمات کا سوال ہوتا ہے تو جواب میں بعینہ یہی کلمات ثابت کرنے کے دوسرے الفاظ والی روایت پیش کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ دیکھئے کلمات ثابت ہیں، حالانکہ یہ محض فریب ہے کیونکہ گفتگو مروجہ کلمات پر ہے لہذا یہی کلمات، اسی ہیئت پر ثابت کریں ورنہ اپنے اصول بدعت سے دیوبندیوں کا بدعتی ہونا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 12

﴿دیوبندی مکتبۂ فکر کا عمل ''ایمان مفصل وایمان مجمل بدعت''﴾

علماء دیوبند کی مساجد و مدارس میں بچوں کو مروجہ ایمان مفصل و مجمل یاد کروایا جاتا ہے۔ اور علماء دیوبند کی کتب میں مروجہ ہیت و ترکیب کے ساتھ موجود بھی ہے چنانچہ دیوبندی مولوی نذیر الحق صاحب کی کتاب میں مروجہ ایمان مفصل و مجمل ان الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔

''امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت''(نماز کی سب سے بڑی کتاب صفحہ ۳۹) ''امنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ''

(مذکورہ صفحہ ۴۰ مکتبہ الحی والمدنی)

علماء دیوبند کے مستند بزرگ مولوی محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب نے ''آسان نماز مترجم'' صفحہ ۲ پر انہی الفاظ کے ساتھ مروجہ ایمان مفصل و مجمل لکھا ہے۔ اور اس کتاب پر دیوبندی مکتبۂ فکر کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب کی تقریظ بھی موجود ہے اور اپنی تقریظ میں یہ لکھا کہ ''امید ہے [دیوبندی] مدارس و مکاتب کے منتظمین حضرات اس [کتاب] کو نصاب میں داخل کرنے کی طرف توجہ فرمائیں گے، یہ کتاب تجربہ سے مفید ثابت ہوئی ہے اور دار العلوم کے مکاتب قرآنیہ میں داخل نصاب ہے'' (آسان نماز مترجم)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- کیا مروجہ ایمان مفصل و مجمل (مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت) کے ساتھ قرآن پاک سے ثابت ہیں؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل و مجمل (مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت) کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے ثابت ہیں؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل و مجمل (مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت) کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو یاد کروایا تھا؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل و مجمل (مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت) کے ساتھ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو یاد کروایا تھا؟

۞ کیا مروجہ ایمان مفصل و مجمل (مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت) کے ساتھ کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو یاد کروایا تھا؟

مخصوص کیفیت، خاص ہیئت مقرر کرنا بدعت ہے

ہم پہلے بھی علماء دیوبند کا یہ اصول بیان کر چکے کہ کسی عمل کی مخصوص کیفیت، خاص ہیئت مقرر کرنا بھی علماء دیوبند کے نزدیک بدعت ضلالہ ہے جیسا کہ سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے لکھا کہ

> ''جلیل القدر حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور **پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے سے** محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور **ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، اس لئے یہ امور بدعت ہیں**۔ (راہ سنت: ۱۴۲)

تو جب ایسی اعلیٰ درجے کی عبادتیں صرف مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت کی وجہ سے علماء دیوبند کے اصول و قواعد سے بدعت ہیں تو اب مروجہ ایمان مفصل و مجمل کی خاص ہیئت اور مخصوص کیفیت کے ساتھ جو کہ کسی دلیلِ خاص سے ثابت بھی نہیں اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہہ ہے؟ پھر مروجہ ایمان مفصل و مجمل یاد کرنے کی ترغیب بھی نبی پاک ﷺ نے نہیں دی اور آپ ﷺ کے عہد میں ایسا نہیں ہوتا تھا لہذا علماء دیوبند کے اس اصول و قاعدے سے یہ بھی بدعت ضلالہ ہے۔ پھر مروجہ ایمان مفصل و مجمل علماء دیوبند کے مدارس و مساجد میں بچوں کا اس طرح یاد کروایا جاتا ہے جس طرح قرآن پاک یاد کروایا جاتا ہے اور اس کو دین وثواب سمجھ کر ہی یاد کروایا جاتا ہے، جس کو یاد نہ ہو اس کو ڈانٹ و مار کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور اگر کسی

بڑے شخص کو یاد نہ ہو تو باعثِ شرم سمجھا جاتا ہے۔

یہی سب وہ باتیں ہیں جن کی بناء پر علماء دیوبند اپنی کتابوں میں اہلسنت کے اعمال و معمولات کو بدعت کہتے ہیں لہذا ان اصول وقواعد سے بھی یہ علماء دیوبند کے مطابق بدعت ٹھہرا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ یہ دین کا حصہ نہیں، تو اس تاویل کا جواب بھی پہلے ہی گذر چکا ہے۔ پھر جو عمل دین سے نہ ہو اور اس کو اختیار کیا جائے تو اس کے بارے میں تو صریح حکم نبوی ﷺ موجود ہے کہ ''ما لیس منہ فھو رد'' جو دین میں سے نہ ہو وہ رد ہے ''(حدیث)۔ لہٰذا ان حضرات کا ایسے عمل کا التزام کرنا جو دین سے نہیں یہ خود ایک کھلی ہوئی بدعت ہے۔

یاد رہے کہ یہ بدعت کے فتوے ہم سنیوں کے مطابق نہیں ہے بلکہ علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق ہیں کیوں کہ ہم سنیوں کے نزدیک تو الحمدللہ ایمان مفصل و مجمل پڑھنا پڑھانا اور یاد کرنا سب جائز و کارِ ثواب ہے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 13

﴿دیوبندی مکتبۂ فکر کا فتوی ''بچوں کی سالگرہ منانا'' درست﴾

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی نے بچوں کی سالگرہ منانے کو درست (یعنی شریعت کے مطابق/ جائز) قرار دیا، چنانچہ گنگوہی صاحب کی کتاب سے سوال و جواب دونوں ملاحظہ کیجیے۔

سوال : بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنا (کھانا کھلانا) جائز ہے یا نہیں؟

جواب ......: سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج نہیں

معلوم ہوتا اور بعد سال کے کھانا بوجہ اللہ تعالیٰ **کھلانا بھی درست ہے۔**

(فتاوی رشدیہ: حرمت اور جواز کے مسائل: ص ۵۶۷)

قارئین کرام! دیکھئے دیوبندی امام گنگوہی صاحب نے سالگرہ منانے کے بارے میں صاف کہہ دیا کہ کچھ حرج نہیں جس کا واضح مطلب ہے کہ دین کے خلاف نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔اور پھر سالگرہ کے موقع پر کھانا کھلانے کو بھی جائز یعنی درست قرار دیا۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) اس کے منانے کا صریح ثبوت قرآن پاک سے ملتا ہے؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) اس کے منانے کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث صریح سے ثابت ہے؟ یا سالگرہ کے موقع پر کھانے کھلانے پر کوئی دلیل خاص موجود ہے؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کی تھی؟ یا سالگرہ کا کھانا کھلایا تھا؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) خیر القرون میں کسی نے کی تھی؟ یا سالگرہ کا کھانا کھلایا تھا؟
- سالگرہ کا آغاز کس دور میں ہوا اور کن لوگوں نے شروع کیا؟ اس کا جواب بھی علماء دیوبند کے ذمہ ہے۔

دیوبندی امام کا عمل بدعت ضلالہ اور عیسائیوں کا طریقہ

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سالگرہ منانے

اوراس موقع پر کھانا کھلانے میں ''کچھ حرج نہیں''لیکن خود انہی گنگوہی کے پیروکار دیوبندی مولوی سید عبدالمجید ندیم صاحب کہتے ہیں کہ

''معاف کیجیے ،اسلام میں برتھ ڈے نہیں ۔برتھ ڈے [سالگرہ] عیسائیوں میں ہے''(خطبات ربیع الاوّل:ص353)

اب ہم کہتے ہیں کہ معاف کیجیے گا کہ آپ کے اپنے اصولوں کے مطابق عبدالمجید ندیم دیوبندی کے فتوے سے آپ کے امام رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب نے تو عیسائیوں کی پیروی کو درست قرار دے دیا۔

اسی طرح علماء دیوبند کی کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل''میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ

''سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے اور جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ بہت سے ناجائز امور کا مجموعہ ہے''

(آپ کے مسائل اوران کا حل:رسومات، ج۲ص ۵۱۸)

اسی طرح دیوبندیوں کے فتاوی حقانیہ میں بھی جب سالگرہ اوراس کے کھانوں کے بارے میں سوال ہوا تو دیوبندی مفتی صاحب نے جواب میں اس رسم کو بدعت کہا یعنی ثابت نہیں ۔اور انگریزوں کی ایجاد اور کھانے کو فضول قرار دیا۔دیوبندی مفتی صاحب کا مکمل جواب ملاحظہ کیجیے

''اسلام میں اس قسم کے رسم ورواج کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔خیر القرون میں کسی صحابہ،تابعی ،تبع تابعین یا آئمہ اربعہ میں سے کسی سے مروجہ طریقہ پر سالگرہ منانا ثابت نہیں ،**یہ رسم بد انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے** ان کی دیکھا دیکھی کچھ مسلمانوں میں بھی یہ رسم سرایت کر چکی ہے۔اس لئے اس رسم کو ضروری سمجھنا ،ایسی دعوت میں شرکت کرنا اور تحفے تحائف

دینا فضول ہے، شریعتِ مقدسہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں (فتاوی حقانیہ جلد۲ ص۷۴)

بلکہ سعودی مفتیوں نے بھی سالگرہ کو بدعت قرار دیا چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہ ایک برا رواج اور بدترین بدعت ہے''

(فتاوی اسلامیہ ج۱ کتاب العقائد: ص۱۳۹)

پس معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے مطابق سالگرہ منانے کی رسم کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ خیر القرون میں کسی صحابہ، تابعی، تبع تابعین یا آئمہ اربعہ [علیہم الرضوان اجمعین] میں سے کسی سے بھی سالگرہ منانا ثابت نہیں۔ لہذا اصول وہابیہ کے مطابق یہ رسم بدعت ضلالہ ٹھہری۔ مگر اس کے باوجود مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

سالگرہ پر ایک دیوبندی تاویل کا ازالہ

تاویل ......: فتاوی حقانیہ میں ''مروجہ سالگرہ جس میں خلاف شرع کام ہوتے ہیں، مرد و عورتیں اکھٹی ہوتی ہیں، ناچ گانا وغیرہ ہوتا ہے ایسی سالگرہ'' کو بدعت اور رسم بد، انگریزوں کی ایجاد کہا گیا ہے''۔

......ازالہ......

اس تاویل کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ آپ علماء دیوبند کے نزدیک صرف مروجہ سالگرہ ہی بدعت و ناجائز ہے اور اگر مروجہ سالگرہ میں مذکورہ خلافِ شرع کام نہ ہو تب بدعت نہیں ، رسم بد اور انگریز کی ایجاد نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ چلیں اپنے دار العلوم دیوبند سے یہی فتوی جاری کروا کر شائع کر دیجیے۔ لیکن اس سالگرہ کے ثبوت پر بھی دلیلِ خاص پیش کرنی ہوگی یا اپنے اصول وقواعد کے مطابق خیر القرون یا آئمہ اربعہ سے یہ ثابت کرنا پڑے گا ورنہ آپ کے اصولوں کے پیش نظر تو یہ اب بھی رسم بد اور بدعت ہی ٹھہرے گی۔

سالگرہ پر دوسری تاویل کا ازالہ

تاویل……: سالگرہ منانا کوئی دینی کام نہیں ہے۔ نہ ہی ثواب و دین سمجھ کر کیا جاتا ہے بلکہ یہ ایک دنیاوی کام ہے اس لئے اس میں کچھ حرج نہیں۔

……ازالہ……

تو میں ایسے بھولے بھالے شاطر دیوبندیوں سے عرض کروں گا کہ جناب والا! آپ کی یہ دین و دنیا کی تقسیم پہلے ہی باطل ہو چکی ہے کیونکہ آپ کے دیوبندی امام سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ

”غرضیکہ دین و دنیا، مذہب و سیاست میں فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کا دامن اس تفریق سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ مسلمان کی دنیا بھی دین ہے۔“ (الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص۸۳)

لہٰذا دیوبندی امام کے مطابق یہ کام بھی دین ہی میں شامل ہے، دین سے خارج نہیں ہے۔ اس لئے منکرین حضرات ایسی تاویلات باطلہ کا سہارا لیکر خود کو بری الزمہ قرار نہیں دے سکتے لہذا یا تو اس کا ثبوت پیش کریں یا پھر اپنے دیوبندی امام کے بدعتی ہونے کا اعلان کریں۔

؎ اپنے دامن کے لئے خار چنے ہیں تم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے؟

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 14

دیوبندی تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزے و چلے بدعت

علماءِ دیوبند کی تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ حضرات

مخصوص انداز میں سہ روزے (تین دن) چلے (چالیس دن) اور سال کے لئے نماز، روزے اور اصلاح کی آڑ میں اپنے مسلک کی تبلیغ واشاعت کرنے کے لئے مختلف قصبوں، شہروں اور ملکوں میں جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق اس مروجہ انداز میں تبلیغ کا ثبوت نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے، نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے۔ لہذا بدعت کے جو اصول وقواعد علماء دیوبند پیش کرتے ہیں ان کے مطابق تبلیغی جماعت کے یہ سب کام ''بدعت ضلالہ'' ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تبلیغی جماعت ان کاموں کو اختیار کیے ہوئے ہے اور علماء دیوبند اس کی تائید وحمایت بھی کرتے ہیں۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام واہتمام بہئیت کذائیہ نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام واہتمام بہئیت کذائیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہئیت کذائیہ تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... اُن صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے نام بتائیں جو ہر ماہ یا چند ماہ یا سال کے بعد، یا اکثر تین دن (سہ روزے)، چالیس دن یا سال کے لئے مروجہ انداز میں دوسرے علاقوں میں جا کر مخصوص ومروجہ تبلیغ کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔

۞...... اُن تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے نام بتائیں جو تبلیغی جماعت کے مروجہ طریقۂ تبلیغ کے مطابق تین دن (سہ روزے)، چالیس دن (چلہ) یا سال کے لئے دوسرے

علاقوں میں جا کر مروجہ تبلیغی طریقہ کے مطابق تبلیغ کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔
اب آیئے خود اکابرین علماء دیوبند کے چند حوالے ملاحظہ کیجیے جنہوں نے بڑی ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبلیغی جماعت کے ان کاموں کو بدعت قرار دیا اور تبلیغی جماعت والوں سے ان بدعات پر مختلف سوالات کیے اور کہا کہ اپنی ان بدعات کا ثبوت پیش کریں۔

خلیفہ اشرفعلی تھانوی کے مطابق تبلیغی جماعت کی بدعات

علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی عبدالسلام صاحب نے ایک کتاب ''**شاہراہ تبلیغ**'' لکھی جس پر علماء دیوبند کی عظیم شخصیات شمس الحق افغانی صاحب اور دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مفتی محمد فرید زرولیؒ اور حبیب النبی صاحب جادہ نشین بیکی شریف صوابی نے اس کی تصویب فرمائی تھی۔اسی کتاب کے صفحہ 23 پر تبلیغی جماعت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''ایک حقیقت قابل غور ہے کہ تبلیغ دین کیلئے **شریعت کی جانب سے کوئی خاص دن، نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے** بلکہ ہر وقت ہر دن [تبلیغ کے لئے] جا سکتے ہیں۔علمائے اصول فقہ کا ارشاد ہے کہ جو حکم شرعی منجانب شارع عام مطلق ہو۔اس میں کوئی قید کی تخصیص اپنی جانب سے لگانا اور **اس مطلق کو مقید کرنا یہ اس کو منسوخ کرنا ہوتا ہے۔** یعنی حکم شارع کو جو مطلق تھا،اس کو منسوخ کر کے اپنی جانب سے بجائے اس کے حکم کو مقید کو نافذ کیا گیا جس کی حقیقت **دین کو بدل دینے کی ہوگی**'' (شاہراہ تبلیغ صفحہ 23)

اور یہی دیوبندی قاضی صاحب تبلیغی جماعت کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ

''**یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہیئت کذائی عصر نبوت اور خیر**

القرون میں نہ تھا۔ بنابریں یہ سنت نبوی نہیں اور بدعات کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ قلوب میں حق کی روشنی بجھ جاتی ہے ...... سلف امت سے ان سہ روزوں اور چلوں کا بہیئت کذائی یہ مخصوص نظام بحیثیت دین کے کہیں منقول نہیں ...... محبت دین نے خود دین ہی کی جگہ لے لی اور جو بھی کوئی عمل ایسا ہو جو بحیثیت دین سلف سے منقول نہ ہو اور وہ دین کی عقیدت سے برتا جارہا ہو۔ وہ علماء سلف کی اصطلاح میں بدعت ہی ہوتی ہے اور بدعت کے بارے میں وہی فرمان ہے ''کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار '' ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے '' (شاہراہ تبلیغ صفحہ 43 تا 48)

یہی دیوبندی قاضی صاحب صفحہ ۷۷ پر یہ کہتے ہیں کہ

'' تبلیغ [یعنی تبلیغی جماعت] کا یہ موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں اور عوام ان کو دین کی عقیدت سے اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے کرتے رہے ہیں بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور نامقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں ۔ اور یہ حقیقت عندالشرع بدعت ضلال ہے '' (شاہراہِ تبلیغ صفحہ 77)

لیجیے جناب! اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی عبد السلام دیوبندی نے تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزوں اور چلوں کو نہ صرف بدعت قرار دے دیا بلکہ حکم نبوی ﷺ '' ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے'' سے استدلال کرتے ہوئے تمام تبلیغی جماعت والوں کو گمراہ، بدعتی اور جہنمی ثابت کردیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ تبلیغی جماعت والے اس مخصوص تبلیغ کو دین کا ایک اہم حصہ اور عظیم کار ثواب سمجھ کر ہی کرتے ہیں جیسا کہ دیوبندی قاضی صاحب کے حوالے میں بھی یہ بات موجود

ہے،اور علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق ایسا نیا کام جس کو کارِثواب سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ضلالہ ہوتا ہے جیسا کہ دیوبندی مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب ’’کل بدعۃ ضلالہ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں کہ

’’فرمایا کہ ہر وہ کام جو میں نے بیان نہیں کیا اور میری طرف سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان نہیں کیا،جس پر عمل نہیں کیا اس کو اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں تو وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی‘‘(خطبات الرشید: جلد۲،ص۱۴۲)

دیوبندی مفتی عبدالرشید صاحب کے حوالے پہلے گزر چکے ان سب کے مطابق بھی تبلیغی جماعت کے یہ سب کام بدعت ضلالہ میں داخل ہوتے ہیں۔تبلیغی جماعت اور تبلیغوں کے خلاف اب خود علماء دیوبند کے فتوے جاری ہو چکے ہیں،جس کی تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری کتاب ’’قہر خداوندی برفرقہ دیوبندی جلد اول حصہ دوم‘‘ کا مطالعہ کیجیے۔نیز دیوبندی عمیر قاسمی کی کتاب کے رد میں کام جاری ہے، ان شاء اللہ !اس میں بھی علماء دیوبند کی تبلیغی جماعت کے بارے میں تاویلات کا مکمل رد ملے گا ،جلد ہی یہ کتاب بھی منظر عام آنے والی ہے،اس کا مطالعہ بھی ضرور کریں۔

نیز تبلیغی جماعت والوں کے رد میں خود علماء دیوبند بہت ساری کتابیں لکھ چکے ہیں۔جن میں سے صرف چند ہی کا اگر آپ مطالعہ فرمالیں تو تبلیغی جماعت کی حقیقت آپ پر بالکل واضح ہو جائے گی۔مثلاً

[۱]......’’شاہراہ تبلیغ‘‘: قاضی عبدالسلام دیوبندی، [۲]......انکشاف حقیقت :ابو الفضل عبدالرحمٰن دیوبندی،

[۳]......الکلام البلیغ فی احکام التبلیغ :محمد فاروق دیوبندی،[۴]......سنگین فتنہ: دیوبندی مفتی سعید احمد،

[۵]......کلمۃ الھادی: دیوبندی مفتی محمد عیسی خان،

کلمۃ الھادی میں تبلیغی جماعت کے طارق جمیل اور تبلیغی جماعت والوں کی بے ادبیاں و گستاخیاں اوران کی خلافِ شرع باتوں کوخود علماء دیوبند نے پیش کیا ہے،حتا کہ طارق جمیل کو بھی ان کے بارے میں بتایا گیا اور ان سے توبہ کا مطالبہ تک کیا گیا لیکن بقول علماء دیوبند انہوں نے توبہ نہیں کی۔

قارئین کرام! یہ ساری کتابیں نیٹ پر بھی موجود ہیں آپ ان کا لازمی مطالعہ کیجیے،اور بالخصوص دیوبندی تبلیغی حضرات اگر ہم سنیوں کی بات نہیں مانتے تو کم ازکم اپنے دیوبندیوں کی ان کتابوں کا مطالعہ کرلیں۔

اب تو علماء دیوبند کے مرکز دارالعلوم دیوبند میں بھی تبلیغی جماعت والوں پر پابندی عائد کردی گی ہے۔پابندی کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ تبلیغی جماعت کا آپسی اختلافات وانتشار بھی ہے۔لہٰذا جب دیوبندی مرکز تبلیغی جماعت کے فتنے سے محفوظ نہیں جس کے ڈر سے وہاں پابندی عائد کردی گئی ہے تو پھر مسلمانوں کے گھر اس فتنے سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس لئے اگر اس فتنے سے بچنا ہے تو تمام مسلمانوں کو ہوش سے کام لینا چاہیے اوراپنے علاقوں ومساجد میں اس تبلیغی جماعت پر پابندی لگانی چاہیے۔

دیوبندی مکتبہ ٔفکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 15

﴿علماء دیوبند کے مطابق سب سے پہلی بدعت ''پیٹ بھر کر کھانا''﴾

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو حضور اقدس ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے

پیٹ بھر جاتے تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں'' (فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۲۳۵، اشاعت اسلامیات، ۲۰۵ کتب خانہ فیضی)۔

قطع نظر کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے لیکن علماء دیو بند کے ''شیخ الحدیث اور اکابر بزرگ مولوی زکریا صاحب'' نے اس حدیث کو تسلیم کر کے اس سے استدلال کیا۔ لہٰذا علماء دیو بند اس روایت کو ضعیف و موضوع کہہ کر انکار بھی نہیں کر سکتے، پس معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا علماء دیو بند کے مطابق بدعت ہے، تو اب وہ علماء دیو بند اور عوام جو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں وہ بدعتی ٹھہرے کہ نہیں؟

اب ہم دیو بندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ پیٹ بھر کر کھانا کھایا کرتے تھے؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین پیٹ بھر کر کھانا کھایا کرتے تھے؟
- ...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین پیٹ بھر کر کھانا کھایا کرتے تھے؟
- ...... کیا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین پیٹ بھر کر کھانا کھایا کرتے تھے؟

اور پھر دیو بندی شیخ الحدیث کی بیان کردہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعت کا اطلاق کھانوں اور غذاؤں پر بھی ہوتا ہے، اسی لئے پیٹ بھر کے کھانے کو بدعت کہا گیا۔

- ...... لہٰذا اب علماء دیو بند یہ بتائیں کہ آج کل جو جدید لذیز کھانے بریانی، کوفتے، قورمے، مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ کھائیں جاتی ہیں کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین اور تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے کھانا ثابت ہے؟ اگر نہیں تو اسے کھانے والے بدعتی گمراہ اور جہنمی ہوئے یا نہیں؟؟؟
- ...... علماء دیو بند کے اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے چوکی اور طشتری پر کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ کبھی آپ کیلئے چپاتی پکی۔ (بخاری) ......الخ (الافاضات الیومیہ حصہ سوم

ملوظ نمبر۴ ۵۵ صفحہ ۳۶۱)

بلکہ آپ ﷺ کیلئے تو کبھی چپاتی بھی نہیں پکی تو اب علماء دیو بند کو چاہیے کہ یہ سب لذیذ کھانے بھی نہ کھایا کریں، لیکن عجب معاملہ ہے کہ ذکر و تعظیم رسول ﷺ کے کاموں کو تو بدعت کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اس لئے نہیں کرنا چاہیئے ۔لیکن جب چپاتیاں اور مرغن غذائیں کھانے کا وقت ہوتا ہے تو یہی اصول علماء دیو بند بھول جاتے ہیں۔

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں　　　یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں

وہابی سعودی حکمران کی عیاشیاں

اسی طرح اگر موجودہ سعودی حکمرانوں کی عیاشیاں دیکھی جائیں تو رنگا رنگ کے کپڑوں ،لمبی لمبی گاڑیوں ، بڑے بڑے قلع نما محلات اور ہزاروں قسم کے کھانے پینے کے ساز وسامان اور جدید طرز زندگی کی نت نئی ایجادات ،خرافات وعیاشیاں ان کی شناخت وشہرت بن چکی ہیں ۔تو اس حوالے سے آیئے ذرا خود ان کے گھر سے ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے، انھی کے محقق علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے حدیث لکھی کہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنھیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا **لیکن انھوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسم قسم کے کھانوں اور رنگا رنگ کے کپڑوں پر بھرپور توجہ دینا** اور فصیح و بلیغ گفتگو کرنے کے لئے باچھوں کو موڑنا شروع کر دیا'' **شرح**.......:اس سے مراد ہر دور کا طبقہ اشرافیہ ہے، یعنی امرا اور فارغ البال لوگ جو سونے کے چمچے لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ پیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں ،غربت وافلاس کے نام

تک سے ناواقف ہوتے ہیں، لذتِ کام و دہن کے حد درجہ رسیا اور زبان کے چٹخاروں کے اسیر ہوتے ہیں، **آئے دن نئے نئے ہوٹلوں اور ذائقوں کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہوتے ہیں** الخ (سلسلہ احادیث صحیحہ جلد۳ ص 546 حدیث 2226)

بے شک حلال کھانے جائز ہیں لیکن سعودیوں کی اسراف وعیاشیوں کو دیکھ کر تو شیطان بھی شرمندہ ہو جائے اور پھر دعویٰ اسلام کی ٹھیکے داری کا کرتے ہیں۔ کیا سرکار دو عالم ﷺ اور ان کے صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اس قسم کی تقریبات کی ہیں۔ بلکہ صحیح بخاری شریف میں تو یہ روایت موجود ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کیلئے کبھی چپاتی تک نہ پکی۔ (بخاری) لیکن سعودی حکمرانوں کے کھانوں کے تو نام بھی ہم جیسے غریب لوگوں کو نہیں آتے۔

......تاویل کا ازالہ......

تاویل......: کھانا تو دین نہیں ہے اور بدعت تو دینی کاموں میں ہوتی ہے کھانوں کو بدعت کہنا بے وقوفی ہے۔

جواب......: جناب! آپ کی اس تاویل کا رد خود آپ کے شیخ الحدیث مولوی زکریا صاحب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کر کے کر چکے جس میں بدعت کا اطلاق کھانے پر بھی کیا گیا ہے۔ پھر متعدد محدثین ومفسرین اور علماء واکابرین امت نے جدید کھانوں کو بدعت مباحہ یعنی بدعت کی اقسام میں ہی شامل فرمایا (دیکھو امام عز بن السلام : کتاب قواعد الاحکام جلد۲ ص ۱۷۲۔ شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳، اشعۃ اللمعات فارسی جلد اول ص ۱۲۸)

اگر وہ ان کھانوں کو بدعت نہ جانتے تو اقسامِ بدعت میں شامل ہی نہ فرماتے پھر آپ کھانوں کو دنیاوی کام بتا کر بدعت سے خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آپ کے امام سرفراز صفدر صاحب نے کھانوں کو دین میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ سرفراز صفدر صاحب کہتے

ہیں کہ

''مسلمان کی دنیا بھی دین ہے۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا ،کھانا پینا وغیرہ بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے یہاں تو یہ نظریہ ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ ''احتسب نومتی کما احتسب قومتی ''یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہوکر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ (الکلام المفید: ص۸۳)

لہٰذا مذکورہ تاویل کا رد خود آپ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب فرما چکے اس لئے آپ کی یہ تاویل باطل ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ اگر کھانے دین سے خارج ہیں، تو پھر آپ علماء دیوبند یہ اعلان کر دیں کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں، لہذا جس کا جو دل چاہے کھائے پیئے۔ معاذ اللہ! اور اگر کھانا پینا دین نہیں تو پھر حلال وحرام کی تقسیم سب کچھ فضول ٹھہرے گئی ۔معاذ اللہ! لہذا علماء دیوبند کی مذکورہ بالا تاویل نہایت ہی بچگانہ ہے جس کو کوئی بھی عاقل مسلمان قبول نہیں کرے گا۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 16

علماء دیوبند کی بدعت

''طاعون زدہ شہر کے گرد یٰسین شریف پڑھنا واذان دینا''

علماء دیوبند کے فتاویٰ دار العلوم دیوبند (عزیز الفتاویٰ) جلد اول (سوال نمبر ۱۲۱) میں سوال کیا گیا کہ

''طاعون زدہ شہر کے ارد گرد یسین شریف پڑھنا اور جب لفظ مبین آئے تو اس وقت کھڑے ہوکر اذان دینا کیسا ہے

۔جبکہ ایک عالم نے اسے بدعت سیئہ قرار دیا ہے۔ملخصاً‘‘(تو علماء دیوبند نے جواب دیا کہ)

جواب :’’عمل مذکور اگر چہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں لیکن بطریق اعمالِ مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں ہے‘‘(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: کتاب الذکر والدعا، جلد1ص171)

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا قرآن پاک کی کسی آیت سے طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنا اور اذان دینا ثابت ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث صریح میں طاعون زدہ شہر کے اردگرد یٰسین شریف پڑھنے اور اذان دینے کا ثبوت موجود ہے؟ یا نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا عمل کروایا؟
- ...... کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی تابعی یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا اعمال مشائخ پر بھی بدعت کا اطلاق ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو اس پر دلیلِ خاص پیش کریں۔
- ...... کیا اعمالِ مشائخ کا دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور شرعی اصولوں پر انہیں جانچا جائے گا کہ نہیں؟
- ...... نیز اعمالِ مشائخ سارے صحیح العقیدہ باعمل پابند شریعت مشائخ عظام کے اعمال قابل

عمل ہیں کہ کچھ مخصوص مشائخ کے مخصوص اعمال ہی کو اختیار کیا جا سکتا ہے؟ جو شق بھی اختیار کریں اس پر دلیل خاص ضرور پیش کریں نیز اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ جب بعض مشائخ کے بعض اعمال کو اختیار کرنے میں کچھ حرج نہیں تو سارے مشائخ کے سارے اعمال کو اختیار کرنے میں کیا حرج ہے؟ بہر صورت دلیل خاص پیش کریں؟

۞...... کل بدعۃ ضلالہ کے عموم میں مشائخ کے اعمال داخل ہیں کہ خارج؟ اگر خارج ہیں تو اس پر کوئی دلیل خاص پیش کریں۔ اور داخل ہیں تو کچھ حرج کیوں نہیں؟ دلیل خاص پیش کریں؟

۞...... کیا مشائخ کے اعمال شرعی حجت ہیں؟ اور کیا مشائخ کے اعمال کی کوئی شرعی حیثیت آپ علماء دیوبند کے اپنے اصول وقواعد کی رو سے ہے؟ اور کیا ان کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے؟

۞...... اگر بطریق اعمال مشائخ مذکورہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے تو پھر بطریق اعمال مشائخ گیارہویں شریف، ختم شریف، میلاد شریف کا انعقاد کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

عجیب بات ہے جب ہم سنی یہ کہیں کہ علماء دیوبند کے پیر و مرشد یا فلاں فلاں بزرگ صلوۃ وسلام پڑھتے، میلاد النبی ﷺ کرتے تھے، بڑے بڑے مشائخ گیارہویں شریف کرتے رہے تو علماء دیوبند اپنے پیر و مرشد اور دیگر بزرگوں کے اقوال ونظریات کو تو حجت نہ مانیں اور جب ماننے پر آئیں تو دیگر مشائخ کا ایسا عمل جو کہ خود ان کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتا ہے اس کو بھی اختیار کرنے میں علماء دیوبند کو کچھ حرج نہ ہو۔ سبحان اللہ!!

اللہ رے موصوف کی رنگین بیانی   جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

طاعون میں اذان دینا بے وقوفی ہے! دیو بندی فتویٰ

قارئین کرام! اوپر آپ نے پڑھا ہے کہ طاعون زدہ شہر کے ارد گرد یسین شریف پڑھنا اور جب لفظ مبین آئے تو اس وقت کھڑے ہو کر اذان دینا یہ "**عمل مذکور اگرچہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں لیکن بطریق اعمالِ مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں ہے**" (فتاویٰ دار العلوم دیو بند) لیکن جب ایک اہلحدیث نے علماء دیو بند پر یہ اعتراض کیا

"طاعون اور ہیضہ میں اذان دینا بے وقوفی ہے" ہدایہ

تو دیو بندی شبیر احمد القاسمی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد نے اس کا جواب یہ دیا کہ

> "ہدایہ رابع کے متن یا اسکے حاشیہ میں طاعون یا ہیضہ میں اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں کوئی تذکرہ نہیں۔ ہاں **البتہ قرآن و حدیث میں طاعون اور ہیضہ وغیرہ کے موقع پر اذان دینا ثابت نہیں**۔ اس لئے حنفیہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی ان مواقع میں اذان دینا مسلکِ حنفی میں مشروع ہے۔ امداد الاحکام ۲/ ۴۵ فتاوی دار العلوم دیو بند ۲/ ۹۳۔ **اگر کوئی طاعون وہیضہ میں اذان دیتا ہے تو واقعی اس کی بیوقوفی ہے** جسکا شرعاً کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا" (غیر مقلدین کے چھپن اعتراضات کے جوابات: ص ۱۵۴، ۱۵۵)

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے کہ پہلے فتوے میں بطریق مشائخ اس عمل کو تسلیم کیا لیکن اب خود ہی کہہ دیا کہ قرآن و حدیث میں طاعون اور ہیضہ وغیرہ کے موقع پر اذان دینا ثابت نہیں۔ اس لئے حنفیہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ملے گا یہ اذان دینا بے قوفی

ہے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔اب یہ تو علماء دیو بند ہی فیصلہ کریں کہ ان کا کون سا فتویٰ درست اور کون سا باطل ہے؟ بحر حال انکار کی کوئی صورت نہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ ایک کے فتوے سے دوسرا ضرور باطل و بدعتی قرار پائے گا۔

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ
کہنے کی زبان اور ہے کرنے کی زبان اور

دیو بندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 17

......علماء دیو بند کی بدعت ''تراویح کے بعد دعا اور تسبیح''......

دار العلوم دیو بند سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ''ہر چوتھی رکعت کے بعد دعا مانگنی جائز ہے کہ مسنون''تو دیو بندی مفتی صاحبان نے فتوی دیا کہ

''تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا تسبیح و تہلیل درود **شریف پڑھنا جائز اور مستحب ہے** جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں۔لیکن تسبیح جیسے **سبحان ذی الملک و الملکوت** الخ یا **سبحان اللہ و الحمد اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**۔پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور **معمول اکابر** [دیو بند] ہے''(فتاوی دار العلوم دیو بند مدلل ومکمل جلد چہارم: کتاب الصلوۃ سوال ۱۸۱۶ص۲۰۲)

میرے مسلمان بھائیو! دیکھئے علماء دیو بند نے ایسی دعاؤں کو پڑھنا جائز ومستحب (کار ثواب) بتایا، پھر تسبیح''**سبحان ذی الملک الملکوت** ''وغیرہ پڑھنے کو زیادہ اچھا اور اکابرِ دیو بند کا معمول بتایا۔حالانکہ آپ ﷺ یا صحابہ کرام ،تابعین یا تبع تابعین [علہیم الرضوان اجمعین] سے کوئی خاص دعا منقول نہیں ہے۔اور تھانوی صاحب نے بھی یہی لکھا کہ''شرعا

کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں'' (تحفہ رمضان ص ۱۱۱) لیکن علماء دیو بند نے اس عمل کو مستحب، زیادہ اچھا اور معمول اکابر دیو بند کہا۔

اب ہم دیو بندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ہر چار رکعت کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' پڑھنا حدیث صریح (دلیل خاص) سے ثابت ہے؟

۞...... کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعن نے کہیں فرمایا ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' پڑھنا زیادہ اچھا ہے اور اس کو معمول بنالو؟

۞...... پھر یہ بھی کسی دلیلِ خاص سے بتائیں کہ ہر چار رکعت کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' کتنی تعداد میں پڑھنا چاہے؟ بلند آواز سے پڑھنا ہے یا آہستہ آواز سے پڑھنا ہے؟

۞...... پھر آپ علماء دیو بند کا ہر چار رکعت کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' کو زیادہ اچھا بتانا اور معمول بنانا بدعت ٹھہرا کہ نہیں؟ جب رسول اللہ ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر چار تراویح کے بعد اس تسبیح کو مخصوص نہ کیا، اس موقع کے لئے ذکر کر کے اچھا نہ کہا، معمول نہ بنایا تو آپ علماء دیو بند نے اس کو اچھا کہہ کر اور معمول بنا کر اپنے اصولوں سے خود کو ان مقدس ہستیوں سے اپنے آپ کو بڑھایا کہ نہیں؟

۞...... جناب اشرفعلی تھانوی دیو بندی صاحب سے پوچھا گیا کہ ''آپ تراویح میں کیا پڑھتے ہیں؟'' تو تھانوی صاحب نے کہا کہ ''**شرعا کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں، باقی میں پچیس مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہوں**'' (**تحفہ رمضان ص ۱۱۱**) تھانوی صاحب کے حامی اب بتائیں

کہ ’’جب شرعاً کوئی ذکر متعین نہیں تو مذکورہ تسبیح کو معمول بنانا اور اس کو اچھا سمجھنا بدعت ہوگا کہ نہیں؟ نیز تھانوی صاحب کا پچیس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تخصیص آپ کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو اس تخصیص پر دلیل خاص پیش کریں‘‘

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 18

......علماء دیوبند کے ’’خودکش حملوں کا ثبوت خیر القرون میں نہیں‘‘......

میڈیا کی خبروں اور رپوٹوں کے مطابق وہابی دیوبندی مکتبہ فکر سے منسلک حضرات آج مساجد و مدارس اور مزارات پر ’’خودکش حملوں‘‘ میں ملوث پائے جاتے ہیں، ہم اس موضوع پر گفتگو نہیں کرتے بلکہ عوام الناس پر اب یہ حقائق پوری طرح واضح ہو چکے ہیں کہ جہاد کے نام پر فسادات میں ملوث کون سے مکتبہ فکر کے علماء اور عوام ہیں۔ بحر حال ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ خودکش حملے علماء دیوبند کے مطابق ثابت نہیں ہیں خیر القرون میں اس طرح کے اقدامات واقع نہیں ہوئے تھے۔

علماء دیوبند کے فقیہ العصر مفتی اعظم محمد فرید جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے خودکش بم دھماکے کے بارے میں سوال ہوا۔ توانہوں نے نہ صرف اس کو خودکشی قرار دیا بلکہ خیر القرون میں اس طرح کا عمل نہ ہونا (یعنی بقول علماء دہابیہ) بدعت قرار دیا۔ سوال و جواب ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: ایک مسلمان اپنے ساتھ بم باندھ کر دشمن پر حملہ کرے تاکہ دشمن کی عظیم تباہی ہو یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب......: ’’یہ عرفاً جائز ہے، نفسانی جذبہ ہے شرعاً یہ خودکشی ہے. خیر القرون میں یہ اقدام واقع نہیں ہوا ہے‘‘

(فتاوی فریدیہ: جلد۲ مسائل شتیٰ: ص ۶۵۹)

تو علماء دیوبند کے اس فتوے کے مطابق آج جتنے بھی ان کے حامی خودکش حملے کر کے مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں، تو یہ سب نہ صرف خودکشی کی موت مر رہے ہیں بلکہ بدعتی بھی ہیں کہ ایسا کام اختیار کیا ہوا ہے جس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔ اب اگر کوئی ان حملوں کو جائز ثابت کرتا ہے تو اپنے اصول و قواعد کے مطابق دلیلِ خاص پیش کرے۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 19

……علماء دیوبند کے "بڑے بڑے القابات بدعت"……

اگر آپ علماء دیوبند حضرات کی کتب کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں کہ ان کے علماء کے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القابات لگے ہوتے ہیں اور ان کو بڑے بڑے خطابات دیئے جاتے ہیں جیسے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، امیر الهند، امام الهند، قطب زمانہ، قاسم العلوم، حکیم الامت، شیر پنجاب، شعلہ بیان، بلبل ہندوغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سب نئی ایجاد ہے خیر القرون میں اس قسم کے القابات کسی نے استعمال نہیں کیے، نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین، تابعین و تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین جیسی عظیم ہستیوں نے ایسے القابات استعمال نہیں کئے۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞…… کیا نبی پاک ﷺ نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات و خطابات استعمال فرمائے؟

۞…… کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات و خطابات استعمال فرمائے؟

۞…… کیا صحابہ علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال

فرمائے؟

۞...... کیا تابعین علھیم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات و خطابات استعمال فرمائے؟

۞...... کیا تابع تابعین علھیم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟

تو اب علماء دیو بندان سب پر دلیلِ خاص پیش کریں ورنہ یہ تسلیم کریں کہ یہ نئی ایجاد یعنی بدعت ہے اوران کے علماء دیو بند ایسی ایجادات کو اختیار کر کے بدعتی ٹھہرے۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ان القابات کو نئی ایجاد کہنا خواہ مخواہ کی بحث ہے تو ہم اس کا جواب بھی پیش کر دیتے ہیں خود علماء دیو بند کے امام وحکیم اشرفعلی تھانوی دیو بندی صاحب کہتے ہیں کہ

> ''ہمارے بزرگ جو ہر طرح پر صاحب کمال تھے اُن کو جو کچھ بھی خطابات دئے جاتے اور جن القاب سے یاد کیا جاتا تھا تھوڑا مگر ان حضرات کا انتہائی لقب مولانا تھا ورنہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آج کل جن لوگوں کو اُن سے کچھ نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر ،امیر الہند امام الہند کہلانے لگے۔ **یہ سب نئی ایجاد ہے**......آج کل تو جانوروں تک کے خطابات باعثِ فخر اور پسندیدہ سمجھے جاتے ہیں ۔ایسی حیوانیت کا غلبہ اس زمانہ میں ہو گیا ہے ،مثلا طوطیِ ہند، بلبل ہند، شیر پنجاب معلوم ہوتا ہے کہ اب کچھ دنوں بعد فیلِ ہند ،اسپِ ہند، گرگِ ہند پیدا ہوں گے کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے اور سنئے کہ ان میں پڑھے بھی نہیں **مگر امام**

التفسیر، شمس العلماء یہ خطابات اور القاب یہ سب نیچریت کے ماتحت ہیں'' (ملفوظات حکیم الامت جلد۴ص ۱۰۸ ملفوظ نمبر ۱۲۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

''**ایک نئی رسم یہ نکلی ہے** کہ آدمیوں کے نام جانوروں کے ناموں پر رکھے جانے لگے، بلبلِ ہند، طوطیِ ہند، **شیرِ پنجاب۔** پرندے درندے بننے لگے، اللہ نے تو آدمی بنایا تھا اور یہ جانور بننے لگے'' (ملفوظات حکیم الامت جلد۷ص ۲۱۷ ملفوظ نمبر ۳۲۸)

تو اب جن علماء دیوبند کو اس قسم کے القابات مثلاً شیر پنجاب، بلبل ہند وغیرہ دیا جاتا ہے تو گویا ان کو جانور کہا جارہا ہے اور وہ تمام علماء دیوبند جو ان القابات کو سن کر خاموش رہتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں وہ سب بھی اشرفعلی تھانوی صاحب کے اس بیان کے مطابق یا تو جانور بن رہے ہیں یا جانوروں کی حمایت کر رہے ہیں یا کم سے کم نیچریت کے سائے تلے ضرور پروان چڑھ رہے ہیں اور بہر حال دیوبندی اصول کے مطابق بدعتی، گمراہ اور جہنمی تو ضرور بن رہے ہیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 20

......۷۸۶ لکھنا دیوبندی بدعت ......

علماء دیوبند سے دریافت کیا گیا کہ 786'' جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے، جس کا مقصد ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم جانتے ہیں، آیا خط کے اوپر لکھنا جائز ہے ......کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندوؤں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے......الخ'' تو اس کے جواب میں دیوبندی مولوی محمد یوسف لدھیانوی کا فتویٰ یہ ہے کہ

''**۷۸۶ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول**

چلا آتا ہے غالباً اس کو رواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے ،اس بے ادبی سے بچانے کے لئے غالبا **بزرگوں نے بسم اللہ شریف کے اعداد لکھنے شروع کیئے** اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہوتو بسم اللہ شریف ہی کا لکھنا بہتر ہے''

(آپ کے مسائل اوران کا حل: جلد ہشتم ،ص ۳۴۸)

معزز قارئین کرام! دیکھئے کہ اس پر کوئی دلیل دیوبندی مولوی نے پیش نہیں کی بلکہ اس عمل کو اس نے قبول کیا اور ۷۸۶ کے اعداد کو بسم اللہ کے عدد تسلیم کیا لیکن یہ علماء دیوبند کے اصولوں کے مطابق بدعت ہے بلکہ دیوبندی مولوی امام علی دانش قاسمی نے بدعات کی فہرست میں اس عمل کو بھی شامل کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''خطوط اور تحریروں کی ابتداء ۹۲/۷۸۶ سے کرنا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ترک کرنے کی عادت ڈالنا'' (یعنی یہ بھی بدعت ہے ۔ناقل)۔(توحید کا خنجر:ص۲۲۲)

تو دیکھیں ایک طرف تو دیوبندی مفتی اس کو بزرگوں کا معمول بتا رہا ہے لیکن دوسری طرف دوسرا دیوبندی اس عمل کو بدعت کی فہرست میں شامل کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اس سے بسم اللہ لکھنا ترک ہوتا ہے۔ بہر حال علماء دیوبند پر لازم ہے کہ اپنے اصول وقواعد کے مطابق اس کا ثبوت پیش کریں یا پھر ان تمام دیوبندی علماء اور بزرگوں کو بدعتی وجہنمی کہیں جنہوں نے ۷۸۶ لکھا۔

دیوبندی مکتبۂ فکر کی مزید ۹ بدعات

میرے مسلمان بھائیو! اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کو بدعتی کہنے والے وہابی

دیوبندی حضرات خود سیکڑوں بدعات میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے حوالوں کی روشنی میں گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا۔ یہ تو صرف بطور نمونہ ۱۷ / بدعات پیش کی گئی ہیں۔ آگے چند بدعات اور بھی پیش کی جائیں گی۔ لیکن موضوع کی مناسبت سے ان کو اگلے حصہ یعنی علماء اہلحدیث کی بدعات کے ساتھ ہی لکھ دیا گیا ہے تا کہ تکرار مباحث اور کتاب کی ضخامت سے بچا جاسکے۔ ان کے موضوعات کچھ اس طرح ہیں:

(21)......''مساجد کے محراب'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(22)......''ایک شہر کی متعدد مساجد میں نماز جمعہ'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(23)......''علماء وہابیہ کا دروان تقریر نعرے'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(24)......''بدعاتِ مناظرہ'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(25)......''مروجہ مدارس'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(26)......''کتب وتصنیفات'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(27)......''امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب کی بدعات'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(28)......''وہابیوں کی خودساختہ نماز'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(29)......''دانوں والی تسبیح'' (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

21 سے 29 تک پر گفتگو آگے پیش ہوگی، تو اختصار کے ساتھ دیوبندی مکتبۂ فکر کی یہ ''کل 29 بدعات'' ہو جائیں گی۔

لہٰذا ان کو تمام سنی مسلمان اچھی طرح ذہن نشین کرلیں، اور ذکر میلاد النبی ﷺ، صلوۃ وسلام، عرس و فاتحہ وغیرہ پر بدعت بدعت کے فتوے لگانے والوں سے مطالبہ کریں کہ پہلے اپنے اصول وقواعد کے مطابق اپنی ان بدعات کو ثابت کریں یا ان کو جائز کہنے والوں پر

بدعت وجہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کریں۔

وہابی غیر مقلدین اہلحدیث وسعودی علماء کی بدعات

......''سعودی اسلامی حکومت؟'' کڑوا سچ......

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

یہ ایک کڑوا سچ ہے کہ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے جس قدر فتوے سعودی عرب کے علماء کی طرف سے عائد کئے جاتے ہیں یقیناً اس کے مقابلے میں یہود ونصاریٰ بھی مسلمانوں پر اتنی تنقید نہیں کرتے ہوں گے۔اس لئے ہم وہابی اہلحدیث وسعودی علماء کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے ہیں کہ جناب ہم سنیوں کے کاموں پر حرام و بدعت کے فتوے لگا کر پوری امت مسلمہ میں انتشار واختلاف کی آگ کو بھڑکانے کی بجائے آپ پہلے اپنی سعودی حکومت اور ان کے حکمرانوں پر بھی شرعی احکامات جاری کریں۔کیونکہ سعودی اسلامی حکومت میں یہ درج ذیل خلاف شرع کام کھلے عام جاری ہیں۔

۞......سعودیہ میں فلمیں،ڈرامے،گانے باجے سرے عام ٹی وی چینلز پر دکھائے جاتے ہیں۔

سعودی عرب میں ہر طرح کی ٹی وی چینلز کھلے عام چل رہے ہیں جن پر انگلش،انڈین ،عربی ودیگر زبانوں وملکوں کی فلمیں،ڈرامے،ناچ وگانے سرے عام چل رہے ہیں۔بلکہ انڈیا کی فلمیں عربی زبان کے ترجمے کے ساتھ نشر کی جاتی ہیں اور ان انڈین فلموں میں ہندوں کے دیوی دیوتاؤں کو اور ان کے شرکیہ مناظر کو دکھایا جاتا ہے بلکہ شرکیہ منتر بھی پڑھے جاتے ہیں۔العیاذ باللہ۔

بے وجہ تو نہیں گلشن کی تباہیاں
کچھ باغبان بھی ہیں برق وشرر سے ملے ہوئے

❁......سعودیہ کی مارکیٹوں میں آلات موسیقی سرے عام فروخت ہو رہے ہیں اور استعمال بھی کیئے جاتے ہیں۔

❁......سعودیہ میں عورتوں کا مکمل شرعی پردہ نہیں بلکہ بڑے بڑے شاپنگ مال، مارکیٹوں ،ہسپتالوں، ائیر پورٹ ، ائیر لائنز کے اندر عورتوں کی بے پردگی ہے، بڑے بڑے وی ،آئی ،پی ہوٹلوں کے اندر تو نظارے ہی الگ ہیں، معاذ اللہ۔

❁......سعودیہ عرب کی گارمنٹس کی مارکیٹوں میں لٹکے سعودی عورتوں کی انتہائی شرمناک نیم برہنہ ملبوسات کی نمائش جاری ہے جو یقیناً باعث شرم ہے۔

❁......سعودیہ عرب میں داڑھی جیسی مبارک سنت کے ساتھ انتہائی بھونڈا مزاق کیا جارہا ہے یہود ونصاریٰ کے اسٹائلز سعودی نوجوانوں اور مردوں نے اپنا رکھے ہیں حتیٰ کہ سعودی حکمران تک اس فعل بد کا شکار ہیں۔

❁......سعودیہ عرب حرمین شریفین کے اندر قرآن پاک کی جو کھلی بےادبی کی جارہی ہے وہ مسلمانوں کے کلیجوں کو چھلنی کر دیتی ہے کہ عین حرمین شریفین کے اندر کوئی تو قرآن پاک کو تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھے سو رہا ہے [معاذ اللہ]، کوئی قرآن پاک کی طرف ٹانگیں کیئے لیٹا ہے، کوئی نیچے زمین پر پاؤں کے ساتھ قرآن رکھے قرآن کریم پڑھ رہا ہوتا ہے [معاذ اللہ!]

❁......سعودی حکومت کفار ومشرکین کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے اور ان کے ساتھ دوستیاں اور یارانہ قائم کیئے ہوئے ہے بلکہ سعودی حکمرانوں کی اکثریت یہود ونصاریٰ کے ہم نوالہ وہم پیالہ ان کے عشق میں گرفتار ہے۔

الغرض ایک لمبی داستان ہے اگر اس کو تفصیلاً بیان کیا جائے تو درجنوں صفحات درکار

ہیں، لیکن ان سب کاموں پر سعودی عرب کی نجدی حکومت پابندیاں عائد نہیں کرتی، ان ناجائز، حرام اور بے ادبی پر مشتمل کاموں کو منع نہیں کرتی، ان کے خلاف سختی سے پیش نہیں آتی حالانکہ وہاں تو سعودی نجدی مذہب کے حکمرانوں اور علماء کا کنٹرول ہے، یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ روکنے پر قادر نہیں کیونکہ جب یہ لوگ روضہ رسول ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنے سے مسلمانوں کو روک سکتے ہیں، میلاد النبی ﷺ، نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھنے بلکہ جملہ معمولات اہل سنت سے مسلمانوں کو روک سکتے ہیں تو پھر سعودی عرب میں مذکورہ بالا تمام غیر شرعی کاموں (فلموں، ڈراموں، بے شرمی پر مبنی کاموں، خلاف شرع امور) کو کیوں نہیں روک سکتے؟ قابل غور بات ہے کہ آخر یہاں ان کا کنٹرول کیوں ختم ہو جاتا ہے؟ یہاں پر ''ھذا حرام، ھذا شرک'' کے فتوے اور شرطیوں (پولیس والوں) اور نجدی شیخوں کا غم وغصہ کیوں ٹھنڈا پڑ جاتا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جو عمل و کام ان کے وہابی مذہب کے خلاف ہے وہ تو سعودی عرب میں سختی سے منع ہے اور صرف وہی حرام، ناجائز اور بدعت ہے لیکن جو کام اسلام کے خلاف ہے وہ ہرگز منع نہیں اور نہ ہی اس کے خلاف وہاں کے علماء جہاد کا اعلان کرتے ہیں، نہ ہی حکومت کے خلاف ان خلاف شرع کاموں پر احتجاج کرتے ہیں اور نہ ہی ایسی حکومت کو حرام، ناجائز، بدعات وخرافات کے کاموں پر کھلی چھوٹ دینے کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں!

۞......مزارات پر اعتراض کرنے والو! جواب دو......۞

سعودی اور اس کے ذرخرید علماء جو ہم سنیوں کو اکثر یہ طعنے دیتے ہیں کہ جب مزارات سنیوں کے ہیں تو خرافات و بدعات کو سنی کیوں نہیں روکتے حالانکہ ہند و پاک میں اکثر مزارات سنیوں کے ماتحت نہیں بلکہ اوقاف کے ماتحت ہیں اور جہاں چند سنی بیٹھے بھی

ہیں تو ان کو قوت و طاقت حاصل نہیں لیکن اس کے برعکس سعودیہ میں تو حکومت بھی وہابیوں نجدیوں کی ہے کنٹرول بھی وہابیوں نجدیوں کا ہے تو پھر مذکورہ بالا غیر شرعی ناجائز، حرام ، بدعات وخرافات کے کاموں کو وہابی نجدی علماء کیوں نہیں روکتے ؟ پھر ہم سنی تو تمہارے نزدیک سست وکاہل ہیں، جہاد نہیں کرتے لیکن آپ وہابی نجدی تو بڑے پکے مجاہد ہیں (کہ مسلمانوں پر خودکش حملوں سے بھی نہیں ڈرتے) تو اب سعودی حکومت ان خلاف شرع کاموں کے خلاف تلواریں کیوں نہیں اٹھائی ؟ ان کے خلاف اعلان جہاد کر کے شریعت اسلامیہ کی اساس کو مضبوط کیوں نہیں کرتی ؟ کم از کم یہ سعودی نجدی علماء اپنی سعودی حکومت کے خلاف کھل کر دوٹوک الفاظ میں جہاد بالقلم کا ہی مظاہرہ کرتے ہوئے ان حکمرانوں کے خلاف فتوے کیوں نہیں جاری کرتے ؟

کب تک رہے گی کتاب سادہ کبھی تو آغازِ باب ہوگا
جنہوں نے نسلوں کو ہے بگاڑا کبھی تو ان کا حساب ہوگا

بہر حال آیئے اب آپ کے سامنے انہی حضرات کے اصول وقواعد کے مطابق سعودی علماء اور غیر مقلدین اہلحدیث علماء کی بدعات کے چند نمونے ملاحظہ کیجیے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 1

میرے محترم بھائیو بہنو!

یہ بات آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سعودی عرب سرکاری سطح پر ہر سال **23 ستمبر کو نیشنل ڈے** مناتا ہے۔ جس کو یہ عید الوطنی یا یوم الوطنی کا نام دیتے ہیں۔ ہر سال 23 ستمبر کو سعودی حکومت کی طرف سے سرکاری چھٹی ہوتی ہے، اس دن تمام سعودیہ عرب کو سجایا جاتا ہے

،سرکاری دفاتر وعمارات اور سڑکوں میں ہر طرف جھنڈے ہی جھنڈے نظر آتے ہیں،سعودی بادشاہوں کی بڑی بڑی تصویرے آویزاں کی جاتی ہیں،سرکاری سطح پر پورے جشن کی مکمل حفاظت و دیکھ بھال کی جاتی ہے،حکمران مختلف پروگرام بھی منعقد کرتے ہیں۔سعودی اس دن کو عید الفطر و عید الاضحیٰ کی طرح مناتے ہیں،نئے کپڑے،دعوتیں،تحفے تحائف،مبارک بادیاں،بڑی بڑی دعوتیں اور اکثر پروگرام میں کیک بھی کاٹے جاتے ہیں بلکہ کیکوں پر کلمہ طیبہ لکھ کر پھر اس کلمے والے کیک کو چاقو سے کاٹا بھی جاتا ہے۔(معاذ اللہ)

اسی طرح انہیں کے اصول و قواعد کے مطابق بے شمار غیر اسلامی رسمیں،مردوں و عورتوں کا اختلاط،رقص و دھمال،ملی نغمے،شور شرابے،آتش بازی کی جاتی ہے،گاڑیوں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے،بعض دفعہ تو دیکھا گیا ہے کہ نوجوان اس پر بیٹھے ہوئے بھی ہوتے ہیں بلکہ معاذ اللہ!کلمہ طیبہ [لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ] لکھے ہوئے کپڑوں کو بطور قمیض [لباس] پہنتے ہیں جس میں بعض اوقات کلمہ شریف کمر کی طرف ہوتا بلکہ دوران سرچ ایسی تصویریں بھی نظر سے گزریں جس میں سعودی لڑکیوں نے نیم برہنہ جسم پر کلمہ کی قمیص پہن رکھی ہے۔اسی طرح گاڑیوں پر کلمہ والے جھنڈوں کی پینٹ کروائی جاتی ہے۔

اسی سعودیہ عرب کے مختلف شہروں میں ہزاروں گاڑیوں کا جلوس نکلتا ہے جس میں قومی نغموں پر مشتمل گانے ہر طرف گونج رہے ہوتے ہیں۔آتش بازی کا بھرپور نظارہ ہوتا ہے۔

الغرض جس طرح ہند و پاک میں ۱۴،۱۵ اگست کا جشن منایا جاتا ہے۔اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر سعودیہ اسلامی حکومت کے نیشنل ڈے پر ہوتا ہے۔جس کو مکمل تفصیل درکار ہو گوگل یا یوٹیوب پر ''[saudi national day] یا ''الیوم الوطنی السعودیۃ'' لکھ کر سرچ کرکے ویڈیو دیکھ سکتا ہے۔

ہم سنی مسلمان نبی پاک ﷺ کی ولادت پر اظہار تشکر و اظہار فرحت کرتے ہوئے

خوشیاں منائیں اور اس کو خوشی کا دن قرار دیں تو دیوبند سے لیکر نجد تک، دہلی سے لے کر سعودیہ تک یہ شور و ہنگامہ کھڑا ہوتا ہے کہ شریعت میں جشن منانے کی اجازت و ثبوت نہیں ہے۔ یہ بدعت ہے، حرام ہے۔ لیکن جب خود علماء نجد سعودیہ اپنے ملک کی آزادی کا جشن ہر سال 23 ستمبر کو منائیں تو یہ سب فتوے بھول جاتے ہیں اور سارے اصول بدل جاتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث مبارکہ میں ایسے مروجہ سعودی انداز میں وطن کی آزادی کا جشن (نیشنل ڈے) منانے کا ثبوت موجود ہے؟

۞......''فتح مکہ'' ہوا تو کیا نبی پاک ﷺ نے کہیں اس مروجہ انداز میں جشن منایا تھا؟ یا اپنے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کو کوئی ایسا حکم دیا کہ ہر سال بعد تم اس فتح کا جشن منایا کرنا؟

۞......کیا ''فتح مکہ'' کے بعد کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] نے کسی سال اس فتح مکہ کی یاد و خوشی میں جشن منایا تھا؟ جلوس نکالے تھے؟ جھنڈے لگائے تھے؟ مختلف پروگرام کیے تھے؟

۞......اسی طرح صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے ہاتھوں مختلف بڑے بڑے شہر، علاقے اور ملک فتح ہوئے تھے تو ان کی فتوحات کے بعد کیا کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] نے فتح کا جشن مروجہ سعودی انداز میں منایا تھا؟

میرے مسلمان بھائیو بہنو! واللہ العظیم! سعودی عرب کے اس مروجہ انداز میں نیشنل ڈے (یوم الوطنی) کے اس جشن پر کسی بھی اہلحدیث وسعودی مولوی صاحب کے پاس کوئی ایک آیت یا حدیث موجود نہیں ہے۔ لیکن محض اپنے سعودی بادشاہوں کی خوشنودی و غلامی میں پورا سعودی عرب اس رسم میں مبتلا ہے اور انہیں علماء کے اصول و قواعد بدعت کی رو سے یہ سب کے سب خود بدعتی اور جہنمی قرار پاتے ہیں۔

کیا دنیوی کاموں پر دین لاگو نہیں ہوتا؟

تاویل ...... بعض حضرات یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سعودی نیشنل ڈے کوئی دین کا حصہ نہیں، کوئی دینی کام نہیں، کوئی اس کو ثواب سمجھ کر نہیں کرتا، لہٰذا یہ بدعت نہیں بدعت تو وہ کام ہوتا ہے جو دین میں جاری کیا جائے، ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

......ازالہ......

اولاً ......: تو ہم سب سے پہلے ''دینی ودنیاوی'' امور کی تقسیم کرنے والے وہابی حضرات سے یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے بدعت کی یہ ''دینی ودینوی'' کاموں کی تقسیم آخر کس آیت یا حدیث صریح میں بیان کی گئی ہے؟ اور کیا شریعت اسلامیہ میں مسلمانوں کے دنیاوی کاموں پر بدعت کے احکامات جاری نہیں ہوتے؟ اگر نہیں ہوتے تو اپنے اصول وقواعد کے مطابق اس پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں لیکن ان شاء اللہ اس تقسیم پر کوئی ایک آیت وحدیث کبھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

ثانیاً ...... پھر مذکورہ بالا تاویل خود بدترین جہالت پر مبنی ہے کہ اگر اسی طرح یہ دینی ودنیاوی تقسیم کر کے جواز کی صورت نکالی جاتی رہے پھر تو ایسی صورت میں دنیاوی بے شمار رسموں کی کھلی اجازت مل جائے گی اور دنیاوی رسموں کا ناجائز وحرام ہونا وغیرہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

مثلاً شادی کی غلط رسمیں، عقیقہ کی غلط رسمیں، نکاح کی غلط رسمیں، سالگرہ کی غلط رسمیں وغیرہ، ان غلط رسموں کو کوئی بھی مسلمان دین کا حصہ، دینی کام یا ثواب نہیں سمجھتا تو مخالفین کی مذکورہ تاویل سے تو ان ساری رسموں کو دنیاوی کام کہہ کر جائز ماننا پڑے گا۔ جبکہ تمام مکاتب فکر نے ان رسموں کو بدعت قرار دیا۔ لہذا جو لوگ مذکورہ تاویل کر کے سعودی نیشنل ڈے کو شرعی گرفت سے خارج کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل بدعات وخرافات کے جواز کی راہ نکال

رہے ہیں یا پھر لاعلمی کی وجہ سے جہالت کا شکار ہیں۔

ثالثاً...... پھر کیا شریعت میں کہیں ایسا حکم ہے کہ کسی کام کو دنیاوی کہہ کر اس کو اختیار کرلو خواہ وہ شریعت کے بالکل خلاف ہی کیوں نہ ہو؟ کیا دنیاوی کام کہہ کر اس سعودی جشن میں بے حیائی پر مبنی کاموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا سعودی مردوں وعورتوں کی بے پردہ محفلوں و پروگراموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا سعودی قومی ترانے و نغمے جو فُل میوزک کے ساتھ بجتے ہیں ان پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ اسی طرح اس سعودی جشن میں تمام مروجہ خلاف شرع کاموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا ان سب کاموں کو دنیاوی کام کہہ کر حرام و بدعت سے خارج کیا جا سکتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر دینی و دنیاوی تقسیم کر کے اپنے لیے جواز کی راہ نکالنا سراسر باطل و مردود ہے۔

رابعاً......: پھر سعودی نیشنل ڈے کے جواز پر دنیاوی تقسیم کرنا اس لئے بھی باطل ہے کیونکہ ''<u>مسلمان کی تو دنیا بھی دین ہے۔</u> بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ <u>بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے</u> جیسا کہ صحابی رسول حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''احتسب نومتی کما احتسب قومتی''

یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہو کر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۲۔ (الکلام المفید فی اثبات التقلید :ص ۸۳)

لہٰذا جب مسلمان کا ہر کام، ہر پہلو، ہر شعبہ دین ہے تو پھر سعودی جشن پر دنیاوی تاویل بالکل باطل و مردو ہے۔

خامساً......: پھر سعودی نیشنل ڈے کو جائز قرار دینے کے لئے مذکورہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ بعض سعودی علماء نے اسی نیشنل ڈے کو بدعت بھی قرار دیا۔ تو اگر یہ محض رسم و

دنیاوی کام ہی ہوتا اور بدعت کا اطلاق اس پر نہ ہوتا تو ان بعض سعودی علماء نے اسے بدعت کیوں کہا؟ لہٰذا مذکورہ بالا تاویل کر کے سعودی نیشنل ڈے کو بدعت نہ کہنے والے مولوی صاحبان کے لئے ایک شعر عرض ہے کہ

؎ نہ ہوئے علم سے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ وشملہ لگے کہلانے مولانا

سعودی مفتی کا فتویٰ نیشنل ڈے بدعت وحرام

ہاں سعودی عرب کے بعض علماء نے ''سعودی نیشنل ڈے'' کو بدعت وحرام اور مجوسیوں کا طریقہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ نیٹ پر کسی غیر مقلد کا یہ مضمون موجود ہے جس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

''[جن علماء نے اس کے خلاف فتوے دیئے ان میں] شیخ محمد بن ابراہیم سابق مفتی سعودی عرب بھی شامل ہیں۔ ان کے مطبوعہ فتاویٰ میں "عیدالوطنی " کے نام سے ایک رسالہ موجود ہے جس میں انہوں نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی خصوصیات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"ان دو شرعی عیدوں کے علاوہ مسلمانوں کے لیے سال میں **کسی تیسرے دن کو متعین کرنے میں بہت سے شرعی مخالفتیں پائی جاتی ہیں** جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ ایسا کرنے میں شرعی عیدوں کی مخالفت اور ان سے برابری کرنا پایا جاتا ہے۔ ان غیر مشروع عیدوں کو منانے میں اہل کتاب اور **ان کے علاوہ دیگر کفار کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے** جس کا حرام ہونا کتاب وسنت کے قطعی دلائل و براہین کی روشنی میں

معلوم ہے۔وطن کے لیے دن مقرر کرنا فارس (موجودہ ایران) کے ان مجوسیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جنہوں نے اپنے لیے 'نوروز' کا دن مقرر کر رکھا ہے۔پس اس دن کو متعین کرنا، اسے منانا اور اسکی تعظیم کرنا مجوسیوں کے ساتھ خاص مشابہت ہے جو کہ اس کے حرام ہونے پر زیادہ واضح دلیل ہے۔ (فتاویٰ محمد بن ابراہیم: ج3، صفحہ نمبر 107)

اسی طرح سعودی عرب کے دار الافتاء''لجنۃ الدائمۃ'' کے فتاویٰ میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ عبدالرزاق عفیفی کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ:

"وطن کا دن منانا کفار کی مشابہت میں سے ہے" (فتاویٰ لجنۃ الدائمۃ: ج3 صفحہ نمبر 89)

معلوم ہوا کہ بعض سعودی علماء نے اس نیشنل ڈے کو بدعت وحرام قرار دیا ہے، تو ان کے فتوؤں سے سعودی حکومت اور اس نیشنل ڈے کو منانے کی اجازت دینے والے تمام سعودی حکمران اور ان جملہ خرافات و بدعات کے روکنے پر طاقت ہونے کے باوجود خاموش تماشائی بننے والے سعودی علماء بدعتی ٹھہرے۔

سعودی علماء سے سوالات

اگر سعودی علماء کے نزدیک یہ نیشنل ڈے منانا بدعت ہے تو ہم علماء اہلحدیث وسعودی علماء سے اس مسئلہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں کہ:

(۱)...... وہ تمام سعودی حکمران جن کی رضا مندی و اجازت سے سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) منایا جاتا ہے وہ سب حکمران بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

(۲)...... وہ تمام سعودی حکمران جو سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) کے مختلف پروگراموں میں

شریک ہوتے ہیں اوران کی شرکت کی وجہ سے ان پرگراموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ایسے تمام حکمران ناجائز وحرام کام میں معاون ومددگار ٹھہرے کہ نہیں؟ اور جان بوجھ کر خلاف شرع کاموں میں کسی بھی صورت میں سبب بنے والے کے خلاف شرعی احکام جاری ہوں گے کہ نہیں؟

(۳)......اگر یہ نیشنل ڈے (یوم الوطنی) منانا بدعت ضلالہ ،حرام و ناجائز ہے تو پھر اسکو سرکاری سطح پر منانے کی اجازت دینے والے تمام سعودی حکمرانوں کے خلاف سعودی علماء کو احتجاج اور جہاد کر کے روکنا چاہیے کہ نہیں؟

(۴)......سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) حکومتِ سعودیہ کی اجازت سے منایا جاتا ہے اور سرکاری چھٹی بھی ہوتی ہے اور اس دن بے شمار خلاف شرع کام بھی کئے جاتے ہیں تو یہ حکومت سرکاری سطح پر اس ڈے کو منعقد کر کے ،اس دن تعطیل کر کے، بدعات وخرافات کا سبب بن کر ''بدعتی حکومت'' قرار پائی کہ نہیں؟

(۵)اگر کوئی یہ کہے کہ حکومت باقی کام تو اچھے کر رہی ہے لہذا اس ایک کام کی وجہ سے بدعتی نہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا صرف ایک کام بدعت پر مشتمل ہو اور باقی سب دین کے مطابق ہو تو کیا اس ایک کام سے بدعتی ہونا ثابت نہیں ہوتا؟ کیا اس کی بدعت سنت سے بدل جائے گی یا بدعتی ہونے کے لئے کثیر التعداد کاموں پر عمل کرنا ہی ضروری ہوتا ہے؟ جواب صرف قرآن وحدیث سے دیں۔

میرے مسلمان بھائیو!

آخر علماءِ نجد اس بدعت یعنی سعودی جشن کا اُسی طرح عالمی سطح پر رد کیوں نہیں کرتے جس طرح میلاد النبی ﷺ کا کرتے ہیں؟ اس بدعت کے حامیوں کا نام لیکر ان کو بدعتی وگمراہ کیوں نہیں کہتے؟ سرکاری خطبوں میں اس نیشنل ڈے کے جشن کو بدعت ضلالہ کیوں نہیں کہتے اور اس کے حامی سعودی حکمرانوں کے خلاف اعلانِ جہاد کیوں نہیں کرتے؟ کیا اس کی وجہ

صرف یہی نہیں کہ اُن سے ریال ملتے ہیں ان کے ہاتھ ریالوں کی لالچ سے باندھے ہوئے ہیں اوران کی تلواریں ریالوں کے زنگ سے آلودہ ہوچکی ہیں۔

﴿......نوٹ......﴾
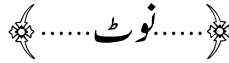
مزارات پر ہرقسم کے خرافات وبدعات کا ہم سنی ہمیشہ رد کرتے رہے ہیں اور آج بھی کررہے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ وہابی حضرات ہم سنیوں پر طعن وتنقید کرتے ہیں تواب اسی اصول کے مطابق سعودیہ جشن پرسعودی واہلحدیث علماء پرطعن وتنقید کی گئی ہے۔لہٰذااب ہم پرالزامی جواب دینے کی بجائے اہلحدیث وسعودی علماء قرآن وسنت کے مطابق جواب دینے کے پابند ہیں،الزامی جواب سے چھٹکارہ نہیں پاسکتے)۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 2

﴿ہرسال ستائیسوی ۲۷/رمضان کی اجتماعی دعا﴾

میرے محترم مسلمان بھائیواور بہنو!

یقیناً آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ سعودی عرب میں **ہرسال رمضان المبارک کی ستائیسوی (27) شب مکہ مکرمہ** میں باجماعت تراویح کے ختمِ قرآن کے بعد **اجتماعی دعا کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے**،جس میں مختلف شہروں بلکہ ملکوں سے لوگ آتے ہیں اوراس شب کوحرم شریف میں حد سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے، جوکہ محض ختم قرآن و **خصوصی دعا کے لئے ہوتا ہے**،سعودی امام صاحب اپنے مخصوص انداز میں روروکرخوب لمبی دعا کرتے ہیں۔یوٹیوب پرسعودی امام صاحب کی ۲۷رمضان المبارک کی اجتماعی دعا کی بےشمارویڈیوز موجود ہیں،اورسعودیہ عرب میں جانے والے حضرات اس مروجہ عمل سے بخوبی واقف بھی ہیں۔

اسی طرح علماءدیوبند سے سوال ہوا کہ ”رمضان المبارک میں ختم قرآن کے بعداجتماعی

یا انفرادی طور پر دعا کرنا کیسا ہے؟'' تو علماء دیوبند نے جواب دیا کہ

''ختم قرآن کے **بعد اجتماعی اور انفرادی دعا کرنا مستحسن عمل ہے** اور رمضان المبارک چونکہ نزول رحمت کا مہینہ ہے جبکہ ختم قرآن کا موقع بھی نزول رحمت و برکت کا ہے لہٰذا اس موقع پر بلا نیت التزام **اجتماعی یا انفرادی دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن عمل ہے**''

(نجم الفتاویٰ: جلد اص ۱۷۹: سوال ۱۹۰)

میرے مسلمانو بھائیو، بہنو! دیکھئے ۲۷ رمضان المبارک کی شب کو اس مروجہ اجتماعی دعا کو علماء دیوبند جائز و مستحسن قرار دے رہے ہیں اور علماء نجد سعودیہ کا بھی اس پر کھلے عام عمل ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ دعا کوئی دنیا عمل نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں دعا کو عبادت کہا گیا ہے۔

''**الدعاء هو العبادة**'' (رواہ احمد والترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وغیرہ)

لہٰذا یہ عمل یعنی مروجہ اجتماعی دعا ''عبادت'' میں داخل ہے اور کسی بھی عبادت کے لئے علماء اہلحدیث وہابیہ سعودیہ کے مطابق ثبوت (دلیل خاص) ہونا لازم ہے ورنہ وہ بدعت ضلالہ ٹھہرے گا۔

جیسا کہ تلاوت کے بعد ''**صدق الله العظيم**'' کہنے کے بارے میں سعودی علماء کا فتویٰ ہے کہ ''**صدق الله العظيم**'' کہنا اللہ کی ثناء اور اس کی عبادت ہے اور جب یہ عبادت ہے تو پھر یہ جائز نہیں کہ ہم شرعی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کریں''

(فتاوی اسلامیہ جلد چہارم، باب احکام قرآن اور اس کے آداب: ص ۲۹)

پس اب ہم تمام علماء نجد سعودیہ، غیر مقلدین اہلحدیث اور علماء دیوبند سے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث، سعودی، دیو بندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞……نبی پاک ﷺ کی کوئی ایک حدیث صریح پیش کر دیں جس میں اس مروجہ طریقۂ دعا کا ثبوت موجود ہو۔

۞……کیا نبی پاک ﷺ نے ہر سال باقاعدہ رمضان المبارک کی ستائیسوی (27) شب کو اجتماعی طور پر مروجہ انداز میں خصوصی دعا فرمائی تھی؟

۞……کیا خلفاء راشدین یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی ستائیسوی (27) شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد، مروجہ انداز میں خصوصی دعا فرمائی تھی؟

۞……کیا تابعین یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی ستائیسوی (27) شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد مروجہ انداز میں خصوصی دعا فرمائی تھی؟

اب تمام علماء اہلحدیث وہابی ونجدی سعودی اور دیو بندی حضرات ان سوالوں کے جوابات اپنے اصول وقواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیں لیکن جواب میں قیاس یا کسی بزرگ کا قول نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ کا صریح فرمان، یا صحابہ، تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا مروجہ عمل پر صحیح صریح فرمان (دلیل خاص ہو) پیش کریں؟

خود وہابی مکتبۂ فکر کے مطابق یہ مروجہ عمل بدعت ہے

ستائیسوی (27) شب رمضان کو دعا کا یہ عمل ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے اور ایسا نیا عمل جو ثواب سمجھ کر کیا جائے اس کے بارے میں علماء اہلحدیث کے امام ثناء اللہ امرتسری صاحب کا فتویٰ یہ ہے کہ:

''بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کو شریعت نے **کار ثواب نہ کہا ہو اور عامل اس پر ثواب کی نیت کرے**'' (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ٦۵۴، باب سوم روزہ اور اس کے متعلقات)

اسی طرح سعودی اور اہل اہلحدیث علماء کے محدث علامہ ناصر الدین البانی صاحب کا فتویٰ ہے کہ

''کوئی بھی دعا یا عمل کہ جس کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہ ہو تو اس پر عمل کرنا بدعت ہے'' (فتاویٰ البانیہ ج1 /ص281)

وہابی علامہ ناصر الدین البانی صاحب ہی نے باقی دنوں کو چھوڑ کر مخصوص ایام میں کسی کام کو کرنے کو اللہ عزوجل کے مقابلے میں شریعت سازی قرار دیا ہے چنانچہ سوال و جواب دونوں ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ مخصوص دنوں کے ساتھ اذکار بھی مخصوص کرے؟

جواب......: یہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کیونکہ اس میں گویا کہ وہ شریعت سازی کر رہا ہے اور شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے'' (فتاویٰ البانیہ ج1 /ص255)

تو دیکھئے کسی خاص عمل کو کسی دن کے ساتھ مخصوص کرنا شریعت سازی قرار دیا گیا تو اب 27 رمضان المبارک کی شب کو مخصوص کر کے یہ عبادت (دعا) کرنا انہی کے اصول کے مطابق شریعت سازی ہے۔

اسی طرح خود سعودی مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز صاحب کہتے ہیں کہ

''یہ بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا'' من

عمل عملا لیس علیه امرنا فھورد ''جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا عمل نہیں وہ مردو ہے'' (فتاوی جزاول: ص۸۱، دارالسلام)

غیر مقلدین اہلحدیث، سعودی اور دیوبندی علماء جو بدعت کی تعریف اور اصول بیان کرتے ہیں ان کے مطابق خود ان کا 27 رمضان المبارک کی شب کو مروجہ انداز میں اجتماعی دعا کروانا اور کرنا بدعت ہے کیونکہ یہ عمل نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں اور سعودی عرب کی تفسیر احسن البیان میں یہ لکھا ہے کہ

''پس نبی ﷺ کے منہاج ،طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے۔اس لئے کہ جو اقوال و اعمال اس کے مطابق ہوں گے ، وہی بارگاہ الہیٰ میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے ،آپ ﷺ کا فرمان ہے **من عمل عملاً لیس علیه امرنا فھوردٌ**''

(پارہ۱۸: النور آیت۶۳ ص۹۹۲)

اسی طرح سعودیہ عرب ''مکتب دعوۃ وتوعیۃ'' کے تحت شائع ہونے والی کتاب ''بدعت اور امت پر اس کے بُرے اثرات'' میں علی بن محمد ناصر صاحب یہ لکھتے ہیں کہ

''اب اس واضح اور روشن دلیل و حجت کے بعد اگر کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہمارے لئے دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرے جو نہ اللہ کی کتاب میں موجود ہو اور نہ سنت رسول میں اور نہ خلفاء راشدین کے طریقہ میں، چاہے یہ نئی ایجاد کردہ چیز اعتقاد سے متعلق ہو یا عمل یا قول یا منہج سے متعلق ،تو گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ دین ناقص ہے مکمل نہیں ہوا'' (بدعت اور امت پر اس کے بُرے اثرات: ص۱۵)

تو علماء وہابیہ نجدیہ کی ان تعریفوں کے مطابق خود مکہ مکرمہ میں جو امام ہر سال رمضان المبارک کی ستائیس (27) شب کو مروجہ اجتماعی دعا کرواتے ہیں وہ نہ ہی نبی پاک ﷺ سے

ثابت ہے نہ صحابہ کرام علہیم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین علہیم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے لہذا خود اصول علماء وہابیہ نجدیہ کے مطابق یہ عمل بدعت ہوا اور حرم کے امام صاحب تک بدعتی ٹھہرے۔

یاد رہے کہ عمومی دلائل آپ تمام علماء وہابیہ نجدیہ اہلحدیثیہ دیابنہ کے نزدیک حجت نہیں ہوتے لہذا عمومی دلائل آپ پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ان شاءاللہ عزوجل! قیامت تک اس مروجہ عمل پر کوئی ایک آیت یا حدیث اصول وہابیہ کے مطابق نہیں ملے گی تو اب آخر حل یہی ہے کہ اپنے وہابی اصولوں کے مطابق امام کعبہ [بقول وہابیہ] کے اس مروجہ عمل کو بدعت ضلالہ اور عاملین کو بدعتی و گمراہ قرار دیں یا پھر بدعت حسنہ کو تسلیم کر کے ان کو بدعتی و جہنمی ہونے سے بچائیں۔

علماء دیوبند کے مطابق امام حرم بدعتی و جہنمی

علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب نے لکھا ہے کہ

''فتاویٰ کبریٰ، درمختار، فتاویٰ عجیب، فتاویٰ ابراہیم شاہی اور کنزالعباد شرح اوراد میں ہے کہ (ترجمہ) **رمضان میں ختم قرآن کے وقت دعا کرنا اور اسی طرح ختم قرآن کے وقت مل کر دعا کرنا مکروہ ہے،** اس لئے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ سے ایسا منقول نہیں ۔بحوالہ الجنۃ ص ۱۴۲۔ دیکھا آپ نے کہ حضرات فقہاء کرامؒ نے آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے عدمِ فعل کو ایک مستقل قاعدہ اور ضابطہ سمجھ کر متعدد مقامات میں اس سے استدلال کیا ہے......(پھر آگے ص ۹۷ پر لکھتے ہیں کہ) ''علامہ ابراہیم حلبی الحنفیؒ نے صلوۃ غائب (جو رجب میں پڑھی جاتی ہے) وغیرہ کے بدعت اور مکروہ ہونے کی یہ

دلیل پیش کی ہے (ترجمہ) کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور بعد کے آئمہ مجتہدین سے یہ منقول نہیں ہے۔کبیری ص ۴۳۳۔(پھر لکھا) مشہور حنفی امام احمد بن محمد جو احد الفقہاء الکبار تھے ایک مسئلہ کی تحقیق میں یوں ارقام فرماتے ہیں (ترجمہ) یہ بدعت ہے حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے منقول نہیں ہے۔الواقعات (پھر ان حوالوں کے بعد سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ)''اور دلیل (بدعت و مکروہ ہونے کی) صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے منقول نہیں ہے اگر چہ ان پر صریح نہی بھی موجود نہیں ہے'' (دیکھئے راہ سنت:ص ۹۵ تا ۹۸)

قارئین کرام! دیکھئے ان سب حوالوں میں دیوبندی امام سرفراز صفدر صاحب نے اسی اصول پر زور دیا کہ جو عمل نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہ ہو تو وہ بدعت کہلاتا ہے۔تو اب علماء دیوبند کے اسی اصول سے امام کعبہ [بقول وہابیہ] بھی بدعتی ٹھہرے کیونکہ وہ ایک ایسا عمل کررہے ہیں جو نبی پاک ﷺ اور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہیں۔سرفراز صفدر صاحب نے یہ اصول لکھ کر آخر میں ایک شعر لکھا کہ

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

تو جناب علماء دیوبند! اگر حق وہی ہے جو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت میں لکھا تو اب ذرا امام کعبہ [بقول وہابیہ] کے عمل پر بھی فتویٰ لگا کر بھی حق بیانی کا ثبوت دیں۔

علماء دیوبند کے نجم الفتاویٰ کے مطابق امام کعبہ [بقول وہابیہ] بدعتی وجہنمی

اسی طرح دیوبندیوں کے مفتی صاحب سے جب سنتوں کے بعد دعا کے بارے میں سوال ہوا تو کہتے ہیں کہ

''آجکل یہی معاملہ دعا جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ کیا جارہا ہے ،شریعت نے اس عبادت کو کسی خاص کیفیت وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ عام رکھا ہے تاکہ ہر ایک کسی وقت بھی اپنے رب سے مناجات کرنا چاہے تو کسی بھی وقت کرلے،لیکن آج کل اس عبادت کو خاص عمل (سنتوں کے بعد) کے ساتھ لازم کیا جارہا ہے،اور جو ایسے نہ کرے اس پر نکیر بھی کی جاتی ہے،ظاہر ہے شریعت مطہرہ میں اس کا ثبوت بھی نہیں ہے اس وجہ سے علامہ عثمانی (دیوبندی) اس کو بدعت قرار دیتے ہیں''(نجم الفتاوی: ج ا ص ۱۸۵،سوال ۱۹۱)

تو اب اس اصول سے بھی امام کعبہ [بقول وہابیہ] کی مروجہ اجتماعی دعا بدعت ٹھہرے گی کیونکہ شریعت نے اس عبادت (دعا) کو خاص کیفیت کے ساتھ خاص نہیں کیا جبکہ مذکورہ عمل میں انہی کے اصول کے مطابق تخصیص والتزام پایا جاتا ہے۔

نوٹ: جب علماء وہابیہ کے اصول سے امام کعبہ [بقول وہابیہ] بدعتی ٹھہرے تو ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ کیا کسی بدعتی کو امام بنایا جاسکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ اس بارے میں بھی مخالفین حضرات کچھ کلمات ارشاد فرمادیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 3

......علماء وہابیہ کے جدید درود شریف ......

علماء اہلحدیث اورسعودی علماء ہر نئے اچھے کام کو بدعت ضلالہ کہہ دیتے ہیں ،دردد شریف کے سلسلے میں بھی ان کے فتوے مشہور ومعروف ہیں مثلاً صلوۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں ،دلائل الخیرات کے دردو وسلام کو بدعت بلکہ شرک تک قرار دیتے ہیں۔تو اب انہی علماء کے اصول وقواعد سے ہم ان کی کتابوں سے چند دردو شریف پیش کرتے ہیں جن کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی احادیث ،صحابہ ،تابعین ،تابع تابعین علہیم الرضوان اجمعین میں ہرگز ہرگز نہیں ملتا لیکن اس کے باوجود یہ علماء وہابیہ نجدیہ ان کو لکھتے ، پڑھتے ہیں۔چند حوالے علماء وہابیہ کی کتب سے ملاحظہ کیجیے۔

۞......محمد بن عبدالوہاب نجدی صاحب کا دردو:**صلی الله علی سیدنا محمد و آله و صحبه اجمعین** (کتاب التوحید ص ۲۳۰)

۞......غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے امام ابن تیمیہ کا خودساختہ دردو:**وصلاة و سلامه علی محمد خاتم النبین و آله و صحبه اجمعین** (فتوی الحمویۃ الکبری ص ٦٩)

۞......غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے ابن قیم صاحب کا خودساختہ درود:**صلی الله علیه وسلم سیدنا و مولانا محمد و آله و صحبه و سلم** (المنار المنیف :ص ۱۵۵)

۞......عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز مفتی اعظم سعودی کا خود ساختہ درود:**صلی الله علی نبینا محمد و آله و صحبه**"(عقیدہ اہل

السنۃ والجماعۃ: ص ۹)

۞ ...... غیر مقلدین اہلحدیث کے مشہور مولوی احسان الٰہی ظہیر صاحب کا خودساختہ درود: **الصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ** (مرزائیت اور اسلام: ص۱۲)۔ (بحوالہ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی: ۲۴۲)

مزید علماء اہلحدیث وسعودی علماء کے خودساختہ درود دیکھنے ہوں تو ''میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی: ۲۴۳'' کا مطالعہ کیجیے۔ میرے مسلمان بھائیوں اور بہنو!

یادرہے کہ درودشریف پڑھنا اللہ عزوجل کی عبادت، کارثواب اور خالصاً دینی کام ہے۔ تو اب تمام علماء وہابیہ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنے ان اکابرین کے مذکورہ بالا درود کا ثبوت اپنے اصول وقواعد کے مطابق پیش کریں یا پھر اپنے اصولِ بدعت کے مطابق انہیں بھی بدعتی درود اور پڑھنے، لکھنے والوں کو بدعتی وجہنمی قرار دیں۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا مذکورہ درود نبی پاک ﷺ کی احادیث سے ثابت ہیں؟

۞ ...... کیا مذکورہ درود کا پڑھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟

۞ ...... کیا مذکورہ درود کا پڑھنا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟

۞ ...... مذکورہ درودشریف کو کتابوں میں لکھنا کارثواب ہے کہ نہیں؟ اور مسنون درودشریف پر جو اجروثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں ان کے پڑھنے سے وہی اجروثواب حاصل ہوگا کہ نہیں؟

۞ ...... جب بے شمار درودشریف احادیث میں موجود ہیں تو پھر ان کو چھوڑ کر (بزبان

وہابیہ) ایسے خود ساختہ درردو اپنی کتابوں میں کیوں لکھے؟ کیا یہ دین سازی اور دین کو ناقص قرار دینا نہیں ہے؟

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 4

......درود شریف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' بھی بدعتی درردو؟......

تمام مکاتب فکر کے علماء کی کتب بلکہ کتب احادیث میں بھی یہ درردو شریف (ﷺ) لکھا ہوا ملتا ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی بلکہ کوئی بھی حدیث کی کتاب اٹھا کر آپ خود بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ان تمام کتب احادیث میں یہی درردو شریف لکھا ہوا ملتا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق تو یہ درود یعنی ''**صلی اللہ علیہ وسلم**'' بھی علماء وہابیہ کے اصول وقواعد کے مطابق کسی حدیث سے ثابت نہیں، اور نہ ہی کسی جگہ نبی پاک ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ درردود پڑھنے کا حکم دیا اور نہ ہی فعل خلفاء راشیدین اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے اس درردو شریف کا پڑھنا ثابت ہے۔ تو اب یہ بھی علماء وہابیہ کے اصولوں کے مطابق بدعت ٹھہرا، پھر تمام کتب احادیث میں صرف انہی الفاظ کی تخصیص اور اسی کا التزام بھی معترضعین حضرات کے اصول سے بدعت و ناجائز ٹھہرا۔ علماء وہابیہ اپنے اصول وقواعد کے مطابق بتائیں کہ

☆......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں اس درردو (یعنی صلی اللہ علیہ وسلم) کا ثبوت موجود ہے؟

☆......کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے اس درردو (یعنی صلی اللہ علیہ وسلم) کا پڑھنا یا پڑھانا ثابت ہے؟

☆......کیا نبی پاک ﷺ نے کسی حدیث میں یہ حکم دیا کہ جب احادیث یا دینی کتب لکھو تو اس میں باقی سب مختصر درود کو چھوڑ کر صرف یہی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ہی لکھنا؟

☆......کتب احادیث وغیرہ میں صرف اسی درود شریف کی تخصیص والتزام کا ثبوت کس دلیل شرعی سے ثابت ہے؟ اپنے اصول وقواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں۔

نوٹ : درود ابراہیمی ہمارے سروں کا تاج ہے کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں لیکن محض متشدد حضرات ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے رد وانکار پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ درود شریف صرف ''درود ابراہیمی'' ہی ہے ،صرف یہی پڑھنا چاہئے۔تو ایسے تمام حضرات کی خدمت میں اولاً تو یہ عرض ہے کہ صلوۃ وسلام کے مذکورہ الفاظ کا ثبوت معتبر کتب سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کی زبانی ثابت ہے۔باقی یہ دعویٰ کہ صرف درود ابراہیمی ہی درود ہے یا صرف یہی پڑھنا چاہیے تو یہ دعویٰ بھی باطل وسراسر جہالت ہے ورنہ دیکھئے کہ تمام کتب احادیث میں جہاں بھی درود شریف لکھا ہے وہاں درود ابراہیمی نہیں بلکہ ''صلی اللہ علیہ وسلم''(صلی اللہ علیہ وسلم)ہی لکھا ہے تو اگر مخالفین کے مطابق درود صرف ''درود ابراہیمی'' ہی ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر خود اکابرین وہابیہ تک سب بدعتی قرار پائیں گے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 5

......عمامہ کے بجائے سعودی شماغ وعقال......

میرے مسلمان بھائیو بہنو!

یقیناً آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ نبی پاک ﷺ کی سنت عمامہ یا ٹوپی ہے لیکن سعودی عرب کے علماء اور عوام الناس اپنے سروں پر عمامے یا ٹوپی کی بجائے ''شماغ وعقال'' پہنے ہوتے ہیں۔[شماغ : سعودی باشندں کے سروں کی مردانہ چادر/ رومال کو کہتے ہیں اور'' عقال'' کالے رنگ کا گول ہیڈ بینڈ[HeadBand] جو شماغ کے اوپر رکھتے ہیں]۔شماغ وعقال کو اس مکتب فکر نے اس قدر لازم وضروری سمجھ رکھا ہے کہ کبھی بھی اس کے بغیر ان کے علماء و

اکابرین نظر نہیں آتے۔ بلکہ ہم نے آج تک خادمِ کعبہ وخادم مدینہ (بقول وہابیہ: امام کعبہ و امام مدینہ) کو حالت نماز میں عمامہ یا ٹوپی پہنے نہیں دیکھا۔ثبوت کے لئے حرمین کی نماز کا لائیو کاسٹ ٹیلی ویژن پر دیکھا جا سکتا ہے۔چلیں عمامہ وٹوپی سنتِ مستحبہ ہی سہی لیکن یہ نبی پاک ﷺ کی سنت تو ہے لہٰذا کبھی کبھی تو اس پر عمل کر لیتے! لیکن عجیب فہم پایا ہے کہ عمامہ وٹوپی کو تو مستحب کہہ کر ترک کر دیا جاتا ہے لیکن شماغ وعقال کی سعودی رسم پر التزام و دوام ایسا کہ کبھی اس کو اتارنے کی جسارت تک نہیں کرتے۔اب علماء وہابیہ خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کا یہ عمل ''سنت رسول ﷺ وسنت صحابہ'' کے مقابل تو نہیں؟ اور سنت کو ترک کر کے ایک بدعت کو رواج دینے والا تو نہیں؟

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں   یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں مروجہ شماغ وعقال پہننے کا ذکر موجود ہے؟
- ......کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ و سائز کا تھا؟ مکمل تفصیل بتائیں۔
- ......کیا صحابہ [کرام علیھم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز وغیرہ کا تھا؟ تفصیل کو دلیل کے ساتھ پیش کریں؟
- ......کیا تابعین [علیھم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا؟
- ......کیا تبع تابعین [علیھم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو دلیل پیش کریں؟

......''سنت رسول ﷺ عمامہ وٹوپی ہے'' شماغ وعقال نہیں......

میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ کی مبارک سنت عمامہ اور ٹوپی ہے ،خود غیر مقلدین اہلحدیث وسعودی حضرات کے شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم جوزی نے عمامہ شریف کے بارے میں لکھا کہ

''آپ ﷺ کے عمامے کا نام ''سھاب'' تھا حضرت علیؓ نے بھی اسے باندھا'' (پھر کہتے ہیں کہ) **''نیز جب آپ ﷺ عمامے باندھتے تو اس کے پلو دونوں کاندھوں پر ڈال دیتے جیسا کہ صحیح مسلم میں روایت ہے ......نیز مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ زیب سر کیا تھا''**

(زادالمعاد: حصہ اول، نبی ﷺ کا لباس ص ۱۵۱)

اسی طرح صحیح مسلم شریف میں حدیث موجود ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام 1358)

اسی طرح مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔(مشکوۃ باب اللباس)

اسی طرح غیر مقلدین اہلحدیث کے مایہ ناز عالم ومحقق ابوالحسن مبشر احمد ربانی کی ترتیب کردہ کتاب میں عمامہ شریف پر مختلف احادیث پیش کر کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ:

''مذکورۃ الصدر احادیث سے **معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا سنت نبوی ہے**''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: جلد اول ص 496)

اور اس کتاب پر اہلحدیث کے محقق العصر وشیخ حافظ ابو طاھر زبیر علی زئی کی تقریظ بھی موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ عمامہ یا ٹوپی پہنا سنت ہے۔

﴿......عمامہ شریف پر ایک تاویل کا ازالہ......﴾

تاویل 1......: ممکن ہے کوئی یہ کہہ دے کہ یہ عمامہ کی سنت ضروری نہیں مستحب عمل ہے۔

﴿......ازالہ......﴾

تو اس کے جواب میں غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی نے لکھا ہے کہ

> ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ'' [اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ] سے ثابت ہوتا ہے کہ **رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل ہمارے لئے دستور العمل ہے** تاوقتیکہ اور دلیل سے اس کا نسخ یا تخصیص وغیرہ ثابت نہ ہو اسی پر عمل چاہیے **کوئی ضرورت نہیں کہ تلاش کریں کہ یہ عمل کیسا ہے واجب ہے یا مستحب ہے**۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول: باب اول عقائد ومہمات دین: ص ۳۴۶)

لہٰذا جب یہ عمل (عمامہ شریف) پہننا نبی پاک ﷺ سے ثابت ہو گیا تو اب بغیر کسی تاویل کے علماء اہلحدیث وسعودی علماء کو اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔ ویسے بھی یہ اصطلاحات (مستحب، موکدہ، غیر موکدہ) بھی بعد کی ایجاد ہیں جو کہ اصول وہابیہ کے مطابق من گھڑت و بدعت ہیں۔ لہذا بغیر کسی تقسیم کے علماء وہابیہ کو عمامہ شریف کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن آج تقریباً تمام اہلحدیث وسعودی علماء نبی کریم ﷺ کی اس سنت سے محروم ہیں، نہ صرف محروم بلکہ اس کے مقابلے میں سعودی شماغ وعقال کی بدعت کو ایجاد کر رکھا ہے بلکہ اپنے عمل سے اسی بدعت کو رواج دے رہے ہیں۔

تاویل 2.......:ایک جاہل نجدی نے یہ تاویل کی ہے کہ نبی ﷺ کا ہر عمل سنت نہیں لہذا اگر کوئی سر پر عمامہ یا ٹوپی کی بجائے شماغ وعقال پہن لیتا ہے تو کچھ حرج نہیں۔

﴿......ازالہ......﴾

اولاً تو ہم ایسے جاہل کو وہی جواب دیتے ہیں جو کہ فتاویٰ ثنائیہ میں خود اہلحدیث امام نے دیا جیسا کہ اوپر حوالہ گزر چکا کہ **رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل ہمارے لئے دستور العمل ہے** تاوقتیکہ اور دلیل سے اس کا نسخ یا تخصیص وغیرہ ثابت نہ ہو اسی پر عمل چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک عمل [عمامہ وٹوپی] رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے اور کثیر تعداد میں احادیث اس پر موجود ہیں تو اب ان سب احادیث کو ترک کر کے اس سنت کے مقابلے میں محض نجدیوں کی رسم کو کس دلیل شرعی سے اختیار کیا جا رہا ہے؟

حیرت ہے کہ دوسروں سے تو ہر چھوٹے بڑے عمل پر قرآن و حدیث سے ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے لیکن خود احادیث وسنت کو ترک کر کے شماغ وعقال سروں پر باندھ لیں۔ اور کوئی ثبوت بھی پیش نہ کریں۔ نجدیوں کی اس تاویل کا صاف اور وسیدھا مطلب یہی ہے کہ ان کی یہ رسم نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے نہ ہی خلفاء راشدین، نہ ہی تابعین و تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے۔

پھر سوال یہ ہے کہ ایک طرف وہ عمل (عمامہ یا ٹوپی) ہے جو نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے لیکن دوسری طرف نجدیوں کا لال رومال ہے جس کا ثبوت ہی کسی حدیث میں نہیں تو اب عمامے یا ٹوپی کو چھوڑ کر لال رومال کی نجدی سنت کو اختیار کرنا ،اصول وہابیہ کے مطابق بدعت نہیں تو پھر کیا ہے؟ عجیب تاویل ہے کہ غیر سنت کو اختیار کرنے کے لئے ایک سنت کو ترک کرنے پر تاویلات پیش کی جا رہی ہیں، یہ ہے دین کے ٹھیکدار

نجدی علماء کی دینداری۔ معاذ اللہ عزوجل!

اسی طرح ایک نجدی جب لاجواب ہوگیا تو اس نے کہا کہ اس نے شماغ وعقال کے نیچے جالی کی کپڑے والی ٹوپی پہن رکھی ہے۔ تو ایسے ڈیڑھ ہوشیار نجدی سے عرض ہے کہ جناب اولاً تو آپ کے اصول سے یہ جالی کی کپڑے والے ٹوپی ہی نبی پاک ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں تو پھر یہ خاص ٹوپی سنت کیسے ہوئی؟

دوسری بات یہ ہے کہ سنت میں کمی وبیشی کرنا کیا بدعت وناجائز نہیں؟ اگر نہیں تو فتویٰ دو اور اگر ہے تو جناب تمہارے مطابق تو سنت یہ جالی والی ٹوپی ہے تو پھر اس کے اوپر یہ شماغ و عقال کہاں سے آگیا؟ یہ طریقہ تو ہرگز ثابت نہیں۔ عقل کے اندھے کو دیکھو کہ جس عمل (جالی والی ٹوپی) کو نجدی سنت بتا رہا ہے اس سنت کو نجدی سنت (یعنی شماغ وعقال) کے نیچے چھپا رکھا ہے۔ گویا بذبان وہابیہ شماغ وعقال کو زیادہ اہمیت دی جارہی ہے۔ تو اب خود ہی اندازہ لگا لیں کہ یہ نجدی حضرات سنت نبوی ﷺ کے مخالف ہیں کہ حامی؟

بہرحال سب باتوں کو قطع نظر ہم نجدیوں سے صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ شماغ و عقال پہننے کا ثبوت نبی پاک ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے پیش کریں۔ ورنہ تسلیم کریں کہ نجدیوں کی اس سنت کا کہیں بھی ثبوت نہیں یعنی اصول وہابیہ کے مطابق یہ بدعت ہے۔

سنت کے مقابلے سعودی رسم اور اسماعیل دہلوی

نبی پاک ﷺ اور صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین وسلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سنت عمامہ یا ٹوپی ہے۔ لیکن ہر ہر بات پر سنت رسول پر عامل ہونے کے دعویدار سعودی واہلحدیث مکاتب فکر اس سنت سے محروم نظر آتے ہیں بلکہ اس کے مقابلے میں اپنی من گھڑت رسم ''**شماغ وعقال**'' پر عمل پیرا ہیں۔ حالانکہ اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی کی رسم کو ماننے کو اسماعیل دہلوی نے شرک قرار دیا ہے۔ چنانچہ تمام وہابی مکاتب فکر

(سعودی، اہلحدیث، دیوبندی وغیرہ) کے امام شاہ اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ **کسی کی راہ ورسم کا ماننا** اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی **انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے** سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث وقطب کے مولوی ومشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ و وزیر کے یا پنڈت کی بات کو اور **ان کی راہ ورسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے** اور آیت وحدیث کے مقابلے میں اپنے پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی **سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے**''

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۴۳، ۴۴)

لہٰذا سنت (عمامہ وٹوپی) کے مقابلے میں سعودیوں کی اس رسم (شماغ وعقال) پر عمل کرنا اسماعیل دہلوی کے مطابق سخت ترین عمل ہے بلکہ ایک شرکیہ رسم ہے۔

......کیا شماغ وعقال سنت کو مٹانے والا عمل نہیں؟......

مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ

''ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خير من احداث بدعة '' کوئی قوم **بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اسی کے مثل سنت اٹھالی جاتی ہے**۔ لہٰذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے'' (مشکوۃ باب الاعتصام تیسری فصل)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں ''**و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة** ''اور شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے، لہذا (ایسی بدعت جو سنت کے مقابل ہو) وہ مذموم ہوگی'' (فتح الباری ص ۲۱۹ ج ۴)

غیر مقلد اہلحدیث وحید الزمان اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے مطابق بدعت شرعی ''جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے'' (ھدیۃ المھدی ۱۱۷)

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ بدعت وہ عمل ہوتا ہے جو کسی سنت [یا دین کے کسی حکم] کے خلاف ہو یا اس کو مٹانے کا سبب ہو۔ اور ہم پہلے عمامہ شریف وٹوپی پر احادیث بھی پیش کر چکے جس سے یہ ثابت ہوا کہ عمامہ وٹوپی پہننا سنت ہے۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے سوال کرتے ہیں کہ کیا شماغ وعقال پہننے کی جو سعودی رسم ہے اس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، تبع تابعین علیھم الرضوان اجمعین سلف صالحین رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کی سنت [عمامہ وٹوپی] ترک نہیں ہو رہی؟ اور ایک سنت کے مقابلے میں ایک رسم پر عمل نہیں کیا جا رہا؟ کیا یہ سنت کو ختم کرنا اور رسم شماغ وعقال پر عمل کرنا خالص بدعت نہیں ہے؟

واللہ! اگر یہ رسم کسی سنی بزرگ یا مشائخ وصوفیاء کی جاری کردہ ہوتی تو اب تک ہزاروں کی تعداد میں سعودی علماء اس پر بدعت، ناجائز وحرام کے فتوے لگا چکے ہوتے لیکن چونکہ یہ ان کے سعودی بادشادہوں کا طریقہ ہے اور کسی صورت یہ حضرات سعودی بادشاہوں کی مخالفت نہیں کر سکتے اس لئے آج تک کسی نے منہ نہیں کھولا! یہ سب ریال کا فیضان ہے۔

سوچا بھی ہے کہ آپ ہیں کس سمت گامزن

اے تاجران دین ھدیٰ، عقل وہوش ہے؟

یاد رہے کہ شماغ وعقال پہننے پر جواب اپنے وہابی اصول بدعت کے مطابق ہی دیجیے گا ۔اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے اس اصول کو بھی یاد رکھیے گا کہ

''اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جوانہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ **اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اسی کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے''** (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۱۷)

لہٰذا سنت (عمامہ وٹوپی) کو ترک کر کے سعودی رسم ''شماغ وعقال'' کو اپنانے پر اگر کوئی گفتگو کرے تو **مولویوں کی باتوں کے بجائے اللہ ورسول کے کلام سے سند پکڑیں اور ان کی عقلوں کو کچھ دخل نہ دیں۔**

ایک نجدی شیخ جب پھنس گیا تو کہنے لگا کہ ہم اس شماغ وعقال کو دین نہیں سمجھتے ۔تو عرض ہے کہ یہی تو ہم بھی تم سے کہہ رہے ہیں کہ یہ شماغ وعقال دین سے نہیں ہے، اسی لئے شماغ و عقال نبی پاک ﷺ کا عمل نہیں، سیرت النبی ﷺ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور خود سعودی مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز صاحب کہتے ہیں کہ

''آپ ﷺ نے فرمایا'' **من عمل عملا لیس علیه امرنا فهورد** ''
جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہو مردو ہے'' (فتاوی جز اول: ص ۸۱، دارالسلام)

جناب جب یہ دین نہیں نہ ہی دین میں اس کا کوئی ثبوت ہے تو تم نجدی ایسا کام کر رہے ہو جو نبی پاک ﷺ نے نہیں کیا لہذا تمہارے اصول سے یہ ایک مردو عمل ہے۔ پھر خواہ تم اس کو دین نہ بھی سمجھو تو تمہارے اصول وقواعد کے مطابق ایک سنت کو ترک کر کے نجدی رسم اختیار کی گئی ہے، سنت کو ترک کر کے ایسا نیا کام اختیار کرنا ہی تو بدعت ہے لہذا نجدیوں کی سب تاویلات باطل ہیں۔ باقی سب باتوں کو چھوڑ کر نجدی صرف ایک حوالہ پیش کر دیں جس

میں شماغ و عقال پہننے کا ثبوت ہو لیکن ان شاء اللہ! قیامت تک نجدی حضرات اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 6

...... ہر سال غسل کعبہ کی رسم بدعت؟ ......

سعودی حکومت ہر سال "غسل خانہ کعبہ" کی رسم ادا کرتی ہے یقیناً اس کا مقصد تعظیم و تکریمِ خانہ کعبہ ہے اور یہ عمل اجر وثواب کا ہے، اس رسم میں بڑے بڑے سعودی علماء و حکمرانوں کے علاوہ دیگر مما لک کے علماء وحکمران بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہزاروں من عرق گلاب اور آب زم زم سے خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے۔ لیکن اصول وقواعد وہابیہ کے مطابق یہ بھی بدعت ہے کیونکہ سوائے فتح مکہ کے کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے ہر سال باقاعدگی سے اس مروجہ انداز میں غسل خانہ کعبہ کی رسم ادا فرمائی ہو یا حکم دیا ہو۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث اور دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیثِ صریح سے ہر سال سعودی مروجہ ہیئت والتزام سے غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ نے ہر سال سعودی مروجہ انداز واہتمام سے "کعبہ کو غسل" دیا تھا؟

۞ ......کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟

۞ ......کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی

میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی ؟

۞ ......کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی ؟

۞ ......کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی ؟

۞ ......کسی صحابی یا تابعی علیہم الرضوان اجمعین سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور ان کی زندگیوں میں غسل کعبہ کی رسمیں کتنی مرتبہ ادا ہوئیں؟

۞ ......غسل خانہ کعبہ کا مقصد تعظیم وتکریم کعبہ اور اجر وثواب کا حصول ہے کہ نہیں؟ اور جو سعودی علماء وحکمران یہ عمل کرتے ہیں وہ اجر وثواب کے مستحق ہیں کہ نہیں؟

۞ ......کیا کسی حدیث میں ''غسل کعبہ'' پر اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی ہے؟ اگر ہے تو غسل کعبہ پر کتنا اجر وثواب بتایا گیا ہے؟

۞ ......نیز غسل کعبہ کا حکم تمام مسلمانوں کو یعنی اس کی تعظیم وتکریم میں تمام مسلمان امیر و غریب، حاکم وعوام سب شامل ہیں؟ اگر سب شامل ہیں تو پھر غسل کعبہ کی ایسی تعظیم وتکریم کو صرف حکمرانوں اور مخصوص افراد کے ساتھ ہی مخصوص کیوں کیا گیا ہے؟ عوام الناس کو ایسی تعظیم وتکریم اور اجر وثواب سے کیوں دور رکھا گیا ہے؟

دیوبندی، اہلحدیث اور سعودی علماء ہم سنیوں سے ہر ہر عمل پر دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں لہذا اپنے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عمل (غسل خانہ کعبہ) پر دلیل خاص پیش کریں جس میں مروجہ انداز، تخصیص والتزام کا ثبوت بھی ہو۔ (نوٹ: یوٹیوب پر کعبہ واش [Kaba Wash] لکھ کر سرچ کیجیے تو ان شاء اللہ بہت ساری ویڈیوز دیکھنے کو ملیں گی جن میں یہ عمل کیا جارہا ہے۔)

......ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل ......: ''فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور تصاویر کو مٹانے کے بعد کعبۃ اللہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔'' **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بغسل الکعبۃ بعد ما کسر الاصنام وطمس التصاویر** ''اسی طرح دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے دن مسلمانوں نے کعبہ کو زمزم سے دھویا اور مشرکین کے اثرات کو مٹا دیا۔ لہذا غسل کعبہ کا عمل ثابت ہوا۔

......ازالہ......

اولاً: تو یہ عمل اس وقت اس لئے ہوا تھا کہ اُس وقت خانہ کعبہ میں بت وتصویریں تھیں، بتوں کو توڑا گیا، اور تصویروں کو مٹایا گیا لہذا اس نجاست سے پاک کرنے کیلئے غسل دیا گیا تھا۔ لیکن اب نہ ہی بت موجود ہیں، نہ ہی اس کے اندر تصویریں ہیں جن کو توڑا اور مٹایا جاتا ہے۔ لہذا وہاں عذر موجود تھا لیکن یہاں اس عذر کی وجہ سے غسل کعبہ نہیں ہوتا بلکہ محض تعظیم و کریم واجر وثواب کی نیت سے ہوتا ہے۔ (نوٹ: وہابی اپنا یہ اصول کیوں بھول گئے ''اب ہر روز کون سی ولادت ہوتی ہے'' جو ہر سال میلاد مناتے ہو، اسی کے تحت یہ جواب الزاماً دیا ہے)

ثانیاً: علماء وہابیہ کے اصول سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں نہ ہی ہر سال غسل کعبہ کا ذکر ہے نہ ہی مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام کا ذکر ہے اور نہ ہی یہاں وہ عذر ہے جو اس وقت تھا، اور نہ ہی علماء وہابیہ کے مطابق یہ دلیل خاص ہے۔ لہذا خود انہی کے اپنے اصول وقواعد سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی۔

ثالثاً: پھر موجودہ دور میں غسلِ کعبہ تعظیم وتکریمِ کعبہ کی نیت اور اجر وثواب اور عبادت سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے، اب مذکورہ بالا عذر موجود نہیں جب کہ عام طور پر تو وہابی حضرات دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں تو اب اپنے اصول کے مطابق یہاں پر بھی دلیل خاص پیش کریں

کہ کسی حدیث میں بطور تعظیم وتکریم غسل کعبہ کا حکم موجود ہو اور ہر سال کرنے کا بھی حکم ہو اور مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام بھی ثابت ہو۔ مذکورہ بالا حدیث تو وہابیہ کے اپنے ہی اصولوں کے مطابق حجت نہیں ہوسکتی۔

رابعاً: پھر اصول وہابیہ کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ یہ عمل صرف اس موقع پر مذکورہ بالا خاص وجہ سے کیا گیا لیکن اس کے بعد ہر سال یا سال میں دو تین مرتبہ اسکو نہیں کیا گیا۔ اگر وہابیوں میں ہمت ہے تو بتائیں کہ نبی پاک ﷺ نے اس عمل کو ہر سال باقاعدگی سے مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام سے کرنے کا حکم دیا ہو؟ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر سال مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام سے ایسا عمل کیا ہو۔ وہابی حضرات آخر اپنے اصول وقواعد کیوں بھول جاتے ہیں؟

...... دوسری تاویل کا ازالہ ......

تاویل......: ''سورۃ البقرۃ میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل کو یہ حکم دیا گیا کہ ''تم دونوں میرے گھر (کعبہ) کو پاکیزہ کرو، طواف کرنے والوں کے لئے اور قیام کرنے والوں کے لئے اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے'' اسی طرح کا حکم سورۃ الحج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا گیا۔

......ازالہ......

کسی عمل کے ثبوت اور بدعت کے بارے میں جو اصول وقواعد علماء وہابیہ نے لکھے ہیں ان کے مطابق یہ آیات سعودی عرب کے اس مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام پر دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ان آیات میں مطلق صفائی (پاکیزہ رکھنے) کا حکم ہے جو کہ ہر وقت وہاں پائی جاتی ہے، دن رات وہاں صفائی جاری رہتی ہے لہذا آیات پر تو عمل پہلے ہی سے پایا گیا۔ اس پر بحث ہی نہیں ہے، اصل گفتگو تو اس مروجہ سعودی ہیئت، تخصیص والتزام واہتمام پر ہے جو کہ سعودی ہر سال یا سال میں دو مرتبہ بڑے بڑے حکمرانوں کو جمع کر کے کرتے ہیں

۔جناب ہم پوچھتے ہیں کہ خاص ہیئت، تخصیص و التزام و اہتمام کا حکم کس آیت میں ہے؟ پھر مطلق حکم کو اپنی طرف سے مقید کرنا بھی وہابیہ کے مطابق دین میں تبدیلی کرنا ہے اور اصول وہابیہ کے مطابق مخصوص عمل کے لئے عمومی دلائل نہیں بلکہ دلیلِ خاص کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔اس لئے ان آیات کو پیش کرنا علماء وہابیہ کے اپنے بنائے ہوئے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق ہرگز درست نہیں۔

پھر ہم علماء وہابیہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہر سال یا سال میں دومرتبہ جس مروجہ انداز میں سعودی عرب والے غسل کعبہ کی تقریب کرتے ہیں کیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اسی مروجہ ومخصوص طریقہ سے غسل کعبہ کیا کرتے تھے؟ کوئی ایک حوالہ پیش کردیں۔

پھر اصول وہابیہ کے مطابق عرض ہے کہ قرآن پاک تو نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے آپ ﷺ سے اس کو سمجھا۔تو کیا ان آیات کے نزول کے بعد نبی پاک ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین ہر سال یا سال میں دومرتبہ جس مروجہ انداز و مخصوص طریقے سے سعودی عرب والے کرتے ہیں اس طریقے سے آپ ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین غسل کعبہ کی تقریب کرتے تھے؟ عجیب بات ہے کہ جب وہابیوں کے گھر کی بات آتی ہے تو اپنے اصول وقواعد ہی بھول جاتے ہیں۔

......تیسری تاویل کا ازالہ......

تاویل ......:’کعبہ شریف کو خوشبو لگانا اور خوشبو والے پانی سے دھونا صحابہ کرام سے ثابت ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ کے گھر کو خوشبودار کیا کرو۔حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہا کعبہ کو ہر روز ایک رطل (خوشبو) سلگا کر خوشبودار کیا کرتے تھے۔اور جمعہ کے دن کعبہ کو دو رطل (خوشبو) سلگا کر خوشبودار کیا کرتے تھے۔تو دیکھیں اس میں کوئی ایک، دو یا دس دفعہ کی قید نہیں لہذا جتنا چاہیں کریں۔

......ازالہ......

(۱) بات کعبہ شریف کو غسل دینے کی ہو رہی ہے اور وہابی خوشبو سلگانے پر دلائل دے رہے ہیں جو کہ خود ان کے اپنے اصول کے مطابق خلاف موضوع دلائل ہیں۔(۲) پھر اس میں تو ہر روز یا ہر جمعہ کے روز کا ذکر ہے لہذا بزبان وہابیہ یہاں اگر ثابت بھی ہو رہا ہے تو ہر روز یا جمعہ والے دن ایسا عمل ثابت ہو رہا ہے جبکہ سعودی حضرات ہر روز یا ہر جمعہ والے دن غسل نہیں دیتے بلکہ سال میں ایک یا دو مرتبہ غسل دیتے ہیں لہذا سعودیوں کا عمل ان کے اصول کے مطابق صحابہ کرام علیھم الرضوان اجمعین کے عمل کے خلاف ٹھہرا۔(۳) پھر اصول وہابیہ کے مطابق یہ دلیل خاص ہرگز نہیں بلکہ عمومی دلیل ہے لہذا وہابیہ کے اصول سے یہ حجت نہیں بن سکتی۔

غلاف کعبہ کا رنگ کالا ہی کیوں؟

ہم سنی اگر کوئی عمل محض سہولت یا تنظیمی مقاصد کے لئے خاص کریں تو علماء وہابیہ اس تخصیص والتزام کو بدعت قرار دیتے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بارے میں بھی مختصراً گفتگو کر دی جائے۔

سلیمان ندوی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ

''خلفاء الراشدین کے عہد مبارک میں سال بہ سال کسوت ابریشمی چڑھایا جاتا تھا۔ **مگر کسی خاص رنگ کی پابندی نہ تھی۔ کبھی سبز، کبھی سفید وغیرہ**، ہاں تمام کسوہ ایک کپڑے کا ہوتا تھا۔ خلفاء عباسیہ نے کسوت کعبہ ریشم سیاہ کا مقرر کر دیا تھا۔ ترکوں نے عباسیوں سے خلافت لی۔ اس وقت سے یہ سیاہ ریشم کا ہی غلاف ہوتا ہے''

(سفر نامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 67,68)

۞ ......لہذا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث یا صحابہ وتابعین علیھم الرضوان اجمعین سے کالے رنگ

کے غلاف کعبہ کی تخصیص ثابت نہیں۔ التزام و تخصیص پر لمبی لمبی بحث کرنے والے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ اس تخصیص والتزام پر بھی ایک بھاری بھرکم فتویٰ ضرور جاری کریں۔

......ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل ......: اہل عرب کے نزدیک سیاہ لباس وقار و ہیبت کا لباس سمجھا جاتا ہے۔عباسیہ نے بالخصوص رنگ سیاہ کا التزام اس لیے کرلیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک چادر مبارک اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور وہ سیاہ رنگ کی تھی۔(سفرنامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 67,68)

......ازالہ......

ہمارے یہاں ایک مثل مشہور ہے: ''مارے گھٹنہ پھوٹے سر''۔علماء وہابیہ عمامے کے بارے میں اپنے اصول بھول گے، جو سبز عمامے کے رد پر پیش کیے جاتے ہیں، انہیں کے تحت ہم کہتے ہیں کہ اگر سیاہ رنگ کی چادر دینے سے ہی غلاف کعبہ کا رنگ کالا ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضور ﷺ نے سفید و سبز رنگ کو بھی پسند فرمایا۔لہٰذا اس اصول سے تو غلاف کعبہ سفید و سبز رنگ کا ہونا چاہئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ یہ زیادہ پاک اور صاف نظر آتے ہیں اور اپنے مردوں کو سفید رنگ کے کفن دو'' (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے پیغمبر ﷺ کو منبر پر دیکھا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور سبز رنگ کی چادر آپ کے زیب تن تھی (شرح سفر السعادۃ: شیخ دہلوی) اسی میں ہے کہ ''تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سفید رنگ کے بعد

خالص سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔(شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۱)

لہٰذا کالی چادر دینے کو ثبوت مانا جائے تو پھر سبز چادر خود نبی پاک ﷺ کا پہننا اور سفید رنگ کو پسند کرنا کیونکر دلیل نہیں بن سکتا۔ بہر حال بحث اس میں نہیں کہ کالا رنگ جائز ہے کہ نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث سے کالے رنگ کی تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی حدیث یا عمل صحابہ علیہم الرضوان اجمعین سے ایسی تخصیص ثابت ہے۔ اور ہمارا یہ اعتراض الزاماً ان لوگوں کے لئے ہے جو الزام و تخصیص کو بدعت و ناجائز سمجھتے ہیں، اور یہ ساری گفتگو انہیں کے اصولوں کے تحت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہم سنیوں کو تو ہرگز کوئی اعتراض نہیں۔ الحمد للہ عزوجل۔

غلاف کعبہ پر سعودی حکمرانوں کے نام لکھنا بدعت

ضمناً یہاں یہ عرض کرتے چلیں کہ غلاف کعبہ پر سعودی حکمرانوں کے نام بھی لکھے جاتے ہیں۔ بعض حضرات تو یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی آیت لکھی ہوئی ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو قرآنی آیات کے علاوہ بعض مقامات پر غلاف کعبہ پر حکمرانوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو تمام ملکوں کا مالک ہے اس کے گھر کے اندر بزبان وہابیہ غیر اللہ (یعنی سعودی حکمرانوں) کے نہ صرف نام لکھے ہوئے ہیں بلکہ کل کائنات کے بادشاہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے گھر کعبہ شریف کے اندر سعودیوں (یعنی غیر اللہ) کو بادشاہ (الملک) لکھا جیسا کہ کعبہ شریف کے اندر ایک دیوار پر ''**الملک خالد بن عبدالعزیز آل سعود**'' کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ نیٹ پر ہر خاص و عام اس کو سرچ کر سکتا ہے۔ اگر یہی الفاظ کسی سنی نے لکھے ہوتے تو نجدی حضرات کہتے کہ ''بادشاہ'' صرف اللہ ہے اور کسی کو بادشاہ ماننا شرک ہے بلکہ عین ممکن تھا کہ یہ آیت ''**وَّ لَمْ يَكُنْ لَّه شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ**'' یا پھر یہ آیت ''**وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا**'' اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (الجن ۱۸) پڑھ کر شرک کا فتویٰ لگا دیتے۔ لیکن نجدیوں کے سعودی حکمرانوں کو سب کچھ

جائز ہے۔ بہر حال علماء نجدیہ کو کم از کم اتنا تو بتانا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو مالک الملک ہے اس کے گھر میں

☆......کیا نبی پاک ﷺ نے ''**الملک محمد رسول اللہ**'' لکھوایا؟

☆......کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''**الملک ابوبکر صدیق**'' لکھوایا؟

☆......کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ''**الملک عمر فاروق**'' لکھوایا؟

☆......کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ''**الملک عثمان**'' لکھوایا؟

کیا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ''**الملک علی**'' لکھوایا؟

یقیناً انہوں نے نہیں لکھوایا تو ایسا کام جو انہوں نے نہیں کیا وہ نجدیوں نے کیوں کیا؟ اور کس آیت یا حدیث کے تحت کیا؟ اور اگر نبی پاک ﷺ یا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے کیا تو پھر ان کے ناموں کو مٹا کر سعودی حکمران کا نام لکھنا بے ادبی اور جسارت ہے کہ نہیں؟

غلاف کعبہ پر سونے سے آیات لکھنا

علماء وہابیہ دیابنہ کی کتب سے بدعت کے بارے میں اصول وقواعد پر متعدد حوالے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، تعظیم، یا اجر وثواب کی نیت سے کوئی ایسا کام کرنا جس کا ثبوت قرآن یا نبی پاک ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے موجود نہ ہو علماء وہابیہ کے نزدیک ایسا کام بدعت ضلالہ ہے۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ کعبہ شریف پر جو غلاف چڑھایا جاتا ہے اس غلاف پر قرآنی آیات سونے سے لکھی جاتی ہیں۔ اور یہ عمل تعظیم، تقرب الٰہی اور اجر وثواب کی نیت سے ہی کیا جاتا ہے تو اب ہم علماء وہابیہ سے کہتے ہیں کہ بدعت کے اپنے تمام اصول و قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عمل پر ثبوت پیش کریں اور بتائیں کہ

(1)......کیا قرآن پاک میں کوئی ایک ایسی آیت موجود ہے جس میں غلاف کعبہ پر سونے کے ساتھ آیات لکھنے کا حکم ہو؟ یا ایسا کام کرنے والے کو اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی

ہو؟ (جواب میں عمومی نہیں بلکہ اپنے اصول کے مطابق دلیل خاص ہو)۔

(2)......کیا نبی پاک ﷺ نے غلاف کعبہ پر سونے کے ساتھ قرآنی آیات کو لکھوایا؟ یا لکھنے کا حکم دیا؟ یا اجر وثواب کی بشارت سنائی؟

(3)......کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے غلافِ کعبہ پر سونے کے ساتھ قرآنی آیات کو لکھوایا؟ یا لکھنے کا حکم دیا؟ یا اجر وثواب کی بشارت سنائی؟ علماء وہابیہ سے گزارش ہے کہ اس عمل پر اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص پیش کریں۔

......تیسری تاویل کا ازالہ......

تاویل...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے "وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوب" "اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو ایسا کرنا یقیناً دِلوں کا تقویٰ کا ہے" (قرآن) اور کعبہ شریف جملہ شعائر اللہ میں افضل ترین ہے، پس اُس کی تعظیم کرتے ہوئے اُس کے غِلاف پر قران کریم کی آیات شریفہ لکھنا دُرست ہے۔

......ازالہ......

علماء وہابیہ کے اصول وقواعد کے مطابق عرض ہے کہ

(۱) اس آیت سے اس خاص عمل کو ہرگز ثابت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ دلیل خاص نہیں۔ (۲) اس آیت میں نہ ہی صریح طور پر غلاف کعبہ کا ذکر ہے اور نہ ہی سونے سے آیات لکھنے کا حکم ہے لہٰذا اس خاص عمل کے لئے اس کو پیش نہیں کر سکتے۔ (۳) قرآن نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا اور اس آیت کے نزول کے بعد نہ ہی نبی پاک ﷺ نے سونے سے غلاف کعبہ پر آیات لکھوائیں اور نہ ہی اس کا حکم دیا۔ لہٰذا جب انہوں نے نہیں کیا تو بعد والے کس طرح کر سکتے ہیں؟

(۴) قرآن کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نبی پاک ﷺ سے سمجھا لیکن انہوں نے بھی ایسا کام نہیں کیا تو پھر بعد والے اس کو کس طرح کر سکتے ہیں؟ (۵) پھر اصول وہابیہ کے مطابق تعظیم و تکریم کے عمل کے لئے فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ رضی اللہ عنہ کا ہونا لازم ہوتا ہے جو کہ یہاں نہیں

پایا جاتا اس لئے وہابیہ کا یہ استدلال اس اصول کے بھی خلاف ہے نیز وہابیہ کا یہ استدلال خود ان کے اپنے ہی علماء وہابیہ کے اپنے متعدد اصول وقواعد سے ٹکراتا ہے، جیسا کہ اس کتاب کو پڑھنے والے جانتے ہیں۔اس لیے علماء وہابیہ کا اس آیت کو پیش کرنا ہرگز درست نہیں۔

وہابی استدلال اور اہل سنت کی حقانیت

مذکورہ بالا وہابی استدلال سے واضح ہو گیا کہ اگر کوئی مسلمان کسی اچھے طریقے سے شعائر اللہ کی تعظیم کرے خواہ تعظیم کا وہ نیا طریقہ صریح طور پر ثابت نہ بھی ہو تب بھی وہ جائز و کار ثواب ہے۔تو اس اصول سے تو نبی پاک ﷺ کیلئے تعظیم وتکریم کے جملہ کام جو اہل سنت میں رائج ہیں (مثلاً میلاد النبی ﷺ ،انگوٹھے چومنا وغیرہ) اگر بالفرض ان پر کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو تو اسی دلیل سے ان کا ثبوت بھی ہو جاتا ہے۔اور پھر قرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ ''وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ ' اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو (پارہ 6 المائدہ:12) ''لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ '' تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو (پارہ 26 الفتح 9) ''فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ''تو وہ جو اس پر (نبی پر) ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے (پارہ 9 الاعراف 157)

لہٰذا اصول واستدلال وہابیہ کے مطابق جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کی ایسی تعظیم جس کا ثبوت قرآن وسنت میں نہیں مگر پھر بھی اسے جائز مانتے ہیں تو اسی اصول واستدلال سے نبی پاک ﷺ کی تعظیم کے لئے جب آپ ﷺ کا نام مبارک آئے تو انگوٹھے چوم کر درود شریف پڑھنے کا عمل بھی ثابت ہو گیا، تعظیم ومحبت رسول ﷺ میں میلاد النبی ﷺ کی محافل کا

ثبوت بھی ہو گیا۔الحمدللہ عزوجل۔اب اگر وہابی یہ کہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوتا تو ہم ان سے یہی کہیں گے کہ پھر تمہارا اپنا عمل بھی ثابت نہیں ہوتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم استدلال کرو تو جائز اور سنی استدلال کریں تو نا جائز! یہ دورنگی وتضادِ وہابیہ نہیں تو پھر کیا ہے؟

کیا مساجد کی دیواروں پر قرآن لکھنا ثابت ہے؟

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مساجد یا گھر کی دیواروں پر قرآن مجید کی آیات لکھنے کو پہلے زمانے کے علماء نے مکروہ لکھا ہے۔جیسا کہ ''اتقان'' (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) میں دیکھا جا سکتا ہے،اس کی بحث علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بدعت ہی بدعت'' ص ۴۴ میں ملاحظہ کیجیے۔لیکن وہابی دیوبندی اہلحدیث حضرات اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق اس بدعت [بقول وہابیہ] میں بھی مبتلا ہیں،ان کی مساجد میں قرآنی آیات دیواروں پر لکھی جاتی ہیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 7

......گنبد خضریٰ بدعت تو غسل گنبد بدعت کیوں نہیں؟......

سعودی عرب کے علماء ومفتی گنبد خضریٰ کو بدعت وحرام بلکہ شرک کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔معاذ اللہ عزوجل!انہی کے ایک وہابی مصنف نے لکھا کہ

> ''اللہ تعالیٰ مملکت سعودی عرب کو توفیق دے کہ اسے سنت کے مطابق کر دیں جیسا کہ عہد صحابہ میں قائم تھے **<u>یعنی گنبد خضرا کو زمین بوس کر دیں</u>**''

(زیارۃ مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: محمد شاہد محمد شفیق بحوالہ بد مذہبوں کی گستاخیاں

انہیں کی کتابوں سے صفحہ 145 مولانا محمد طفیل رضوی)

معلوم ہوا کہ علما وہابیہ کے نزدیک ''گنبد خضرا'' بدعت، ناجائز، حرام اور شرک کا ذریعہ ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔ لیکن دوسری طرف انہی علماء نجدئیہ سعودیہ کی حکومت کے ماتحت اسی گنبد خضریٰ کی تصاویر سعودیہ عرب کے بڑے بڑے سرکاری دفاتر، ہسپتالوں، ائیر پورٹز وغیرہ پر آویزاں ہوتی ہیں حتا کہ سعودی عرب کے سو ریال والے نوٹ پر بھی اسی گنبد خضریٰ کی تصویر چھاپی جاتی ہے۔ اور اسی سعودی حکومت کے تحت گنبد خضریٰ کی مکمل حفاظت اور دیکھ بھال بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کو غسل بھی دیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ جو چیز ان کے نزدیک ناجائز، حرام اور شرک ہے اس کی یہ لوگ حفاظت اور دیکھ بھال بھی کرتے ہیں، اس کو غسل بھی دیتے ہیں۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... اگر گنبد خضریٰ بدعت ہے تو اس گنبد کو غسل دینا، اس کو رنگ کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا یہ سب عمل بھی حرام و ناجائز ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو یہ عمل [یعنی گنبد کا غسل، سبز رنگ، دیکھ بھال] سعودی حکومت کی اجازت کے بغیر تو ہرگز نہیں ہوتا تو پھر سعودی حکومت اور انتظامیہ بدعتی و گمراہ ٹھہری کہ نہیں؟

۞ ......اگر گنبد خضرا بنانا ناجائز عمل تھا اور یہ حرام و بدعت ہے تو پھر اسی گنبد خضریٰ کی تصویریں سعودی ریالوں پر چھاپنے والوں پر کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟ سو ریال کے نوٹ پر آج بھی گنبد خضریٰ کی تصویر چھاپی جاتی ہے تو کیا حکومتی سطح پر اصول وہابیہ کے مطابق حرام و ناجائز عمل کی اشاعت نہیں کی جا رہی؟ اصول وہابیہ کے مطابق سعودی حضرات ریالوں پر گنبد خضرا کی تصویر چھاپ کر بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعین علیھم الرضوان اجمعین نے ملکی کرنسی پر کبھی ایسی چیز کی تصویر شائع کی جس کو وہ خود حرام و بدعت کہتے ہوں؟ (معاذ اللہ)

......ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل ......: اگر یہ کہا جائے کہ یہ گنبد خضریٰ تو قدیم حکومتوں نے بنایا تھا۔

ازالہ ......: جناب بحث یہ نہیں بلکہ گفتگو تو اس مسئلہ میں ہے کہ علماء وہابیہ جس گنبد کو بدعت وحرام کہتے ہیں، سعودی حکومت اسکو غسل دیکر، رنگ کر کے، اس کی حفاظت کے انتظامات کر کے بدعتی ٹھہری کہ نہیں؟ اور پھر اسی گنبد شریف کی تصاویریں ریالوں پر شائع کرنا تو سعودی حکومت کا اپنا ذاتی فعل ہے اسی طرح سعودیہ عرب میں بڑے بڑے سرکاری دفاتر میں گنبد خضریٰ کی تصویروں والے فریم لگے ہوتے ہیں تو ان کے بارے میں بھی شریعت کا حکم واضح کریں؟

تاویل...... ریالوں یا دفاتر میں گنبد کی تصویریں لگانا تو دنیاوی عمل ہے اس کو کوئی دین و ثواب نہیں سمجھتا۔

ازالہ......: عرض ہے کہ جب گنبد خضریٰ بنانا ہی تمہارے نزدیک بدعت وگمراہی ہے تو اس کی تصویریں بنانا کیا ناجائز وحرام بلکہ بدعت نہ ہوگا؟ جبکہ قبر رسول ﷺ تک کو تمہارے وہابی علماء نے بت کہا، کہتے ہیں کہ ''حضور ﷺ کی قبر ہر لحاظ سے بت ہے'' (شرح الصدور حاشیہ صفحہ ۲۵) تو اب بتاؤ کیا تمہارے اپنے اصول کے مطابق کسی بت کی تصویریں آویزاں کرنا جائز ہے؟

پھر یہ بھی بتاؤ کہ آخر کس مقصد و نیت سے تم وہابی لوگ گنبد خضریٰ کی تصویر بنا کے آویزاں کرتے ہو؟ ریالوں پر چھاپتے ہو؟ جس نیت و مقصد سے بھی کہو اس پر اپنے اصول کے مطابق دلیل خاص پیش کرو۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 8

میرے مسلمان بھائیوں بہنوں!

یہ بات آپ کو معلوم ہی ہوگی کہ آجکل علماء دیوبند،اہلحدیث وسعودی حضرات جب کوئی نئی مسجد بناتے ہیں تو باقاعدہ اس کی افتتاحی تقریب منعقد کرتے ہیں۔لوگوں کو اس تقریب میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے،اشتہارات ودعوت نامہ چھپتے ہیں،مختلف شہروں سے لوگ آکراس افتتاحی تقریب میں شریک ہوتے ہیں۔

اب ہم سعودی،اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کیا نبی پاک ﷺ نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞......کیا صحابہ کرام علہیم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞......کیا تابعین علہیم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞......کیا تبع تابعین علہیم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞......جب یہ کام نبی پاک ﷺ،صحابہ،تابعین،تبع تابعین علہیم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو آج آپ علماء دیوبند،علماء اہلحدیث اور سعودی علماء کیوں کرتے ہیں؟

۞......کیا مسجد کی یہ افتتاحی تقریب نیک واچھا عمل ہے؟اوراس تقریب میں مالی تعاون کرنے والوں اور شرکت کرنے والوں کو اجر وثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

۞......اگر یہ اچھا ودینی کام نہیں تو اس تقریب پر جو مسجد کی کمیٹی یا جن حضرات کی رقم خرچ ہوتی ہے کیا وہ سب بے کار وفضول جاتی ہے؟

ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے، ہماری نیت یہ ہے وغیرہ وغیرہ تو ہم کہتے ہیں کہ آپ جس بھی نیت ومقصد سے یہ افتتاحی تقریب کرتے ہیں اپنے اصول بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا ثبوت پیش کریں۔اور یاد رہے کہ آپ کی نیت ومقصد کسی کیلئے حجت نہیں ،اور نہ ہی جواز کی دلیل بلکہ آپ کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق آپ کی یہ ساری تاویلات محض باطل ہیں۔آپ اپنا اصول بھول گئے کہ ثبوت کے لئے نیت نہیں بلکہ دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

مساجد کی افتتاحی تقریب پر سعودی علماء کا فتویٰ

اب آیئے فیصلہ خود انہی حضرات کے گھر سے ملاحظہ کیجیے کہ انہوں نے اس افتتاحی تقریب کو بدعت قرار دیا ہے (لیکن پھر بھی اس پر عمل پیرا ہیں) چنانچہ سعودی علماء سے مسجد کی افتتاحی تقریبات کے بارے میں سوال ہوا کہ:

’’ہمارے یہاں جب کوئی نئی مسجد بنائی جاتی ہے اور اس میں نماز شروع کرنے کا پروگرام بنتا ہے تو اس کے لئے مختلف شہروں سے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے تاکہ وہ افتتاح مسجد کی تقریب میں شریک ہوں ،تو اس مقصد کے لئے لوگوں کے آنے کا کیا شرعی حکم ہے؟......‘‘تو اس سوال کے جواب میں وہابی سعودی علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ

’’نبی ﷺ سے اور آپ اور آپ کی پیروی کرنے والے آئمہ ہدیٰ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ پر اس قسم کی

تقریب کا اہتمام کیا ہو اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو ،جس طرح آج کل لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ مسجد کی تعمیر کی تکمیل کے موقعہ پر مختلف شہروں سے آکر تقریب میں شریک ہوتے ہیں، **اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سبقت فرماتے**، امت کے لئے اسے مسنون قرار دے دیتے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور آئمہ ہدی رحمۃ اللہ علیہم اس کی پیروی کرتے **اور اگر ایسا ہوا ہوتا تو یقیناً منقول بھی ہوتا** لہذا اس طرح کی محفلوں کا اہتمام درست نہیں، **اس طرح کی محفل میں شرکت کی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہیے اور نہ مالی امداد کی صورت میں ان محفلوں کے انعقاد میں تعاون کرنا چاہیے**۔ سراسر خیر و بھلائی اتباع سلف میں اور سراسر شر و برائی ابتداعات خلف میں ہے۔

یہ جو حدیث ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ان کے گھر تشریف لائیں اور ان کے مکان کے ایک حصہ میں نماز پڑھیں تا کہ وہ اسے اپنے نوافل وغیرہ کے لئے جائے نماز بنا لیں ،تو یہ **مروجہ تقریب افتتاح مسجد کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتی** کیونکہ آپ ﷺ کو تقریب میں شرکت کے لئے نہیں بلکہ نماز کے لئے دعوت دی گئی تھی آپ نے اس نماز کے لئے سفر بھی نہیں کیا اور پھر اس محفل میں شرکت یا اس مسجد میں نماز کے لئے سفر اس حدیث کے عموم نہی میں داخل ہے جس میں آپ ﷺ نے تین معروف مساجد کے علاوہ دیگر مسجدوں کی طرف شد رحال (رخت سفر تیار) کر کے جانے سے منع

فرمایا لہذا اس نو ایجاد عادت سے اجتناب کرنا چاہیے **اور مسجد کے معاملات میں بھی اسی عمل پر اکتفاء کرنا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد اور آپکے تابعدار آئمہ ہدیٰ کے دور میں تھا‘‘**

(فتاویٰ اسلامیہ، کتاب العقائد: ج اول ص 41،42)

علماء وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

۞ ......’’نبی پاک ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ پر اس قسم کی تقریب کا اہتمام کیا ہو۔ اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو،

۞ ......آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے آئمہ ہدیٰ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ پر اس قسم کی تقریب کا اہتمام کیا ہو اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو،

۞ ......اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سبقت فرماتے (یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عمل نہیں کیا لہذا یہ قابل ستائش نہیں)۔

۞ ......اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور آئمہ ہدی رحمۃ اللہ علیہم اس کی پیروی کرتے (یعنی انہوں نے یہ عمل نہیں کیا لہذا یہ قابل ستائش نہیں)۔

۞ ......اس طرح کی محفلوں کا اہتمام درست نہیں،

۞ ......اس طرح کی محفل میں شرکت کی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہیے،

۞ ......اس طرح کی محفل میں مالی امداد کی صورت میں تعاون نہیں کرنا چاہیے،

۞ ......یہ عمل سراسر شر و برائی ابتدعات خلف میں سے ہے،

۞ ......پھر اس محفل میں شرکت یا اس مسجد میں نماز کے لئے سفر اس حدیث کے عموم نہی میں داخل ہے جس میں آپ ﷺ نے تین معروف مساجد کے علاوہ دیگر مسجدوں کی طرف

شد رحال (رخت سفر تیار) کر کے جانے سے منع فرمایا۔

اب وہ تمام اہلحدیث ،سعودی ،دیوبندی علماء وعوام جو مساجد کی افتتاح پر ایسی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں وہ اس فتوے سے نہ صرف بدعتی ٹھہرے بلکہ ناجائز وحرام کام کرنے والے،اور ایسی تقریبات میں معالی تعاون کر کے سراسر برائی میں مبتلا ٹھہرے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 9

......"مساجد کے محراب"......

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو!

آج علماء ویوبند واہلحدیث ،سعودیوں کی بھی مساجد میں محراب بنائے جاتے ہیں ،سعودی عرب، ہندوستان، افغانستان، پاکستان الغرض کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مساجد میں محراب نہ بنائی جاتی ہوں۔ بلکہ مساجد کی تعمیرات کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے اور لوگ ثواب ودین کی خدمت سمجھ کر ہی مسجد میں چندہ دیتے اگر کوئی شخص مسجد تعمیر کرتا ہے تو اس کی نیت ثواب اور دین کی خدمت ہی کی ہوتی ہے۔تو یہ محراب بنانا ثواب اور دین کی خدمت سمجھا جاتا ہے۔

لیکن نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک ضعیف حدیث بھی نہیں ملتی جس میں یہ ہو کہ آپ ﷺ نے مساجد میں محراب بنوائے یا بنانے کا حکم دیا یا محراب بنانے کی کوئی فضلیت یا اجر وثواب کی بشارت سنائی ہو۔

اب وہ تمام معترضین جو بدعت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دین تو نبی پاک ﷺ پر مکمل ہو گیا۔تو اس کے بعد ہر نیا کام بدعت ہوگا، بتائیں کہ ان کے اصول سے تو یہ بھی بعد کی ایجاد

اور بدعت ہے۔لیکن کیا عجیب معاملہ ہے کہ علماء دیوبند، غیر مقلدین اہلحدیث،سعودی علماء بلکہ بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے تمام مکاتب فکر کی اپنی مساجد بھی اس بدعت سے خالی نہیں ہیں۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مسجد میں محراب بنانے کا حکم دیا؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مسجد میں محراب بنوائے؟
- ...... کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث شریف میں محراب بنانے پر اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی ہے؟
- ...... جو مسلمان مسجد میں محراب بنواتے یا تعمیرات کیلئے چندہ دیتے ہیں کیا ان کو ثواب ملے گا کہ نہیں؟
- ...... جو مسلمان اس کام کو ثواب سمجھ کر تعمیر کرواتے ہیں وہ بدعتی ٹھہریں گے کہ نہیں؟
- ...... مساجد میں محراب بنانا کون سی صدی میں شروع ہوئے اور کس نے شروع کروائے؟
- ...... مساجد میں محراب بنانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں کیا حکم آیا ہے وہ احادیث پیش کریں نیز ان احادیث کے مقابلے میں اگر کسی کا حکم و عمل ہو تو آپ علماء وہابیہ کے نزدیک کس کا فرمان حجت ہوگا؟
- ...... نیز جن بزرگوں کے حوالے سے محراب کا جواز پیش کیا جاتا ہے، انہوں نے اس کے

جواز پر کون سی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث (دلیل خاص) پیش کی ہے؟ یا محض ان کا قول ہی آپ کے نزدیک حجت شرعی ہے؟

تمام سوالات کے جوابات اپنے اصول وقواعد کے مطابق عنایت فرمائیں اور دلیلِ خاص کا اصول تو قطعاً مت بھولئے گا۔

اہلحدیث علماء کے نزدیک محراب بدعت ہے

مولوی عبدالقادر حصاری اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

''حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین کے فرمان اور علماء محققین کے بیان سے یہ مسئلہ سورج کی طرح روشن ہے کہ **محراب مسجد میں بنانا بدعت ہے** اور قیامت کی نشانی ہے جو موجب مصائب ہے اور یہ نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں میں محراب بناتے تھے'' (فتاوی اہلحدیث جلد اصفحہ ۳۱۳)

فتاوی اہلحدیث میں ہے کہ

''**آنخضرت ﷺ اور چاروں خلیفوں کے زمانے میں محراب نہ تھا**''

(فتاوی اہلحدیث جلد اص ۳۰۸)

اسی طرح علماء وہابیہ دیوبند کے نزدیک معتبر شخصیت مولوی عبدالحئی صاحب نے لکھا ہے کہ

''وفاء الوفاء جلد ۱۰ اص ۳۷۲ میں علامہ سمہودی رحمتہ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے ذکر فرمایا کہ مسجد شریف کی محراب حضور سرور کونین ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے عمر ابن عبدالعزیز (۱۰۱ھ) نے بنوایا۔ ملخصاً (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۱ اص ۱۰۸، فتاویٰ اہلحدیث جلد اص ۳۰۸)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ

''آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جنکی عمریں تھوڑی ہوں گی اور مسجدوں کومزین کریں گے اور عیسائیوں کی طرح محراب بنائیں گے پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر مصبیت ڈال دی جائے گی۔ کما قال علیہ الصلوۃ والسلام (مصنف عبدالرزاق ج۲ص۴۱۳)

درمنثور ج۲ص۲۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود ''اتقوا ھذا المحارب ''یعنی ابن مسعود نے فرمایا کہ ان محرابوں سے بچو۔'' اسی طرح روح المعانی میں حدیث موجود ہے کہ ''میری امت اس وقت تک خیر سے رہے گی جب تک مسجد میں عسائیوں کی طرح محراب نہیں بنائے گی (روح المعانی جلد۳ص۱۴۶)

لہٰذا اب وہابی علماء یا تو اپنے ہی اصول وقواعد سے اس کو بدعت ضلالہ قرار دیں یا پھر وہ من گھڑت اصول وقواعد ترک کردیں جس کی بنیاد پر مسلمانوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ایک تاویل کا ازالہ اہلحدیث کے قلم سے

تاویل ......:بعض حضرات کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں محراب کا ذکر ملتا ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت محراب کے پاس اتریں گے۔ لہذا مسجد کا محراب ثابت ہوگیا۔

......ازالہ......

تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے مراد محراب متعارف نہیں ہے جیسا کہ خود اہلحدیث عالم مولوی عبدالقادر حصاری نے اپنے اسی فتوے میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ

''دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ محراب محتمل الوجوہ ہے، زمانہ نبوی میں

جب محراب متعارف موجود نہ تھے تو اس لفظ سے محراب متعارف مراد لینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے ورنہ قرآن میں بھی ''یصلی فی المحراب '' سے محراب متعارف مراد لیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ۔ فتح البیان میں ہے اس محراب سے مراد غرفہ یعنی بالا خانہ ہے......امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے الخ (فتاویٰ اہلحدیث جلد ا ص ۳۱۰)

تو معلوم ہوا کہ وہاں محراب سے مراد ''غرفہ یعنی بالا خانہ'' ہے نہ کہ آج کل کے مروجہ محرابِ مسجد۔ لہذا علماء وہابیہ کی یہ دلیل بالکل ایسی ہی ہے جیسے اہل حدیث کے لفظ سے غیر مقلدین اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں جماعت المسلمین والے مسلمین کے الفاظ سے اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 10

......''آرائش وزینتِ مساجد''......

آج کل کسی بھی ملک اور کسی بھی مکتبۂ فکر کی تعمیر شدہ مسجد میں چلیں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ مساجد کو خوب سجایا گیا ہوتا ہے، رنگ وروغن، شیشہ نگاری، ماربل بلکہ سعودی عرب کی مساجد میں تو اعلیٰ قسم کے خوبصورت قالین، AC، پنکھے، پسینہ و ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹیشو بکس، بلکہ ٹیک لگانے کیلئے سعودی نوابوں کے لئے نیچے چھوٹے چھوٹے صوفے بھی لگے ہوتے ہیں۔ جس پر ٹیک لگا کر یہ سعودی اپنے پاؤں سیدھے کعبہ معظّمہ کی طرف کر دیتے ہیں (معاذ اللہ)۔ انہوں نے مساجد کو بیڈ روم کی شکل دے دی ہے۔ معاذ اللہ! تو کیا

اللہ کے گھر (مسجد) میں نبی پاک ﷺ و دورِ صحابہ و تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین میں اس قسم کی مروجہ چیزیں موجود تھیں؟ اور کیا اس طرح سے مساجد کو آراستہ کیا جاتا تھا؟

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی ایک صحیح صریح حدیث شریف میں مروجہ انداز میں زیب و زینت، آرائش و شیشہ نگاری کرنے کا ثبوت موجود ہے؟

۞...... کیا نبی پاک ﷺ نے مساجد میں اس مروجہ انداز میں زیب و زینت، آزائش وشیشہ نگاری کروائی؟

۞...... کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مساجد میں اس مروجہ انداز میں زیب وزینت، آرائش، شیشہ نگاری کروائی؟

۞...... جو مسلمان مساجد میں اس طرح کی زیب و زینت کراتے ہیں یا اس طرح کی تعمیرات کیلئے چندہ دیتے ہیں کیا ان کو ثواب ملے گا کہ نہیں؟

۞...... جو مسلمان اس کام کو ثواب سمجھ کر کرواتے ہیں کیا وہ بدعتی ٹھہریں گے کہ نہیں؟

۞...... مساجد میں اس طرح کی زیب وزینت کون سی صدی میں شروع ہوئی اور کس نے شروع کروائے؟

مساجد کی آرائش وزینت کے خلاف علماء اہلحدیث کے فتوے

مساجد کا مروجہ زیب وزینت، شیشہ نگاری، بناؤ وسنگھار نبی پاک ﷺ کی کسی ایک صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں بلکہ مروجہ انداز بھی خیر القرون سے بھی ہرگز ثابت نہیں، بلکہ خود غیر مقلدین کا فتاویٰ ہے کہ یہ علامات قیامت سے ہے اور یہود و نصاریٰ کی نقالی ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے علماء کا فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔

''یہ علامات قیامت سے ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی ﷺ

نقل کرتے ہیں:

''لاتقوم الساعة حتی یتباھی الناس فی المساجد''

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں فخر کریں گے'' (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان)......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

''لتزخر فنھا کما ز خرت الیھود و النصاری''

تم مساجد کو ضرور یہود و نصاری کی طرح نقش ونگار کروگے

(ابوداؤد ۴۴۸، شرح السنہ ۲/ ۳۴۸ نیز بخاری میں تعلیقاً مروری ہے) اور آج بالکل یہی کیفیت ہے کہ مساجد کو اس قدر منقش کر دیا گیا ہے کہ نماز کا خشوع وخصوع متاثر ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ میں خلل اندازی ہوتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ مساجد کی دیواریں اور محراب سادہ ہوں کیونکہ نبی ﷺ نے دیوار پر لٹکے ہوئے پردے کو صرف اسلئے اتروا دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی نماز سے توجہ ہٹاتا تھا......مسجد کے محراب اور اس کی دیواروں پر بناؤ سنگھار اور نقش ونگار کرنا اور اس جیسی دیگر بے خبر کرنے والی اشیاء کی کراہت ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے دھاری دار چادر کو زائل کرنے کی یہی علت ذکر کی ہے'' ان احادیث صحیحہ اور شارحین حدیث کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ مساجد کے در و دیوار اور محراب کو منقش کرنا، شیشے وغیرہ سے مزین کرنا اور ان جیسی دیگر اشیاء مکروہ ہیں جو نماز سے نمازی کی توجہ ہٹاتی ہیں اور خشوع وخضوع اور تذلل وعاجزی میں کمی کرتے ہیں......ملخصاً

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ۲ ص ۱۲۰۷ اہلحدیث)

اسی طرح غیر مقلدین کے شیخ ابومحمد حافظ عبدالستار الحماد صاحب کا فتویٰ ہے کہ
''مساجد کی زیب و زینت اور نقش و نگاری کی مذمت کے متعلق کئی ایک احادیث میں صراحت کے ساتھ اسے علامت قیامت قرار دیتے ہوئے اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، خاص طور پر جب ایسی چیزیں فخر و مباہات کا ذریعہ بن جائیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے'' مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو چونا کچ کروں یا انہیں نقش و نگار سے آراستہ کروں'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' تم اپنی مساجد کو یہود و نصاریٰ کی طرح خوب مینا کاری سے آراستہ کرو گے [صحیح ابن حبان ۴/ ۷۰] ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ'' وہ اپنی مساجد کو فخر و مباہات کا ذریعہ بنائیں گے، نماز اور رشد و ہدایت کے سامان سے اس کی تعمیر نہیں کریں گے'' [صحیح بخاری تعلیقاً] رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ'' **جو قوم بدعملی کا شکار ہوتی ہے وہ مساجد کو نقش و نگاری اور بیل بوٹوں سے مزین کرنا شروع کر دیتی ہے**'' [ابن ماجہ: کتاب المساجد] یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے ،تاہم تائید کے لئے اسے پیش کیا جا سکتا ہے، مسجد کو مضبوط اور خوبصورت تو ضرور ہونا چاہیے لیکن نقش و نگار اور مینا کاری سے دور رکھنا چاہیے......'' ملخصاً (فتاوی اصحاب الحدیث ۲/ ۷۹)

اسی طرح'' تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۵۱ پر بحوالہ طبری حضور ﷺ کی ایک طویل حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

''ولا تزینوا بالقواریر'' مسجدوں کو شیشوں سے مزین نہ کرو۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

’’آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جنکی عمریں تھوڑی ہوں گی اور مسجدوں کومزین کریں گے اور عیسائیوں کی طرح محراب بنائیں گے پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر مصیبت ڈال دی جائے گی‘‘

☆ اور امام عزالدین ،امام نووی نے، امام ابن حجر مکی، شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب ،حضرت ملاعلی قاری اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی وغیرہ نے مساجد کی زیب وزینت کو بدعت مکروہہ قرار دیا ہے۔تو معلوم ہوا کہ مساجد میں زیب وزینت مروجہ رسم ورواج کا صریح ثبوت کسی حدیث میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی یہ عمل نبی پاک ﷺ ،صحابہ ،تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے۔

......آرائش وزیبائش اور ایک اعتراض کا جواب......

اعتراض :جب مساجد میں زیب وزینت کی ممانعت ہے تو پھر اہلسنت والجماعت بھی تو یہ کام کررہے ہیں لہذا ان پر اعتراض کیوں نہیں؟

......جواب......

اولاً تو منکریں حضرات کو یہاں خود اپنا یہ عمل ثابت کرنا چاہیے اور دین کے ٹھیکدار جو بنے بیٹھے ہیں انکو چاہیے کہ دوسروں کی فکر میں نہ پڑیں اور اپنے فعل کے جواز کے لئے ہم سنیوں کا سہارا نہ لیں۔باقی رہا ہمارا معاملہ تو ہمارے فقہاء کرام نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے کہ لوگ اپنے مکانات کو بلند وبالا اور نہایت مزین کررہے ہیں اگر اس وقت مساجد کی زینت نہ کی جائے تو اللہ کے گھر کی تحقیر ہوگی۔پس آیت کریمہ

’’وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ‘‘

اور جوکوئی اللہ کے شعائر کا ادب رکھے گا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔(پارہ:17

الحج 32)

پر نظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت دی اور فرمایا کہ مسجد کو چونے (رنگ) اور ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی کے ساتھ منقش کرنے میں کچھ حرج نہیں (کذافی الھدایہ)۔ بلکہ شامی میں لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ مسجد کو زینت دینا مستحب ہے کہ اس میں مسجد کی تعظیم ہے۔(تحدیث نعمت ۱۵۔حضرت مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مظہر اللہؒ)۔

لیکن علماء وہابیہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق یہ عمل بدعت ضلالہ ہے۔نہ ہی اس پر کوئی صریح حدیث موجود ہے اور نہ ہی یہ مروجہ عمل ثابت ہے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 11

......علماء اہلحدیث کا اجتماعی اعتکاف......

میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

یہ بات تو آپ سب جانتے ہیں کہ آجکل مختلف مساجد میں رمضان المبارک میں اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے حتا کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں بھی اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے جس میں باقاعدہ رجسٹریشن وغیرہ کا عمل بھی ہوتا ہے اور یہ سارے معاملات وہاں کے سعودی علماء کے ماتحت ہی ہوتے ہیں۔اسی طرح رمضان المبارک بلخصوص آخری عشرے میں تمام مکاتب فکر کے علماء مختلف دینی مجالس (پروگرام) منعقد کرتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ نے رمضان المبارک میں مروجہ انداز میں با قاعدہ رجسٹریشن کروا کر اجتماعی اعتکاف واجتماعی مجالس کا اہتمام کیا تھا؟

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ کے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ انداز میں رمضان المبارک میں با قاعدہ رجسٹریشن کروا کر اجتماعی اعتکاف واجتماعی مجالس کا اہتمام کیا تھا؟

اور یاد رہے کہ یہ سوالات بھی ہماری طرف سے نہیں بلکہ خود علماء اہلحدیث نے اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔اور یہ لکھا ہے کہ اجتماعی اعتکاف و اجتماعی مجالس کی نظیر نہیں ملتی ، لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

علماء اہلحدیث کے مطابق اجتماعی اعتکاف بھی بدعت

غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے نزدیک یہ سب بدعت ہے چنانچہ ان سے یہ سوال ہوا کہ

> ''ہمارے ہاں دو نئے کام شروع ہو چکے ہیں یعنی اجتماعی اعتکاف کے لئے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور طاق راتوں میں وعظ ونصیحت کی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے اس اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟''

تو اس کے جواب میں مختلف روایات بیان کر کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ

> ''ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف اور طاق راتوں کا قیام ایک انفرادی عبادت ہے ۔صرف نماز تراویح کو ادا کرنے میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی گنجائش ہے ،**اس کے علاوہ کسی مقام پر اجتماعیت نظر نہیں آتی**،اس لئے ہمیں ان قیمتی دنوں اور سنہری راتوں کو **اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی نذر نہیں کر دینا چاہیے۔رسول اللہ**

ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نظر نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص ہمارے دین میں کسی نئی چیز کو رواج دیتا ہے جس کا تعلق دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس شخص نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ رد کر دینے کے قابل ہے'' ان احادیث کا تقاضا ہے کہ ایسے اعمال و افعال سے اجتناب کیا جائے، جن کا کتاب و سنت سے ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ بدعات کے ارتکاب سے ثواب کے بجائے گناہ کا اندیشہ ہے'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث: آداب واخلاق جلد۲ ص ۴۱۵)

تو میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو! دیکھئے علماء اہلحدیث نے اس اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کو بدعت قرار دیا ہے تو ان کے فتوے سے حرمین شریفین میں جو ہر سال اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے وہ بدعت و گناہ ٹھہرا۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 12

ایک شہر کی متعدد مساجد میں نماز جمعہ

میرے مسلمان بھائیو!

نبی پاک ﷺ وصحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں ایک شہر میں متعدد مقامات پر نمازِ جمعہ ادا نہیں ہوتی تھی۔ لیکن آج آپ اپنے اردگرد ملاحظہ کیجیے کہ آپ کے اپنے محلے یا علاقے میں متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ علماء دیوبند، علماء اہلحدیث اور سعودی علماء ہی کی ایک علاقے و شہر کے اندر متعدد جامع مساجد ہوتی

ہیں۔اور بڑے زور وشور اور فخر کے ساتھ یہ حضرات اپنی ایک ہم مسلک جامع مسجد ہونے کے باوجود کچھ ہی فاصلے پر ہی دوسری جامع مسجد بنا کر وہاں جمعہ شروع کر دیتے ہیں۔حالانکہ ان بدعت کے ٹھیکے داروں کو چاہیے تھا کہ ایک ہی جامع مسجد بناتے اور اپنے عدم الفعل والے طریقۂ استدلال کی بنیاد پر دیگر جامع مساجد بنانے کو بدعت قرار دیتے۔پھر عصرِ حاضر میں تو تیز رفتار ٹرانسپورٹ بھی موجود ہے اور نہایت آسانی کے ساتھ ایک ہی شہر کے لوگ بڑی جامع مسجد میں آسکتے ہیں جبکہ خیر القرون میں تو کافی دشواریاں تھیں۔لیکن انہوں نے اس قدر دشواریوں کے باوجود اپنے اپنے علاقے یا ایک شہر میں متعدد جامع مساجد نہیں بنوائیں۔تو پھر علماء وہابیہ کو کیا سوجھی کہ عصر حاضر میں سہولتوں اور آسانیوں کے باوجود ایسا کام کر رہے ہیں جس کا ثبوت نبی پاک ﷺ، صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے نہیں ملتا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔

۞ ......کیا صحابہ [کرام علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔

۞ ......کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو؟

۞ ......کیا تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو؟

یاد رہے مساجد بنانا ثواب وعبادت ہے لہٰذا اپنے اس عمل پر اپنی عادت کے مطابق دنیاوی تاویلات پیش نہیں کر سکتے نیز جب یہ کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین، تبع تابعین علیہم

الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو اب آپ اپنے ہی اصول وقواعد بدعت کے مطابق ایسا کام ایجاد کر کے بدعتی نہیں ٹھہرے؟ اور پھر آپ ہی کے اصول کے مطابق اگر یہ کام اچھا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین، تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کیوں نہ کیا؟

متعدد مساجد میں جمعہ ثابت نہیں

اب آیئے علماء وہابیہ کی کتب سے اسی عمل کے بارے میں فتوے ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمل ثابت ہے کہ نہیں؟ تو علمائے وہابیہ کے نزدیک معتبر شخصیت عبدالحئی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں''

(فتاویٰ عبدالحئی جلد ا صفحہ ۲۱۱)

اسی طرح علماء اہلحدیث کے بزرگ شمس الحق عظیم آبادی صاحب کا فتویٰ ہے کہ

''ایک شہر میں بغیر عذر شرعی کے متعدد جگہ نماز جمعہ قائم کر لینے اور محض اپنی کسل اور ہوائے نفس وتغافل سے مسجدِ جامع میں نمازِ جمعہ کے واسطے مجتمع نہ ہونا خلاف سنتِ مطہرہ رسول اللہ ﷺ و خلاف عمل و طریقہ خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ کے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک وخلفائے راشدین کے عہد رشد میں یہی طریقہ تھا، بلکہ لوگ مامور تھے کہ مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ منورہ کے سب مکلفین مسجد نبوی میں مجتمع ہو کر ادائے نماز جمعہ کریں جیسا کہ حافظ ابن المنذر نے کتاب الاشراف میں اور حافظ بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں اور شیخ الاسلام ابن حجر نے تلخیص الجیر میں لکھا ہے ......الخ'' (فتاوی مولانا شمس الحق عظیم آبادی: ص ۱۸۴ سوال نمبر ۳۹)

پھر علماء وہابیہ کا اصول ''عدم الفعل'' سے بھی مذکورہ عمل بدعت ضلالہ ٹھہرا تو پھر خود وہابی دیوبندی بدعتی وجہنمی ٹھہرے کیونکہ ایک ہی شہر میں ان کی متعدد مساجد میں جمعہ ادا کیا جاتا ہے

۔لہذا وہابی اپنے اصول کے مطابق قرآن یا حدیث سے اس عمل پر دلیل خاص پیش کریں ۔عجب معاملہ ہے کہ گئے تھے نماز جمعہ پڑھنے اور ہو گئے بدعتی و جہنمی ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 13

......جمعہ کی اذان ثانی بدعت؟......

میرے مسلمان بھائیو!

علماء وہابیہ یہ آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ '' آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (پارہ 6 المائدہ ۳) پڑھ کر کہتے ہیں کہ تو دین تو مکمل ہو چکا لہذا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کوئی بھی نیا کام ایجاد کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ و رسول سے بڑا قرار دینے کا دعویٰ کرنا ہے۔اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے۔

تو ہم سنی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس اصول سے تو نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خود صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے نئے کام بھی بدعت ٹھہریں گے اور ان پر بھی یہی اعتراضات وارد ہوں گے ۔معاذ اللہ !جیسے کے جمعہ کی اذان ثانی کا نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اضافہ کیا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں جمعہ کی اذان ثانی کا ثبوت موجود ہے؟
- ......کیا نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں جمعہ کی اذان ثانی دی جاتی تھی؟

﴿﴾......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس اذان ثانی پر بھی مذکورہ اعتراض عائد ہوگا کہ نہیں؟

﴿﴾......''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ' دین کے مکمل ہونے اور وصال نبی ﷺ کے بعد صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کا نیا عمل بھی دین میں اضافہ کہلائے گا کہ نہیں؟ اور اس آیت کے تحت صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے کئے ہوئے کاموں کے بارے میں کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟

﴿﴾......اور حضرت عثمان غنی کی طرف سے اذان ثانی کا اضافہ دین کامل میں اضافہ ہے یا نہیں؟

﴿﴾......اور اگر یہ اضافہ بھلائی کا کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کر دیتا، یہ اعتراض یہاں بھی وارد ہوگا کہ نہیں؟

﴿﴾......اذان ثانی کا ضافہ کر کے کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دین سازی کی ہے یا نہیں؟

﴿﴾......کیا آپ نے دین اسلام کے ناقص ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

﴿﴾......کیا آپ کا یہ عمل، عمل خیر ہے؟

﴿﴾......اور خود صحابۂ کرام نے اس عمل پر ان کا ساتھ دے کر اچھا کام کیا یا برا کام کیا؟ جواب اصول وقواعدِ بدعت کو سامنے رکھ کر دیں؟

جمعہ کی اذان ثانی بدعت؟

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا:

''سائب بن یزید سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کہنے کا حکم عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا جبکہ مسجد میں آنے والوں کی تعدا بڑھ گئی ورنہ (عہد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں) جمعہ کے روز صرف اُس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا'' (صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعہ صفحہ ۴۱۰)

امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) نے سیدنا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ

"قال الاذان الاول یو م الجمعة بدعة" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کی پہلی اذان بدعت (نیا عمل) ہے۔ (ابن ابی شیبہ ،المصنف جلد۱ص ۴۷۰رقم ۵۴۳۷،ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد۲ص ۳۹۴)

ہر "بدعت" پر حرام وگمراہی کا حکم کرنے والے کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بھی حرام وگمراہی قرار دیں گے؟ معاذ اللہ! بلکہ علماء وہابیہ اہلحدیث نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دے دیا ہے۔

۞ ......چنانچہ غیر مقلدین اہلحدیث کے مولوی محمد صاحب جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حضور ﷺ کے زمانہ اور آپ کے بعد دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا ہاں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں، پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں" (فتاویٰ ستاریہ ۳/ ۸۵)

۞ ......اسی طرح غیر مقلدین کے مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس میاں صاحب دہلوی رقمطراز ہیں:

"اب مسجد میں وہ اذان کہنا بدعت ہے" (فتاوی ستاریہ ۳/ ۸۷)

۞ ......اسی طرح غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ "الاعتصام" کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

"جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے دو اذان کی ضرورت نہیں ......لہٰذا اذان عثمانی جسکو پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے" (فتاویٰ علماء حدیث ۲/ ۱۷۹)۔

(بحوالہ تلخیص ادلہ: ص ۲۵۰: تلخیص عبد الوحید معاویہ دیوبندی)

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 14

......تزئین وطباعت اوراعراب قرآن......

☆ پیارے آقا ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان (یعنی قرون ثلثہ) میں قرآن پاک آج کی طرح موجودہ صورت مثلاً کتابی صورت، تزئین وطباعت کے ساتھ نیز اردو، انگلش، فارسی، وغیرہ مختلف زبانوں میں تراجم وحواشی میں نہیں تھا بلکہ بغیر اعراب کے بالکل سادہ جانوروں کی کھالوں پر پتھروں پر درخت کے پتوں وغیرہ پر لکھا ہوا ہوتا تھا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں مذکورہ عمل (موجودہ طباعت کے ساتھ کتابی صورت میں) کا ثبوت موجود ہے؟

۞ ......جو اچھا کام نبی پاک ﷺ نے نہیں کیا تو بعد میں صحابہ کا اس کو اچھا قرار دیکر کرنا شرعاً جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو جو اچھا کام صحابہ نے نہیں کیے اگر بعد والے اس کو اچھا سمجھ کر کریں تو شرعاً جائز ہی رہے گا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کس نص صریح سے اس کی ممانعت ہوگی؟

......قرآن کی تزئین وطباعت......

بعض حضرات اس معاملہ پر یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس عمل کو کوئی دین نہیں سمجھتا، اور اعراب لگانے سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ بغیر اعراب والے قرآن سے زیادہ ثواب ملتا ہے لہذا یہ عمل بدعت نہیں۔

ازالہ......: تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب آپ اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل

خاص پیش کریں، کوئی حدیث صحیح صریح پیش کریں، اپنے قیاس کو حجت نہ بنائیں اور نہ ہی آپ کا قیاس شرعاً حجت ہے۔ پھر معاملہ اعراب کے بغیر قرآن اور اعراب والے قرآن کے ثواب کا نہیں! بلکہ بحث تو اس میں ہے کہ جب آپ لوگوں کے نزدیک کل بدعت ضلالہ، عدم الفعل اور دلیل خاص جیسے اصولوں سے بدعات پر گفتگو کی جاتی ہے تو اب انہی اصولوں سے یہ بھی بدعت ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیوں؟ وجہ فرق بیان کیجئے؟

☆ پھر قرآن پاک میں باقاعدہ واضح اعراب (زبر، زیر، پیش وغیرہ) قرون ثلثہ میں نہیں تھے۔ بلکہ حجاج بن یوسف کے دورِ حکومت میں لگائے گے ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبد الرزاق جلد۴ ص۳۲۲ پر ہے کہ ابن مسعود اور مجاہد اور ابراہیم رضی اللہ علیہم اجمعین قرآن پاک میں نقطے (حرف کے اوپر نیچے کے نقطے) اور دس دس آیات پر نشان لگانا مکروہ فرماتے تھے۔ ایسے ہی نظام الدین کیرانوی نے بھی فقہ کی مشہور کتاب جوہرہ سے بھی نقل کیا بلکہ حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ کی جلد ا پر لکھا ہے کہ سورتوں کے نام اور ان کا مکی مدنی ہونا اور آیات کی تعداد جیسے امور پہلے قرآن میں نہ ہوتے تھے بلکہ یہ امور محدثہ ہیں جو کہ بعد کے قرآن میں واقع ہو گے۔ (بحوالہ ضیائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مئی ۲۰۰۴)

اب آپ علماء وہابیہ کی تاویل اس وجہ سے بھی باطل ٹھہری کہ ان سلف صالحین نے اس عمل کو مکروہ اور محدثہ قرار دیا تھا۔ پھر آپ کا صرف کہہ دینا اس وقت تک کچھ اہمیت نہیں رکھتا جب تک آپ اپنے اصول وقواعد کے مطابق اپنے دعوے پر کوئی دلیل خاص پیش نہ کریں۔

یاد رہے کہ آپ حضرات اکثر جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نئے کام میں کچھ ہرج نہیں، دینی کام نہیں، ثواب کا کام نہیں، تخصیص نہیں، التزام نہیں، یہ سب اصول محض تاویلات باطلہ ہیں کوئی شرعی دلائل نہیں لہذا آپ حضرات ان تاویلات کی بجائے دلائل پیش کیا کریں۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 15

......''تلاوت کے آخر میں صدق اللہ العظیم کہنا'' بدعت......

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو!

آپنے اکثر دیکھا اور سنا ہوگا کہ غیر مقلدین اہلحدیث وسعودی اور دیوبندی علماء کے پروگراموں میں جب تلاوت قرآن پاک کی جاتی ہے تو آخر میں قاری صاحب ''**صدق اللہ العظیم**'' کہتے ہیں۔ حالانکہ علماء وہابیہ کے ''فتاوی اسلامیہ'' کے مطابق یہ عمل قرآن پاک کی کسی آیت یا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا عمل کیا تھا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی آیت میں یہ حکم دیا کہ جب تلاوت قرآن پاک کرو تو آخر میں ''**صدق الله العظیم**'' کہا کرو؟

۞......کیا نبی پاک ﷺ تلاوت فرماتے تو آخر میں '' **صدق الله العظیم** '' کہا کرتے تھے؟

۞......کیا نبی پاک ﷺ نے کہیں یہ حکم دیا کہ جب تلاوت قرآن پاک کرو تو آخر میں صدق اللہ العظیم کہا کرو؟

۞......کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے یہ ثابت ہے کہ جب آپ تلاوت فرماتے تو آخر میں **صدق الله العظیم** کہتے تھے؟

۞......جب یہ کام نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں تو علماء وہابیہ

اوران کے بڑے بڑے حفاظ صاحبان اس پر عمل کر کے اپنے ہی اصولِ بدعت سے بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

صدق اللہ العظیم کہنے پر سعودی فتویٰ

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ وہابی علماء کے مطابق تلاوت کے بعد''**صدق الله العظيم**'' کہنا ناجائز اور بدعت ہے چنانچہ ان سے سوال ہوا کہ

''قرآن مجید کی تلاوت کے بعد[صدق اللہ العظیم] کہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟''

تو اس سوال کے جواب میں وہابی مفتی صاحب نے فتوی دیا کہ

''قرآن مجید کی تلاوت کے بعد[صدق اللہ العظیم] کہنے کی سنت (رسول ﷺ) سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ کہنے کا رواج عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بہت بعد اسی آخری دور میں ہوا ہے۔<u>لاریب قائل (قاری) کا[صدق اللہ العظیم] کہنا ،اللہ تعالیٰ کی ثناء اوراس کی عبادت ہے اور جب یہ عبادت ہے تو پھر یہ جائز نہیں</u> کہ ہم شرعی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کریں اور جب ان الفاظ کے کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان الفاظ کے ساتھ تلاوت کو ختم کرنا مشروع و مسنون نہیں ہے۔لہٰذا تلاوت ختم کرنے کے بعد[صدق اللہ العظیم]نہیں کہنا چاہیے۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا[قل صدق اللہ] آل عمران ۳/ ۹۵ تو اس[تاویل] کا جواب یہ ہے کہ ہاں !اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ [صدق اللہ] لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تم تلاوت ختم کرو تو

یہ کہو [صدق اللہ العظیم]، نبی اکرم ﷺ بھی قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں [ہے] کہ آپ ﷺ نے کبھی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہا ہو۔ الخ (فتاوی اسلامیہ: القرآن الکریم: جلد چہارم ص29)

علماء وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

۞ ......"قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنا سنت (رسول ﷺ) سے ثابت نہیں (تو اصول وہابیہ سے بدعت ٹھہرا)۔

۞ ......"قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں (تو اصول وہابیہ سے بدعت ٹھہرا)۔

۞ ......"یہ کہنے کا رواج عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بہت بعد اسی آخری دور میں ہوا ہے۔ اسی لئے سعودی مفتی نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیا۔

۞ ......صدق اللہ العظیم کہنا، اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اس کی عبادت ہے اور بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کرنا جائز نہیں۔

۞ ......وہابی فتوے کے مطابق تلاوت ختم کرنے کے بعد [صدق اللہ العظیم] نہیں کہنا چاہیے۔

۞ ......وہابی فتوے کے مطابق نبی اکرم ﷺ بھی قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہا ہو۔

۞ ......سچ ہے "خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے"۔ اس فتوے کا عجوبہ یہ ہے کہ وہابی مفتی صاحب نے "**صدق اللہ العظیم**" کو لاریب عبادت تسلیم کیا پھر آگے چل کر اسے بدعت بھی قرار دے دیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ عبادت ہے تو بدعت کیسے ہوا؟ اور اگر بدعت ہے تو عبادت کیسے ہوا؟ عبادت کو بدعت اور بدعت کو عبادت قرار دینے پر بے ساختہ

یہ شعر یاد آ گیا:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لا حول ولا قوة الا بالله العظيم.

لہٰذا اب وہ تمام وہابی دیوبندی قاری حضرات جو تلاوت کے آخر میں ''صدق اللہ العظیم'' کہتے رہے اور اب بھی کہہ رہے ہیں وہ سب اس فتوے کے مطابق بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹھہرے۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 16

...... ہر فرض نماز کے بعد نماز جنازہ بدعت؟ ......

سعودی عرب حرمین شریفین میں فرض نماز کی جماعت کے فوراً بعد نماز جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔ جیسے ہی فرض نماز ختم ہوتی ہے تو چند منٹ کے وقفے کے بعد نماز جنازہ کی نماز کا اعلان کیا جاتا ہے اور پھر نمازِ جنازہ مسجد کے اندر ہی با جماعت ادا کرتے ہیں۔ جبکہ میت کے لئے ایک مخصوص کمرہ ہے جہاں اس کو رکھا جاتا ہے اور سعودی امام مسجد حرام و مسجد نبوی کے اندر کھڑا ہو کر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں ہر فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت موجود ہے؟

۞ ...... نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ، اور کس کس صحابی یا صحابیہ کا نماز جنازہ فرض نمازوں کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی پڑھایا؟

۞ ......خلفاء راشدین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرمین شریفین کے اندر ہی پڑھایا؟

۞ ......صحابہ، تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرم شریف کے اندر ہی پڑھایا؟

یہاں گفتگو جائز و ناجائز میں نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا یہ مروجہ سعودی طریقہ نبی پاک ﷺ ،صحابہ، تابعین ، یا تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول ہے کہ نہیں؟ اور منقول ہے تو ثبوت پیش کریں اور اگر منقول نہیں تو بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟ تو اس مروجہ طریقے پر نماز جنازہ پڑھانے والا اور پڑھنے والے سب بدعتی ، گمراہ اور جہنمی ہوئے کہ نہیں؟

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 17

''وہابیوں دیوبندیوں کی ''بدعاتِ مناظرہ''

سعودی علماء تو میدان مناظرہ میں نہیں آتے لیکن دیوبندی و اہلحدیث حضرات مجبوراً اپنی ساخت کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مناظرہ کرنے کیلئے کبھی راضی بھی ہو جاتے ہیں ۔ پھر مناظرے کیلئے جلسے و محافل کا انعقاد کرتے ہیں ۔ درحقیقت ان کے مناظرے، مناظرے نہیں مجادلے ہی ہوتے ہیں جن میں لڑائی ، جھگڑے ، طعن و تشنیع ،الزامات و بہتانات اور فریق مخالف کو بدنام و رسوا کرنا ہی ان کا مقصد ہوتا ہے۔ تاہم

اب ہم اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کوئی ایک جلسہ یا اجتماع مروجہ انداز میں مناظرے کے لئے کیا؟

۞ ......کیا خلفائے راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے کسی بد مذہب کے ساتھ مروجہ انداز میں مناظرہ کے لئے جلسہ واجتماع کیا؟ کیا کسی صحابی یا تابعی نے اپنی زندگی میں اس مروجہ انداز میں مناظرے کئے؟ اگر کئے تو ثبوت پیش کریں اور اگر نہیں کئے تو یہ آپ کے اصول بدعت کے مطابق بدعت وگمراہی ہے یا نہیں؟ پھر آپ کے جملہ مناظرین اس عمل کے کرنے کی وجہ سے بدعتی وگمراہ ہوئے کہ نہیں؟

نوٹ ......: ہم سنیوں کے نزدیک یہ مروجہ مناظرے کرنا ''بدعت مستحبہ'' ہے۔ جیسا کہ امام عزالدین رحمتہ اللہ علیہ اور شارح صحیح مسلم امام نووی نے ''بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسے'' کو بدعت مستحبہ کہا۔ (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲: ۳۳۷، تہذیب الاسماء و اللغات ۳: ۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱: ۲۸۶)

ہم سنیوں کے معمولات کو بدعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے کیلئے میدان مناظرہ میں آنے والے تمام مخالفین حضرات کو چاہیے کہ پہلے اسی موضوع کو دلیل خاص سے ثابت کر دیں کہ مروجہ انداز میں مناظرے کے لئے اجتماع ومجلس کا قیام کس دلیل خاص سے ثابت ہے؟ اس کے بعد آگے گفتگو کیا کریں۔

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 18

......عصر حاضر کے مروجہ مدارس بدعت......

آج تمام مکاتب فکر کے ہاں دین کے نام پر مدارس کا قیام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ فی زمانناسبھی فرقوں کے علماء مروجہ مدارس کی تعمیرات کو جائز قرار دیتے ہیں، کسی نے اپنی

اصطلاح کے مطابق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنہ کہا تو کسی نے بدعت حسنہ قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کے مدرسہ صفہ کو اس کی نظیر اور دلیل ٹھہرائی۔ حالانکہ مدرسہ صفہ کے قیام اس کے طریقۂ کار اور اس کے ہیئت مسنونہ میں اور آج کل کے مروجہ شاندار آرام دہ عمارات پر مشتمل خود ساختہ قوانین کے پابند درجنوں لوازمات اور سینکڑوں بدعات و ایجادات میں جکڑے ہوئے مدارس اور اس کے طلبہ اور ان کے کاموں میں کتنا کچھ فرق ہے۔ کسی چیز میں اشتراک نہیں، نہ نام، نہ تعمیر مکان اور نہ ان کے کاموں میں، بجز اس کے کہ صفہ بھی ایک ایسا مکان تھا جس میں صحابۂ کرام علوم دینیہ کے حصول کے لئے حاضر رہتے تھے اور درحقیقت یہی ایک علت مشترکہ ہے جس کے سبب موافق و مخالف تمام علماء آج کے مروجہ مدارس کو جائز کہتے ہیں۔ یہ صورت ہم اہلسنت کے مطابق تو درست ہے لیکن علماء وہابیہ کے اپنے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق یہ قطعاً درست نہیں کیونکہ یہ کوئی دلیلِ خاص نہیں ہے جسے اصول وہابیہ کے مطابق حجت مان لیا جائے اور نہ ہی مروجہ مدارس کی ہیئت کذائیہ عمومی دلائل کی وجہ سے وہابیہ اصول و قواعد کے مطابق ثابت ہوتی ہیں۔

اگر ہر وہ نیا کام جو عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہدِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں متداول اور معمول بہ نہ رہا ہو محض اپنے نئے ہونے کی وجہ سے ناجائز و بدعت ضلالہ قرار پائے تو مروجہ اسلامی تعلیم کا نظام جس پر خود معترضین بھی عمل پیرا ہیں سب ناجائز و حرام اور بدعت قرار پائے گا۔ اجتہاد کی ساری صورتیں، قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، استدلال اور استنباط کی جملہ شکلیں اور اسی طرح دینی علوم وفنون مثلاً اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ واصولِ فقہ، ان کی تدوین، صرف ونحو، بلاغت ومعانی، دینی مدارس کی مروجہ مکمل تعلیم، طریقہ تدریس، نصاب وغیرہ اپنی موجودہ شکل وصورت میں نہ عہد رسالت میں موجود تھے اور نہ عہد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں۔ یہ تمام علوم وفنون اپنی ہیئت، اصول، اصطلاحات، تعریفات اور قواعد وضوابط کے اعتبار سے خیر القرون میں نہیں تھے۔ تو کیا ان

سب کو کل بدعۃ ضلالہ کے تحت بدعت قرار دے کرنا جائز وحرام کہہ دیا جائے گا؟ آج معترضعین کے یہاں بھی با قاعدہ تعین اوقات وتعین نصاب کیساتھ درس نظامی کا آٹھ سالہ کورس جاری ہے اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم فاضل ہیں ذرااسی دینی تعلیم کا مروجہ طریقہ خیر القرون سے ثابت تو کیجئے؟ آپ کے اصول سے تو یہ مروجہ طریقہ بھی بدعت (نیا کام) ہی ہے۔

اب ہم اہلحدیث،سعودی اور دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ......کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ مدارس اوران کا نظام تعلیم ہیت کذائیہ کے ساتھ ثابت ہے؟
- ......کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کوئی ایک مدرسہ بنا کراس کا نام ''دارالعلوم''رکھا؟ کیا ہیئت مخصوصہ کے ساتھ نظام تعلیم اور ایام واوقات کی تخصیص اور مخصوص تعلیمی نصاب مقرر کرنا ثابت ہے؟
- ......کیا مدراس سے فارغ ہونے والے علماء کی دستار بندی اور سندیں دینا ثابت ہے؟

......مروجہ مدارس کی شرعی حیثیت......

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مروجہ مدارس کے بارے میں علماء نے کیا حکم فرمایا ہے۔چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ

''ومن البدع المندوبة احداث نحو المدارس''

مدارس وغیرہ کا بنانا بدعات مندوبہ(مستحبہ)میں سے ہے۔(فتاویٰ حدیثہ ص ۱۰۹)۔

اسی طرح عبدالحئ صاحب لکھتے ہیں کہ

''بناء مدارس کا مروجہ طریقہ بدعت ہے'' (فتاویٰ عبدالحئ جلد۳ صفحہ ۱۲۹)

اسی طرح امام عزالدین،امام نووی، امام ابن حجر مکی، شیخ محمد شمس الدین الشربینی

الخطیب، ملاعلی قاری، شیخ عبدالحق، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی اور علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے ''دینی مدارس کے قیام'' ہی کو بدعت مستحبہ قرار دیا۔ جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔

ان جید و معتبر علماء امت نے جن کے ذریعے ہم تک اسلام کی تعلیمات پہونچیں ہیں وہ تو بلاشبہ ان مدارس کے قیام کو بدعت مندوبہ قرار دیتے۔ مگر حیرت ہے علماء وہابیہ پر کہ جن کے اصول و قواعد بدعت کے مطابق یقیناً یہ مدارس، ان کا نظام تعلیم، مروجہ نصاب نیز طریقہ تعلیم اور ان سب کا التزام، سب ناجائز و حرام اور بدعت ہے۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی بھی چیز خیر القرون میں ثابت نہیں جب کہ یہ حضرات یہ سارے کام دین ہی کے نام پر کرتے ہیں اور اس کا التزام بھی کرتے ہیں۔ مگر اس کے باجود معترضعین حضرات اپنی منفعت کے پیش نظر مدرسے بنوانے میں عمریں گزار دیتے ہیں اور بدعت (مستحبہ) کی محبت میں اس قدر غرق ہیں کہ اپنے سارے اصول و قواعد بھول کر پوری قوت کے ساتھ اس بدعت کے فروغ پر کمر بستہ ہیں۔ مگر جیسے ہی کسی مسلمان نے محفل میلاد قائم کی، نبی ﷺ کی عظمت والی مجلس سجائی فوراً انھیں اپنے اصول یاد آجاتے ہیں اور پھر بدعت بدعت چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ **لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔**

باقی جو حضرات ''مدرسہ صفہ'' کو مروجہ مدارس کی دلیل بناتے ہیں وہ خود ان کے اپنے اصول و قواعدِ بدعت کے مطابق درست نہیں۔ کیونکہ ''مدرسہ صفہ'' اور ''مروجہ مدارس'' میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو کہ انہی کے اصول کے رو سے مطابقت نہیں رکھتا۔ جس کو تفصیلی جواب درکار ہو ''انوار ساطعہ۔ جدید صفحہ 62، تسہیل و تجدید، تخریج و تحقیق: محمد افروز قادری چڑیا کوٹی، رضوی کتاب گھر دہلی نمبر ۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 19

﴿وہابیوں کی ''کتب وتصنیفات'' بدعت ضلالہ﴾

مفتی مکہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جمع الوسائل شرح الشمائل میں لکھتے ہیں کہ

''ان التصنیف حدث بعد ذالک''

تصنیف وتالیف کا آغاز حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس کے بعد ہوا۔

(جمع الوسائل شرح الشمائل بحوالہ بدعت ہی بدعت: ۴۸۔اویسیؒ)

اور علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ''علمی کتب تصنیف کرنے کو بدعت مستحبہ فرمایا'' (روح المعانی ۱۴: ۱۹۲)

علماء دیوبند کے جسٹس مولوی محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں کہ

''حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں''۔ (بدعت ایک گمراہی: ص۲۹)

یعنی نبی پاک ﷺ کے زمانے میں مختلف موضوعات پر کتابیں نہیں لکھی گئی تھیں تمام حضرات یہ جانتے ہیں کہ آج تمام مکتبۂ فکر کے علماء مختلف موضوعات پر کتابیں لکھتے اوران کو شائع کرتے اوراس کام کو دینی خدمت اور باعث اجر وثواب بھی تسلیم کرتے ہیں بلکہ بعض حضرات تو حصولِ ثواب کی غرض سے مختلف کتب ورسائل مفت تقسیم بھی کرتے ہیں۔آپ دیوبندی، اہلحدیث، سعودی علماء کے دینی مکتبوں پر جا کر دیکھ سکتے ہیں وہاں درجنوں موضوعات پر مختلف کتب مل سکتی ہیں۔ مثلاً توحید وشرک، سنت اور بدعت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم غیب، حاضر وناظر، اس کے علاوہ تبلیغ دین کے موضوع پر، حج وعمرہ کے موضوع پر، نماز

کے موضوع پر، جہاد کے موضوع پر، حیات الانبیاء، ختم نبوت ﷺ الغرض مختلف موضوعات پر کتابیں علماء دیوبند، اہلحدیث اور سعودی علماء کے مکتبوں اور اشاعتی اداروں سے ملتی ہیں۔اور یہ علماء اس کام کو دینی کام، اجر وثواب اور دنیا و آخرت میں بھلائی و کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔جیسا کہ اس کا برملا اظہار ان کی بعض کتب کے پیش لفظ، تقریظات وحرف آغاز یا اختتام کے تحت کیا جاتا ہے۔

حالانکہ وہابیوں کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق یہ کام نبی پاک ﷺ کے زمانے میں موجود نہیں تھا تو یہ بدعت ٹھہرا تو ان کے اپنے اصول سے تمام وہابی دیوبندی مصنفین و مولفین بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹھہرے۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا رسول اللہ ﷺ نے توحید وسنت، شرک و بدعت، حیات الانبیاء، ختم نبوت، وغیرہ وغیرہ موضوع پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞ ......کیا خلفاء راشدین علہیم الرضوان اجمعین نے توحید وسنت، شرک و بدعت، حیات الانبیاء ، ختم نبوت، وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞ ......کیا صحابہ علہیم الرضوان اجمعین نے توحید وسنت، شرک و بدعت، حیات الانبیاء، ختم نبوت ، وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞ ......اگر ان موضوعات پر باقاعدہ رسول اللہ ﷺ یا حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی علہیم الرضوان اجمعین نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ لکھوائی، نہ شائع کروئی تو پھر

آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق ایسا کام جو ان سے ثابت نہیں بدعت ٹھہرا کہ نہیں؟

۞ ...... جب نبی پاک ﷺ کے وصال شریف سے قبل دین مکمل ہوگیا اور اس زمانے میں ایسا اچھا کام نہ کیا گیا تو اب اس اصول کے مطابق ایسا نیا اچھا کام کرنا دین میں اضافہ کرنا نہیں ؟ کیا آپ کے اصول کے مطابق آپ ﷺ سے آگے بڑھنا نہیں ہے؟

۞ ...... جب آپ کے نزدیک ''کل بدعۃ ضلالہ'' میں ''کل'' عموم کا ہے تو پھر کل کی عمومیت سے یہ تمام تصنیفی واشاعتی کام کس طرح خارج ہیں؟ اور پھر آپ اس کام کو دینی خدمت اور کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں کہ نہیں؟ اگر یہ دینی کام اور کار ثواب نہیں تو کھلا اعلان کریں اور اگر ہے تو آپ کے اصول وقواعد سے بدعت ضلالہ ٹھہرا کہ نہیں؟

پھر للدین بھی سمجھ کر کرو تب بھی کام تو دینی ہی ہے اور اس کی ایک شرعی حیثیت تو مقرر ہے لہٰذا للدین کی تاویل بھی نہیں چل سکتی بلکہ للدین کی تاویل ہی خود ساختہ و من گھڑت ہے اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے نہیں ملتا لہٰذا للدین کی تاویل کرنے والے پہلے اپنا یہ للدین والا اصول کسی دلیل خاص سے ثابت کریں ورنہ اس تعلق سے آپ کی ساری بحث صرف ایک بکواس سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

...... تاویل کا ازالہ ......

تاویل ......: یہاں یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ ان کتابوں کا مقصد تبلیغ دین ہے۔

ازالہ ......: تو ہم عرض کریں گے کہ کیا اللہ عزوجل کے پیارے رسول ﷺ اور پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بغیر کتابیں لکھے دین کی تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا؟ کیا کتابیں تحریر کیے بغیر قرآن وسنت سے ان مسائل پر روشنی نہیں پڑسکتی یا تبلیغ دین کا کام نہیں ہوسکتا؟ پھر آپ علماء وہابیہ کا تو یہ اصول ہے کہ جو کام آپ ﷺ اور صحابہ وتابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ نہیں کرنا چاہیے تو پھر جو کام حضور اکرم ﷺ نے نہیں کیا وہ کام آپ کیوں کر رہے

ہیں؟ جو کام صحابہ، تابعین، تبع تابعینکرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ کام آپ کیوں کر رہے ہیں؟ اگر کتابیں لکھ کر تبلیغ دین کی ضرورت ہوتی تو اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ سے یہ کام کرواتا، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے یہ کام کرواتا لیکن آپ عجیب لوگ ہیں کہ جو کام آپ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ آپ کر رہے ہیں۔ اور پھر کتابیں لکھنے کو دینی خدمت اور ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں جبکہ یہ سب تو آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعد کے مطابق تو بدعت ضلالہ ہے۔ لیکن جب آپ کی جان پر بنی تو اپنے اصول وقواعد چھوڑ کر بغیر دلیل خاص کے محض اپنی تاویلات سے اس کو جائز تسلیم کر لیا۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ وہابی حضرات اپنے حق میں ہر چیز کو جائز و درست کر لیتے ہیں لیکن سنیوں کے معاملے میں اصول بدل کر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ اب آیئے ملاحظہ کیجیے کہ کیا مروجہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟

علماء دیوبند کے جسٹس مولوی محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں کہ "حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں"۔ (بدعت ایک گمراہی: ص ۲۹) اور علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علمی کتب تصنیف کرنے کو بدعت مستحبہ فرمایا" (روح المعانی ۱۴:۱۹۲) مفتی مکہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تصنیف وتالیف کا آغاز حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس کے بعد ہوا۔ (جمع الوسائل شرح الشمائل)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کتاب نہیں لکھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ موضوعات وانداز میں کوئی دینی کتاب نہیں لکھی۔ اب چاہیے تو یہی تھا کہ وہابی علماء یہاں بھی کہہ دیتے کہ یہ مروجہ "تصنیفی" کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا لہذا ہم بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ نیا دینی کام ہے لہذا بدعت ہے۔ لیکن یہاں یہ حضرات اپنے اصول بھول جاتے ہیں اور مختلف موضوعات پر کتابوں پر کتابیں لکھ کر خود اپنے ہی اصول وقواعد بدعت سے اپنے آپ کو بدعتی، گمراہ اور جہنمی ثابت کر دیتے ہیں۔

تصنیفات کے آغاز میں درود شریف لکھنا بدعت

یہاں پر یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ مفتی مکہ حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جمع الوسائل شرح الشمائل ج ا ص ۵ میں لکھا ہے کہ کہ

"ان السلف کا نوا الم یکونوا امر تکبین صدور الکتب و الرسائل بالصلوۃ فانہ امر محدث فی الولایۃ الھا شمیۃ الا ان الامۃ لم تنکر ھا و عملوا"

سلف صالحین کا طریقہ نہیں تھا کہ کتب کی تصنیف میں صلوۃ وسلام کا لفظ لائیں (یعنی لکھیں) ولایت ہاشمیہ کے دور میں بدعت شروع ہوئی جو تا حال بلا انکار رائج ہے" (حاشیہ علی القاری مافی الشفاء، النبر اس، بحوالہ بدعت ہی بدعت: ۴۹، اویسیؒ)

لہٰذا اب اس مروجہ عمل پر بھی علماء وہابیہ کو اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص پیش کرنی چاہیے ورنہ اپنے ہی اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق یہ تسلیم کریں کہ خود ان کے اپنے علماء واکابرین اس مروجہ طریقہ کو اختیار کر کے بدعتی وگمراہ بلکہ جہنمی ٹھہرے۔

یادرہے کہ درود شریف ایک عبادت ہے اور ثواب کی نیت سے پڑھا اور لکھا جاتا ہے لہذا کوئی وہابی اس عمل کو دنیاوی یا رسمی عمل بھی نہیں کہہ سکتا۔ نیز وہابیہ کے اصول کے مطابق جب صلوۃ وسلام اذان شریف سے قبل وقفے کے ساتھ پڑھنا محض اس لئے بدعت ہے کہ اس موقعہ پر بقول ان کے درود وسلام پڑھنا ثابت نہیں تو اسی اصول کے مطابق تصنیفات کے آغاز میں دردو شریف لکھنا اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ہی ٹھہرا کیونکہ اس خاص مقام پر دردو وسلام لکھنے پر کوئی بھی دلیل خاص موجود نہیں۔ اگر وہابیہ میں ہمت ہے تو اپنی اس بدعت پر اپنے اصول وقواعد کے مطابق ثبوت پیش کریں۔

سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 20

......علماء وہابیہ کا دوران تقریر نعرے لگانا بدعت......

میرے محترم مسلمان بھائیو!

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علماء دیوبند واہلحدیث حضرات جب تقریر کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے پیروکار، شاگرد یا عوام الناس مولوی صاحب کی تقریر پر نعرے لگاتے ہیں۔

نعرہ تکبیر......اللہ اکبر　　　نعرہ رسالت......محمد رسول اللہ ﷺ

مولانا فلاں صاحب......زندہ باد　　　فلاں مولوی صاحب......زندہ باد

اس طرح کے بے شمار نعرے علماء وہابیہ جب خطاب و بیان کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے پیروکار، شاگرد وغیرہ لگاتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل بھی اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ہے۔

اب ہم اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عالم وخطیب وعظ کر رہا ہو تو اس دوران کوئی شخص مروجہ انداز میں نعرہ لگائے اور باقی سب حاضرینِ محفل اس کا جواب دیں۔

......کیا نبی پاک ﷺ کے وعظ کے دوران صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اس مروجہ انداز میں نعرے لگائے؟

ایسا بھی نہیں کہ یہ عمل صرف عوامی سطح پر ہے بلکہ علماء دیوبند واہلحدیث دونوں کے ہاں علماء کی مجالس میں بھی یہ مروجہ نعرے لگتے ہیں۔

......جب یہ نعرے نبی پاک ﷺ نے نہیں لگوائے، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں

لگائے ،تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں لگائے تو جو کام ان ہستیوں نے نہیں کیا آپ کیوں کررہے ہیں؟ (اب وہ اصول بدعت کہا گئے کہ) اگران میں کوئی اچھائی ہوتی تو وہ ہستیاں ضرور کرتیں لیکن انہوں نے نہیں کیا اس لئے اصول وہابیہ (جن کو ہم پچھلے صفحات میں پیش کر چکے) کے مطابق بدعت ٹھہرے۔کیا اس بدعتی عمل کی وجہ سے آپ خود بدعتی و گمراہ نہیں ہوئے؟

مروجہ نعروں کے خلاف علماء اہلحدیث کا فتویٰ

ممکن ہے کوئی یہ کہہ دے کہ ''ان نعروں پر کچھ حرج نہیں اوران کے ثبوت کیلئے کوئی حدیث کا ہونا ضروری نہیں''تو آیئے ان نعروں کے بارے میں خود علماء اہلحدیث کا فتویٰ ہی ملاحظہ کیجیے چنانچہ سوال ہوا کہ

سوال ......:یہ جوآج کل اکثر مذہبی جلسوں میں نعرہ بازی ہوتی ہے ،کیسا عمل ہے؟ جیسا کہ جیوے جیوے فلاں جیوے ،فلاں زندہ باد وغیرہ؟

......جواب......

نبی اکرم ﷺ جب وعظ و نصیحت فرماتے تو اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بیان کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم توجہ سے سماعت فرماتے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو توجہ سے سننے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''وَ اِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَه وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ''

''جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' [الاعراف ۲۰۴] اس آیت کریمہ کی رو سے قرآن مجید

کے بیان کے وقت خاموشی کا حکم ہے اور دوران وعظ نعرہ بازی کرنا، یہ شور وغل ہے جو ادب قرآن کے منافی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کی کسی بھی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ کے وعظ کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح نعرے بازی کرتے ہوں۔ لہٰذا ان امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مجلۃ الدعوۃ، مارچ/۱۹۹۶ء۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل: جلداول:ص548)

اوراس کتاب پر اہلحدیث کے محقق العصر وشیخ حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی کی تقریظ بھی موجود ہے۔ چنانچہ اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

- ...... یہ مروجہ نعرے قرآن کے خلاف ہیں۔
- ...... یہ مروجہ نعرے ادب قرآن کے منافی ہیں
- ...... یہ مروجہ نعرے نبی ﷺ کی کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں۔
- ...... یہ مروجہ نعرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت نہیں۔
- ......ان مروجہ نعروں سے وہابی حضرات کو بچنا چاہئے۔

تو اب ان مروجہ نعروں کا بدعت و ناجائز ہونا خود ان کے فتوے سے ثابت ہو گیا۔ اب یا تو علماء اہلحدیث و دیوبندی حضرات ان نعروں کا ثبوت پیش کریں یا پھر اپنے ان تمام پیروکاروں کو بدعتی قرار دیں جو عرصے سے اس مروجہ نعروں میں مبتلا ہیں بلکہ اپنے ان علماء پر بھی فتوے جاری کریں جو ان نعروں کو سن کر خوش ہوتے ہیں اور باوجود قوت وغلبہ کے اس بدعت کی روک تھام کے لئے کوئی اقدام نہیں کرتے۔

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 21

﴿امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی بدعات﴾

تمام وہابی علماء یعنی علماء دیوبند، علماء اہلحدیث، علماء نجد سعودیہ وغیرہ کے امام اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں نئی نئی ریاضتوں، نئے نئے وظائف اور نئے اعمال واذکار کو پیش کیا گیا ہے جن کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔ یعنی نہ نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں اور نہ ہی تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں۔ لیکن خدا جانے یہ حضرات ایسے اعمال جو خاص امور دینیہ میں محض تقرب الی اللہ کیلئے کئے جاتے ہیں، ان پر عامل ہونے اور اس کی تبلیغ واشاعت کے باوجود بدعتی کیوں نہ ہوئے؟ علماء وہابیہ اپنے امام صاحب پر بدعتی ہونے کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

۞......وہابی امام اسمعیل دہلوی صاحب نے صراط مستقیم میں لکھا کہ

''ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہر قرن [زمانے] کے مطابق حال ریاضات جدا جدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ طریق کے پیشواؤں میں سے اہل تحقیق اشغال کی تجدید میں بڑی بڑی کوششیں کر گئے ہیں۔ بنا برآن مصلحت وقت اِس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس کتاب کا ایک باب ایسے اشغال جدیدہ کے بیان کیلئے جو اس وقت کے مناسب ہیں معین کیا جاوے اور طریق ثلثہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے اشغال کی تجدید سے باقی طریق کے اشغال کی تجدید پر اکتفاء کی جاوے'' (صراط مستقیم، مقدمہ تیسرا افادہ صفحہ 23)

۞......اب ان نئی نئی ریاضتوں اور نئے نئے وظائف و اعمال میں سے چند بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے۔ طریقہ قادریہ کے اشغال کے بیان میں لکھتے ہیں کہ

''پہلے پہل ذکر یک ضربی کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کو وسطِ سینہ سے بڑی شدت اور بلند آوازی سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائے'' الخ۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، پہلا افادہ صفحہ 204)

۞......اسی طرح مزید لکھتے ہیں کہ

''ذکر یک ضربی کے راسخ ہونے کے بعد بطریقِ مسطور ذکرِ دو ضربی شروع کرے اس کا طریق اس طرح ہے کہ نماز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھ کر لفظ اللہ کو وسطِ سینہ سے زور سے بلند آواز کے ساتھ نکال کر داہنے زانو میں ضرب کرے پھر متخیل آواز کے امتداد کو آہستگی سے داہنے کندھے تک کھینچ کر وسطہ سینہ تک پہنچائے اور اس طرح خیال کرے کہ اس لفظ کے ہمراہ نور برآمد ہوا ہے'' (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، دوسرا افادہ صفحہ 205)

۞......پھر لکھتے ہیں کہ

''طریقہ ذکر سہ ضربی کو یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب داہنی طرف میں اس طریق سے لگائے جو مذکور ہوا اور دوسری ضرب بائیں جانب اس طریق سے لگائے اور تیسری ضرب دل میں لگاوے۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 205)

۞......پھر آگے لکھتے ہیں کہ

''ذکر چار ضربی کا طریق یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب طریق

مذکورہ پر داہنی جانب میں لگاوے اور دوسری بائیں جانب میں اور تیسری دل میں اور چوتھی اپنے روبرو لگائے الخ۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 206)

اب ہم علماء وہابیہ اہلحدثیہ دیابنہ سعودیہ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی نئی باتیں جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں ہیں اور نہ ہی صحابہ علیھم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین علیھم الرضوان کا فعل ہے۔ تو ایسی باتیں نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کیا؟

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق یک ضربی، دوضربی، سہ ضربی، چارضربی خود لگائی ہے یا لگانے کی تعلیم فرمائی ہے؟
- ...... کیا مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق صحابہ کرام علیھم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چارضربی لگائی تھی؟ کیا فعلِ صحابہ سے یہ ثابت ہے؟
- ...... کیا مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق تابعین یا تبع تابعین کرام علیھم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دوضربی، سہ ضربی، چارضربی لگائی تھی؟ کیا ان کے فعل سے یہ ثابت ہے؟

اب کیا فرماتے ہیں معترضعین کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کر کے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب وقرب رب العالمین سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث ”**من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد**“ (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے) سے اسماعیل دہلوی اسی نئی نئی باتیں ایجاد کر کے بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

وہابی صاحبوں نے مذکورہ بالا تمام باتیں خود ایجاد فرمائیں آپ نے کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، تو کیا وہ بدعتی، فاسق، مخالف سنت قرار پائے

یا نہیں؟ کیا ان لوگوں نے ایسا کر کے دین اسلام کے ناقص ہونے کا دعویٰ نہیں کیا؟ ان کا یہ عمل اللہ عزوجل و رسول ﷺ کے مقابلے میں اب دین سازی ہوا کہ نہیں؟ کیا خود یہ لوگ منصب تشریع پر فائز ہوئے یا نہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ جو لوگ اس قسم کی نئی باتیں دین میں ایجاد کرتے ہیں، اسے رواج دیتے ہیں، اس کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں، کتابوں میں چھاپتے ہیں، وہ خود بحکم حدیث بدعتی و گمراہ ہوئے کہ نہیں؟ تو ایسوں کو اپنا امام اور پیشوا ماننا از روئے شریعت مطہرہ کیا حکم رکھتا ہے؟

امید ہے جواب دیتے وقت اپنے وہابی اصول وقواعد کو ضرور سامنے رکھیں گے۔ اور کیا ان سے یہ کہنے کی اجازت ہوگی کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام و تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے تو اگر تمھارے ایجاد کردہ ان نئے کاموں میں کچھ بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے۔ اب تو مخالفین خود اپنے علماء وہابیہ پر یہ اعتراض کیوں نہیں کرتے؟

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 22

علماء وہابیہ کی کتاب صراط مستقیم میں یہ لکھا ہے کہ اگر نماز میں وسوسہ آجائے تو اس کے تدراک میں اتنی اتنی رکعتیں نماز پڑھیں۔ چنانچہ دیوبندی، اہلحدیث اور سعودی علماء کے متفقہ و معتبر بزرگ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اگر شیطان یا نفس کی طرف سے اس وسوسے کے علاوہ کوئی اور وسوسہ ہے تو اس کا یہ علاج ہے کہ مثلاً اگر وسوسہ ظہر کی نماز میں پیش آیا ہے تو

فرض اور سنتوں سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں وسوسے کو دل سے بالکل نکال کر سولہ[16] رکعتیں نماز پڑھے اور یہ جب کہ ساری رکعتوں میں خیالات کا سلسلہ لگا رہا تھا اور اگر ساری رکعتوں میں وسوسے نہیں رہے تھے بلکہ بعض تو حضور کے ساتھ خیالات سے خالی پڑھی تھیں اور بعض خیالات سے آلودہ ہوگئی تھیں تو وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے اور مغرب کی نماز کے بعد عصر کا تدراک کرے اور اس کے بعد نمازِ مغرب کا اور اسی طرح عشاء کا تدراک اس کے بعد کرے اور فجر کا تدراک طلوع آفتاب کے بعد چاہیے تاکہ نفل ناجائز نہ ہو جائیں اور چونکہ نفس کے واسطے یہ کام نہایت......الخ (صراط مستقیم صفحہ 170)

اس وسوسے کو صرفِ ہمت کا نام دیں یا خیال وتصور مانیں، یا کوئی بھی وسوسہ مانیں فی الحال اس پر بحث نہیں بلکہ سوال صرف یہ ہے کہ اگر ایسا معاملہ نماز میں درپیش آتا ہے تو ایک [1] رکعت کے بدلے [4] چار رکعتیں اور چار [4] رکعتوں کے بدلے سولہ [16] رکعتیں پڑھنے کا جو حکم علماء اہلحدیث، دیابنہ، سعودیہ کے بزرگ کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں دیا گیا ہے آخر اس کا ثبوت کہاں سے؟

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞......وسوسے آنے کی صورت میں مذکورہ نماز کا طریقہ کون سی حدیث صریح سے ثابت ہے؟ دلیل خاص؟

۞......کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کو یہ طریقہ بتایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آجائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

۞......کیا صحابہ کرام علیھم الرضوان اجمعین نے یہ طریقہ بتایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آ جائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

۞......کیا تابعین یا تبع تابعین کرام علیھم الرضوان اجمعین نے یہ طریقہ سیکھایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آ جائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

۞......نماز خواہ نفلی ہی ہو خالص اللہ عزوجل کی عبادت اور کار ثواب ہے تو اب مروجہ نماز کا طریقہ جو خالص عبادت اور کار ثواب پر مشتمل ہے اس کا ثبوت علماء وہابیہ اپنے اصول وقواعد بدعت کے مطابق پیش کریں ورنہ اپنے اصول وقواعد کے مطابق ''**کل بدعة ضلالة** '' کے تحت شاہ اسماعیل دہلوی کو بدعتی و گمراہ قرار دیں۔

......وسوسوں میں مبتلا وہابیوں اب عمل کرو......

اسماعیل دہلوی صاحب کے مذکورہ عمل کے مطابق اگر پانچوں نمازوں کے صرف فرضوں میں یہ وسوسے آ گئے تو ایک دن میں صرف فرض نمازوں کی 17 رکعتیں بنتی ہیں تو گویا [17x4=68] 68 رکعتیں پڑھنی پڑھیں گی، اور اسی طرح پانچوں نمازوں کی سنتوں ،نوافل اور وتر کو شامل کرلیا جائے تو حساب مزید بڑھ جاتا ہے۔

تو کیا یہ حضور ﷺ کے دین میں دانستہ مداخلت، احداث فی الدین اور منصب تشریع پر قابض ہونا نہیں؟ کیا یہ سب اصول وہابیہ سے بدعت ضلالہ ناجائز وحرام نہیں ہے؟ مگر افسوس ہے کہ یہ سارے اصول اسی وقت یاد آتے ہیں جب کوئی عاشق رسول ﷺ عظمت مصطفٰی ﷺ کے اظہار کے لئے میلاد، قیام و فاتحہ کی مجلسیں منعقد کرتا ہے۔لیکن خود جتنی چاہیں نئی نئی باتیں ایجاد کرتے رہیں نہ بدعت کے اصول روکاوٹ بنتے ہیں نہ ہی منصب تشریع پر فائز ہونے کا خوف ہوتا ہے۔**لاحول ولا قوة الا بالله العظیم۔**

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 23

......دانوں والی تسبیح بدعت ہے......

میرے مسلمان بھائیواور بہنو! یقیناً آپ نے دانوں والی تسبیح دیکھی ہو گی ،تبلیغی جماعت والوں کے ہاتھوں میں تو لازمی دیکھی ہوگی ،اور آپ کو اس سے بڑی حیران کن بات بتائیں کہ جب کوئی حج وعمرے کے لئے سعودی عرب جاتا ہے تو وہاں سے دانوں والی تسبیحات لازمی لاتا ہے،سعودی عرب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جو مارکیٹیں ہیں ان میں سرے عام دانوں والی تسبیحات فروخت ہورہی ہوتی ہیں ۔**حالانکہ اہلحدیث وسعودی علماء کے معتبر ترین بزرگ علامہ ناصرالدین البانی نے ان دانوں والی تسبیح کو بدعت قرار دیا ہے۔**

تو ایک طرف تو ان حضرات کے علماء کے نزدیک دانوں والی تسبیح بدعت ہے لیکن دوسری طرف یہی بدعت (تسبیح) سعودی عرب میں سرے عام ملتی ہے ۔وہاں اس کو کوئی روکتا نہیں ہے، بیچنے والوں کو منع نہیں کرتا ،دوکانوں کو اس بدعت سے پاک نہیں کرتا ، بیچنے والوں پر روک ٹوک نہیں کرتا۔ان باتوں پر روک ٹوک کیوں کریں گے کہ خود وہابی علماء بھی ان دانوں والی تسبیحات کو استعمال کرتے ہیں جیسا کہ حج وعمرہ پر جانے والے حضرات نے اکثر وہاں کے ''مطوع'' حضرات کے ہاتھوں میں دیکھا ہوگا۔ بلکہ ایسی تمام دکانیں جہاں یہ بدعت (تسبیح) سرے عام فروخت ہوتی ہیں ان کو بغیر کسی روک ٹوک کے لائنس دے دیا جاتا ہے۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کوئی ایک حدیث صریح (دلیل خاص) بتائیں جس میں مروجہ دانوں والی تسبیح کا ثبوت ہو۔

۞......صحابہ، تابعین، تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے کوئی ایک دلیل خاص پیش کر دیں جس میں مروجہ دانوں والی تسبیح کا ثبوت ہو۔

۞......کیا دین میں ایسی کوئی مثال ہے کہ کسی چیز کو نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے بدعت کہا ہے لیکن اس کے باوجود اسلامی حکومت میں اس کا رواج دینا جائز ہو؟ جیسا کہ سعودی حکومت کے علماء نے اس کو بدعت کہا لیکن حکومتی سطح پر اس پر ہرگز پابندی نہیں بلکہ اس کو خود وہاں کے علماء بھی رواج دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

۞......اگر سعودی مولوی یہ کہیں کہ ان کو وہاں روکنے کی طاقت نہیں تو یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ وہاں جب وہابی مولوی اپنے وہابی مسلک کے خلاف ہر کام کو روک سکتے ہیں تو ثابت ہوا کہ ان کو وہاں طاقت حاصل ہے لہٰذا مذکورہ تاویل سے وہ اپنا دامن نہیں چھڑا سکتے۔ لہٰذا اب سعودی حکومت جو اس بدعت سے منع نہیں کر رہی اس پر کیا فتویٰ عائد ہوگا اور وہاں کے مطوع (علماء) جو باوجود قدرت کے اس بدعت کو نہیں روکتے بلکہ خود اس کا حصہ بنے ہوئے ہیں، ان پر کیا حکم عائد ہوگا؟

۞......حرمین شریفین میں ایسی تمام دکانیں جہاں یہ بدعت (تسبیح) فروخت ہوتی ہے۔ دکان دار بدعتی وحرام فعل کے مرتکب ٹھہرے کہ نہیں؟ نیز ایسی دکانوں کو اجازت نامے دینے والی حکومت بھی بدعتی ٹھہرے گی کہ نہیں؟ اور جو علماء یا عوام اس کو رواج دے رہے ہیں وہ خود بھی بدعتی اور فعل حرام کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟؟؟

﴿سعودیوں کے بزرگ البانی صاحب کا فتویٰ﴾

سعودی علماء اور اہل اہلحدیث علماء کے محدث علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے دانوں والی تسبیح کو بدعت اور نصاریٰ سے مشابہت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ البانیہ کا سوال و جواب ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: دانوں والی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب......: **دانوں کے ساتھ تسبیح پڑھنا بدعت ہے۔ سنت کے مخالف ہے**۔ سنت طریقہ انگلیوں کے پوروں پر تسبیح پڑھنا ہے بلکہ حدیث میں تو یہ بھی وضاحت ہے کہ انگلیوں کے پوروں سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ **دانوں والی تسبیح نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھی**۔ یہ بعض دوسری امتوں سے ہماری طرف منتقل ہو کر آئی ہے۔ جس طرح کہ نصاریٰ ہیں۔ نصاری نے بوذیوں سے نقل کیا ہے۔ آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں کی گردنوں میں تسبیح لٹک رہی ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے میں شامل ہے۔ تو یہ دوسری مشابہتوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ تو لہذا ہم دانوں والی تسبیح کے منکر ہیں۔ بلکہ بسا اوقات یہ عمل اخلاص کے بھی منافی ہے۔ (فتاویٰ البانیہ ج 1 /ص 250)

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 24

......مروجہ انداز میں ناظرہ قرآن پڑھنا بدعت......

اہل علم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں موجود قرآن مجید یکجا مجلد نہ تھا بلکہ عرصہ دراز تک لوگ اسے یاد کر کے پڑھتے رہے جب قرآن مجید مجموعہ اور مجلد کی صورت میں تیار کیا گیا تو اسے ناظرہ کے طریقے پر مسجدوں اور گھروں میں پڑھا جانے لگا۔ لطف یہ ہے کہ یہ کارنامہ بھی حجاج بن یوسف ظالم کے دور کا ہے۔ جیسا کہ ''وفاء الوفاء جلد۲ ص ۶۶۷'' میں موجود ہے (بحوالہ بدعت ہی بدعت: ص ۴۱)۔

آج کل وہابیہ کی مساجد میں ظہر یا عصر یا دیگر مخصوص اوقات میں ناظرہ قرآن پڑھایا

جا تا ہے، حالانکہ اس مروجہ انداز و کیفیت اور اوقات میں ناظرہ قرآن نہ ہی نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ علیھم الرضوان اجمعین کو پڑھایا اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔لہذا بدعت کے اصول وقواعد کے مطابق یہ عمل بھی بدعت ٹھہرا۔

یادر ہے کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے پر بحث نہیں بلکہ مذکورہ بالا خاص صورت، مخصوص اوقات و انداز میں تعلیم پر بحث ہے،لہذا وہابیہ حضرات اپنے اصول وقواعد کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اپنے اصول کے مطابق دلیل خاص پیش کریں،عمومی دلائل پیش کرنا خود ان کے اپنے اصول کے مطابق باطل اور خلاف موضوع ہے۔

دیوبندی،سعودی واہلحدیث مکتبۂ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 25

......اس کتاب کا جواب لکھنے والا بدعتی......

ہم اپنی اس کتاب کے اختتام پر یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ اگر کوئی وہابی دیوبندی اہلحدیث سعودی نجدی مولوی ہماری اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کرے تو اس پر لازم ہے کہ سب سے پہلے اپنے تمام اصول وقواعدِ بدعت اور اپنے مطالبات (دلیل خاص وغیرہ) کے مطابق اپنی کتاب کا ثبوت پیش کرے (سوالات آگے آرہے ہیں) لیکن یہ یادر ہے کہ مستقل خاص دلیل موجود ہو احکامِ عامہ کو پیش نہ کرے، دیوبندی امام سرفراز صفدر مختلف حوالے دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ

> ''ان عبارات سے معلوم ہوا کہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ کا اثبات ہرگز صحیح نہیں ہے، **تاوقتیکہ ان کی تخصیص کے لئے الگ اور مستقل خاص دلیل موجود نہ ہو**۔کیونکہ شریعت کی کسی عام دلیل کو اپنی مرضی سے خاص

کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ مطلق کو اس طرح مقید کر دینا اور عمومات کو اس طرح خصوص کے قالب میں ڈھال دینا، **یہی احداث فی الدین اور منصب تشریح پر دست اندازی ہے**'' (راہ سنت: ص ۱۳۳)

یہی سرفراز صفدر صاحب کہتے ہیں کہ

''الغرض اہل بدعت کی یہی اُصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں'' (راہ سنت: ص ۱۳۵)

دیوبندی امام سرفراز صفدر دیوبندی نے یہ اصول پیش کیا ہے کہ

''ان تمام عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے آنحضرت ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا ایسا ہی سنت ہے جیسا آپ کا کسی کام کو کرنا سنت ہے اور جو شخص آپ کی اس سنت پر عمل نہیں کرتا وہ محدثین کرام کی تصریح کے مطابق بدعتی ہوگا'' (راہ سنت ۹۳)

سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے کہ

''کیونکہ جو کچھ انہوں (نبی پاک ﷺ، صحابہ، اہل خیر القرون) نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی'' (راہ سنت: باب ہفتم ص ۱۶۰)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''دین صرف وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہے''
(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۶)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''یہ یاد رہے کہ جس طرح کسی ثابت شدہ چیز کا کرنا اپنے مقام پر سنت ہے اسی طرح غیر ثابت شدہ چیز کا ترک اور **نہ کرنا بھی اپنی جگہ اور اپنے محل میں**

سنت ہے''(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ:ص۵۳)

اور آخر میں علماء دیوبند کے جسٹس مولوی محمد تقی عثمانی صاحب کا فیصلہ بھی سن لیں وہ کہتے ہیں کہ ''حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں''(بدعت ایک گمراہی:ص۲۹)

لہٰذا اب اس کتاب میں درج اور دیگر تمام وہابی دیوبندی اہلحدیث حضرات کی کتب میں موجود بدعت اور سنت نیز کسی عمل کے اثبات کے بارے میں تمام اصول وقواعد اور مطالبات کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل باتوں کا ثبوت پیش کریں۔

☆......کسی خاص موضوع پر کسی کی کتاب کے رد میں کتاب لکھنے کا حکم قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے؟

☆......کیا نبی پاک ﷺ نے کسی کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کا حکم کسی حدیث میں دیا؟

☆......کیا صحابہ کرام یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کسی کے رد پر کوئی کتاب لکھی؟

☆......اگر کوئی [وہابی] رد میں کتاب لکھتا ہے تو بتائے کہ کیا اسکا یہ کام دینی عمل کہلائے گا یا دین سے خارج؟

☆......اگر کوئی [وہابی] رد میں کتاب لکھتا ہے تو بتائے کہ کیا اسکا کتاب لکھنا ''اجر وثواب'' کا کام ہوگا کہ نہیں؟

☆......اگر کوئی [وہابی] رد میں کتاب لکھتا ہے تو بتائے کہ کیا اسکا کتاب لکھنا ''نیک کام'' ہوگا کہ نہیں؟

☆......اگر کوئی [وہابی] رد میں کتاب لکھے تو سب سے پہلے اپنی کتاب لکھنے کی نیت ومقصد اور اس کام کی شرعی حیثیت بتائے، نیز جو بھی شرعی حیثیت بتائے اس پر اپنے وہابی اصولوں کے مطابق دلیل خاص پیش کرے۔

یہ کیسے مرحلے میں پھنس گیا ہے میرا گھر مالک
اگر چھت کو بچا بھی لوں تو پھر دیوار جاتی ہے

......حرف آخر......

ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی وہابی مولوی ''بدعت اور دلائل'' کے اپنے خود ساختہ اصول وقواعد کے مطابق اس کتاب میں درج کسی بھی عمل کو بدعت [بقول وہابیہ] سے خارج کر دے تو ہم اس موضوع کو اگلے ایڈیشن سے خارج کر دیں گے کیونکہ ضد وہٹ دھرمی ہمارا شیوہ نہیں، اللہ عزوجل کرے کہ بدعت کی رٹ لگانے والے حضرات بھی ضد وہٹ دھرمی اور اپنے بیگانے کا فرق چھوڑ کر حق تسلیم کر لیں۔

علماء اہل سنت وجماعت (یا رسول اللہ ﷺ کہنے والوں) کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر اس کتاب میں ہم سے بتقاضائے بشریت کسی بھی قسم کی کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ہماری اصلاح لازمی فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کر لی جائے۔ تاہم یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ ہم اپنے اکابرین کی تحقیق ہی کو صحیح، درست وحق سمجھتے ہیں، جو کچھ ہم نے صحیح سمجھا تحریر کر دیا ہے۔ اگر اس تحریر کا کوئی جزء اکابرین کی تحقیق کے خلاف ہوا تو اس کو ہماری ذاتی غلطی تصور کیا جائے، ہماری کم علمی کا نتیجہ سمجھا جائے اس کی ذمہ داری اہل سنت پر ہرگز عائد نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مقبول ﷺ کے صدقے ہم سب کے علم وعمل وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری

رسالہ بدعت

اور

اس کی حقیقت

ترتیب

حضرت مولانا احمد رضا رضوی قادری حنفی سہارنپوری

باسمہ تعالٰی وتقدس

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین

امابعد !

وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (پارہ 27 الحدید 27)

و قال رسول الله ﷺ ’’من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل لها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئاً‘‘ (مشکوۃ باب الاعتصام: ص۳۰) اور وہ راہب بننا (ترک دنیا کرنا) تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں (پارہ 27 الحدید 27)۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص گمراہی کی بدعت (گمراہی والا نیا کام) نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس جس نے اس پر عمل کیا اور اس سے ان کے گناہ کچھ کم نہ ہوں گے۔

(مشکوۃ باب الاعتصام: ص۳۰)۔

……عربی زبان میں بدعت کے لغوی معنی……

عربی زبان میں بدعت کا لغوی معنی یہ کیا گیا ہے

’’اِیجَادُ شَیءٍ غَیرِ مَسبُوقٍ بِمَادَةٍ ولا زَمَانٍ‘‘

وہ شے بنانا جس کا پہلے مادہ بھی نہ ہو اور زمانہ بھی نہ ہو (**التعریفات صفحہ ۵**)

عربی زبان میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ با، دال، عین ۔ یہ تینوں حروف اسی ترتیب سے جب اکھٹے استعمال ہونگے تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ کسی چیز کی ابتداء یا بغیر کسی نمونے کے کوئی چیز بنا دینا۔ قرآن مجید میں اس مادے کو یعنی با، دال اور عین سے متعدد مثالیں موجود ہیں اور وہاں یہی معنیٰ بیان کیا گیا ہے۔

۞ ...... : **بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** ۔ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا (پارہ 1 البقرۃ 117)۔ اس آیت میں بدیع کا لفظ : با، دال اور عین کے مادے سے ہے۔ بدیع اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو بنایا تو پہلے کوئی اسکی مثال یا ڈھانچہ نہیں تھا بلکہ ابتداءً نئے سرے سے ایک چیز بنائی۔

۞ ...... **وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا** ۔ اور وہ راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی (پارہ 27 الحدید 27) اب یہاں بھی ''ابتدعوھا'' ہے۔ با، دال اور عین ہی اس کا اصل مادہ ہے۔ پھر اس سے باب افتعال بنایا گیا۔ یہ رہبانیت کا طریقہ ان کا اپنا گھڑا ہوا طریقہ تھا، اپنا بنایا ہوا تھا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ''ابتدعوا'' فرمایا۔

بدعتیوں کی مذمت پر چند روایات

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں

اهل البدعة شر الخلق و الخليقة ۔ بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، مروی از ابوسعید موصلی، ۸/۲۸۹)

حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں

اصحاب البدع كلاب اهل النار اہلِ بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

(کنز العمال فصل فی البدع ۱/ ۲۱۸۔ الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۰۷۹ ج ۱/ ۵۲۸)

☆ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام۔

جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

(شعب الایمان باب ۲۶ فصل فی مجانبۃ الفسقۃ والمبتدعۃ ۷/ ۶۱. مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام والسنۃ فصل سوم ص ۳۱. کنز العمال، فصل فی البدع حدیث ۱۱۰۲ ج ۱ ص ۲۱۹)

حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں:

لایقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولاجهاد اولاصرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔

اللہ کسی بدمذہب (بدعتی) کی نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد نہ فرض نہ نفل، بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔ (کنز العمال فصل فی البدع ۱/۲۳۰۔ الترغیب والترہیب الترہیب من ترک السنۃ الخ ۱/۸۶۔ سنن ابن ماجہ باب البدع والجدل صفحہ ۶)

بدعت ضلالہ کی مذمت

ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد ۲ ؎ اخرجه البخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجة عن ام المؤمنين الصديقة رضی الله عنها۔

جس شخص نے ہمارے اس امر (شرع) میں ایسی بدعت ایجاد کی جو

شریعت (دین) سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بخاری و مسلم و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(۲۔ صحیح البخاری۔ کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جورٍ فھو مردود ۱/۳۷۱۔ صحیح مسلم کتاب الاقضیہ حدیث ۴۴۶۷ مطبوعہ ۲/۷۷۔ السنن الکبریٰ کتاب آداب القاضی ۱۰/۱۱۹)

ہمارے پیارے کریم آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا

''بہترین بات اللہ کی کتاب اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے'' **وشر الامور محدثاتها و کل بدعة ضلالة** ''اور سارے کاموں سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے گھڑ لئے گئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم ج ا کتاب الجمعۃ باب رفع الصوت فی الخطبۃ و مایقول فیھا حدیث ۲۰۰۲ ص ۶۱۰)

☆ اور ایک روایت میں ہے:

''**و کل ضلالة فی النار**'' اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(درمنثور تحت آیة من یهدی الله فهو المهتدی ۳/۱۴۷)

پس معلوم ہوا کہ بدعت ضلالہ کی دین اسلام میں بہت سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے اور بدعتی ایسے بدبخت لوگ ہیں جنہیں بدترین مخلوق اور دوزخ کے کتے قرار دیا گیا ہے۔ بدعتی پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوتا ہے اور نہ نفلی عبادت۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد اور تمام فرائض و نوافل سب رد ہو جاتے ہیں۔ اور بدعتی شخص کی اس قدر مذمت فرمائی گئی کہ اس سے سلام دعا کرنا بھی منع بلکہ یہاں تک فرمایا کہ بدعتی کی توقیر کرنے والا اسلام کو ڈھانے والا ہے۔

بے گناہ کسی کو بدعتی کہنا خارجیوں کا طریقہ

اے میرے مسلمان بھائیو!

جہاں بدعتی اور بدعت کی بڑی مذمت ہے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی کام کو خواہ مخواہ بدعت اور کسی مسلمان کو خواہ مخواہ بدعتی کہہ دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ کفار وشیاطین کا طریقہ ہے جنہوں نے اہل اسلام کو خواہ مخواہ بدعتی کہا اور ان کے اچھے کاموں کی بھی مخالفت کی۔اور ہر بدعت (نیا کام) ضلالہ یعنی گمراہی نہیں بلکہ جو بدعات (نئے کام) اچھائی اور نیکی پر مشتمل ہوتے ہیں وہ ممنوع نہیں ہیں۔اجل علماء محدثین ومفسرین کرام نے بدعات کی تقسیم فرمائی ہے۔لہٰذا ان سب کو نظر انداز کر کے کسی مسلمان کو بدعتی قرار دینا اور محض نئے پن کی وجہ سے اس کو بدعت ضلالہ قرار دینا سخت لاعلمی اور مسلمانوں کو جہنمی قرار دینا ہے اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو بدعتی اور ان کے اچھے بھلے کاموں کو من گھڑت قرار دیکر ان پر بہتان والزام لگانا بھی شیطانی گروہ خارجیوں کا شعار ہے۔

خارجیوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو خواہ مخواہ بدعتی کہا

چنانچہ ابن اثیر رحمتہ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ خارجیوں نے (یزید بن عاصم محاربی) نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور جماعت صحابہ) کو کہا ''اے علی کیا تم ہم کو ڈراتے ہو۔آگاہ رہو اللہ کی قسم ہم تم (لوگوں) کو قتل کر دیں گے تب تو جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اس کے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی گئی ایک روز (تمام خارجی) عبداللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا

''فاخرجو ابنا اخواننا من هذه القرية الظالم اهلها الى جانب هذا السواد الى بعض كور الجبال او بعض هذه المدائن منكرين لهذه

البدع المضلة. الخ"

جس میں اس نے کہا کہ اس شہر کے لوگ (یعنی جماعت صحابہ) ظالم لوگ ہیں ہمیں (یعنی گروہ خارجی کو) لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائین تا کہ گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے۔ الخ مخلصاً (التاریخ کامل جلد ثالث صفحہ ۱۲۵ بحوالہ فتنہ وہابیہ ص ۱۳ علامہ محمد انوار اللہ فاروقی) اسکے علاوہ یہی روایت الفاظ کے تغیر سے ابن جریر نے الطبری فی تاریخ الامم والملوک ۳/ ۱۱۵، ابن اثیر نے الکامل ۳/۲۱۳۔ ابن کثیر نے البدیۃ والنھایۃ ۷/ ۲۸۶ اور ابن جوزی نے المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۵/ ۱۳۰ میں نقل فرمائی۔

اسی طرح علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ

"زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اس خارجی نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں ان سے علحیدہ ہو گیا۔ (الملل والنحل صفحہ ۶۹ جلد ا، فی بیان الخوارج)

تو دیکھا آپ نے کہ اہل حق کو خواہ مخواہ بدعتی کہنا خارجیوں کا شعار ہے۔ اور آج بھی خارجیوں کی نسل ہم سنیوں کو خواہ مخواہ بدعتی اور ہمارے شریعت کے عین مطابق کاموں کو بدعت بدعت کہہ کر بدنام کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقتاً تو یہ خارجی گروہ خود بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹولہ ہے۔

بدعت کے فتوے لگانے والوں کی حالت زار

آج حالت یہ ہوگئی ہے کہ چہرے پر سنت رسول ﷺ (داڑھی مبارک) نہیں (یعنی خلافِ سنت، بدعتی چہرہ ہے) لیکن ایسے داڑھی منڈے بدعتی و فاسق حضرات بھی ہمارے آقا ﷺ کے ذکر

میلا دالنبیﷺ کو بدعت بدعت کہہ رہے ہوتے ہیں،معاذ اللہ عزوجل!استغفراللہ!اسی طرح ایسی محترمات جوحرام وناجائز سب فتوؤں کو بھول کرشادی بیاہ میں خوب فیشن اور بے حیائی پرمبنی خلاف شرع ملبوسات پہنتی اورغیر مردوں میں بے پردہ گھومتی پھرتی ذرا بھی شرم وحیاء نہیں کرتیں مگر یہی فیشن ایبل محترمات جب زبان کھولتی ہیں تو میلا دالنبیﷺ کوحرام و بدعت کہہ رہی ہوتی ہیں،یہی فیشن ایبل محترمات صلوۃ وسلام کوحرام وبدعت کہہ رہی ہوتی ہیں!معاذاللہ

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت دامن کوذرادیکھ ذرابندقبادیکھ

صرف بدعت ضلالہ/سیئہ منع ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ

”وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ.“

تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پرمقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھراسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں(پارہ 27:الحدید 27)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے رضائے الٰہی چاہتے ہوئے بدعت (نیا عمل)ایجاد کی تو رب تعالیٰ نے ان کواس نئے عمل کی وجہ سے گمراہ نہیں قرار دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں جوایمان والے تھے ان کی تعریف کی اورانہیں اجروثواب بھی دیا جیسا کہ یہ الفاظ موجود ہیں کہ

''فَاٰتَیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ''

ہاں جب انہوں نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ایک اچھا کام شروع کیا تو اس نئے عمل کا حق ادا نہ کر پانے پر انھیں عتاب کیا اور فرمایا:

''فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا''

تو دیکھئے یہاں نئے اچھے عمل کے ایجاد پر عتاب نہیں ہوا بلکہ نہ نبھانے پر عتاب کیا گیا۔

جبکہ معترضعین کہتے ہیں کہ ہر نیا کام گمراہی ہے اگر چہ اچھا ہو اور ان کا استدلال حدیث ''**کل بدعة ضلاله**'' سے ہوتا ہے۔ لیکن ان کا یہ استدلال بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ معترضعین نبی پاک ﷺ کے صرف ایک فرمان کو پیش کر دیتے ہیں اور دوسرے کو چھپا لیتے ہیں۔ جو کہ بدترین خیانت ہے۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ قرآن و حدیث کی صرف ایک آیت یا نبی پاک ﷺ کی صرف ایک حدیث پکڑ لے اور باقی تمام آیات یا احادیث سے آنکھیں بند کر کے فتویٰ لگا دے بلکہ ایسا طریقہ تو خارجیوں کا ہے جنہوں نے قرآن کی صرف ایک آیت ''حکم صرف اللہ کا ہے'' کو پڑھ کر صحابہ کرام علیھم الرضوان تک کو کافر و مشرک قرار دے دیا تھا۔ معاذ اللہ (مستدرک امام حاکم)

☆ جب کہ سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ

''**<u>من ابتدع بدعة ضلالة</u> لایرضها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئاً**'' جو شخص گمراہی کی بدعت (گمراہی والا نیا کام) نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ ہوئے گا۔ (مشکوۃ باب الاعتصام)۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے دونوں فرامین

''**<u>من ابتدع بدعة ضلالة لایرضها الله و رسوله</u>**'' اور ''**<u>کل بدعت ضلاله</u>**''

کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے گمراہی والی بدعت نکالی جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہو ایسی سب بدعات (نئے کام) ضلالہ (گمراہی) ہیں۔

☆ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

''جس نے کوئی بدعت ضلالہ (بُری) جاری کی جس سے خدا تعالی اور رسول اکرم راضی اور خوش نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے جس میں دین کی بہتری اور اس کی تقویت اور ترویج ہو یہ بدعت حسنہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے الخ (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۱۶۴)۔

☆ حضرت علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

''قید البدعة بالضلالة لاخراج البدعة الحسنة''

بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا بدعت حسنہ کو اس مذمت سے نکالنے کے لئے ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۱ ص۲۴۶)

تو معلوم ہوا کہ ایسا نیا گمراہی والا کام جو اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب بنے یعنی شریعت اسلامیہ کے مخالف ہو صرف وہی بدعت ضلالہ کہلائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث میں ''بدعۃ ضلالہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگر بدعت کے معنیٰ ہی ضلالت و گمراہی ہوتے تو بدعت کو ضلالہ کی صفت سے متصف کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ الغرض آپ ﷺ نے حدیث ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کا مفہوم متعین فرما دیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ صرف وہ بدعت گمراہی ہے جو مبنی بر ضلالت ہوگی۔

بدعت ضلالہ وہ عمل ہے جو دین اسلام کو مٹائے یا دین کے مخالف ہو

مشکوۃ شریف میں ایک اور حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

’’ما احدث قوم **بدعة** الا رفع مثلها من **السنة** فتمسک **بسنة** خیر من احداث **بدعة**‘‘ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنت اٹھ جاتی ہے لہذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ باب الاعتصام _احمد بن حنبل ، المسند ۴:۱۰۵ رقم ۱۷۰۹۵ . ھیثمی،مجمع الزوائد ۱:۱۸۸ .منذری ، الترغیب و الترھیب، ۱:۴۵ رقم ۸۳ . مناوی ،فیض القدیر ۵: ۴۱۳ .ابن رجب حنبلی،جامع العلوم و الحکم ۱: ۲٦٦).

تو اب حضور ﷺ کے اِس فرمان ’’ما احدث قوم **بدعة** الا رفع مثلها من **السنة**‘‘ اور دوسرے فرمان ’’کل بدعت ضلاله‘‘ کو آمنے سامنے رکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایسے نئے کام جو ترک سنت کا سبب بنیں/ دین اسلام کو مٹائے یا مخالف ٹھہرے وہ سب بدعت ضلالہ ہیں۔

☆معترضین حضرات اکثر کتب حدیث کے ابواب کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اسلئے ہم کہتے ہیں کہ دیکھو امام ترمذی نے باب قائم کیا کہ

’’باب ماجاء فی الاخذ بالسنه و اجتناب اهل البدعة‘‘ (ترمذی کتاب العلم)

دیکھئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت اور بدعت کو ایک دوسرے کا تضاد بتایا۔یعنی بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت ترک ہوتی ہو۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری بدعت کا معنی لکھتے ہیں کہ

’’تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة‘‘

شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے، لہٰذا (ایسی بدعت جو سنت کے مقابل ہو) وہ مذموم ہوگی۔ (فتح الباری ص ۲۱۹ ج ۴)

☆ میر سید شریف جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ) نے بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کی

''البدعة هی الفعلة المخالفة للسنة''

بدعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جو سنت کے مخالف ہو (التعریفات ص ۵)۔

☆ امام ابونعیم ابراہیم جنید سے روایت کرتے ہیں

''میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت محمودہ (۲) بدعت مذمومہ، جو بدعت (نیا کام) سنت کے موافق ہو وہ محمودہ ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے''

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۲ ص ۱۱۳)

☆ امام بیہقی مناقب الشافعی رضی اللہ عنہ میں روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا:

''نو پیدا اُمور دو قسم کے ہیں، وہ نیا کام جو قرآن یا سنت یا اثرِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالہ ہے اور جو نیا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ اچھا ہے'' (تہذیب الاسماء واللغات بحوالہ امام بیہقی، لفظ، بدع، الجزء الاول من القسم الثانی ص ۲۳)

☆ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ہر بدعت ممنوع نہیں ہوتی بلکہ ممنوع صرف وہ بدعت ہوتی ہے جو سنت ثابتہ سے متضاد ہو اور اس سنت کی علت کے ہوتے ہوئے امر شریعت کو اٹھا دے۔ (احیاء العلوم ۲:۳)

☆ علامہ شبلی نے ''الغزالی'' میں احیاء العلوم کا ترجمہ یوں نقل کیا کہ

''بدعت ناجائز صرف وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف ہو۔ جس سے شریعت کا کوئی حکم باجود بقائے عِلت کے باطل ہو جائے ورنہ حالات

کے اقتضاء کے موافق بعض ایجادات مستحب اور پسندیدہ ہیں''
(الغزالی ص ۷۴ مطبوعہ کراچی)

☆ علامہ ابن اثیر جزری (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ

''کل محدثة بدعة'' کی وضاحت یوں ہوگی کہ اس سے **مراد ہر وہ نیا کام ہوگا جو اصول شریعت کے مخالف اور سنت سے کوئی مطابقت نہ رکھتا ہو**'' (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ا:۱۰۲)۔

☆ غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کے امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ

''و البدعة ما خالفت الكتاب و السنة او اجماع سلف الامة من الاعتقادات و العبادات كاقوال الخوارج و الروافض و القدرية و الجهمية''۔ **بدعت سے مراد ایسا کام ہے جو اعتقادات و عبادات میں کتاب و سنت اور اخیار امت کے اجماع کی مخالفت کرے** جیسے خوارج، روافض، قدریہ اور جہیمہ کے عقائد (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ جلد ۳: ۱۹۵)

☆ غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کے شیخ وحید الزماں اپنے غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۳۰۷ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''**بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے** اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے (ھدیۃ المھدی ۱۱۷)

تو دیکھئے حدیث رسول ﷺ اور اقوال علماء امت مسلمہ اور مخالفین کے اقوال سے بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ سنت اور بدعت دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ یعنی شرعی بدعت کا اطلاق ایسے نئے کام پر ہی ہوگا جو کسی سنت یا اصول دین کے خلاف ہو یا دین اسلام کو مٹانے کا سبب بنے۔

کل بدعة ضلالة سے مراد کیا ہے؟

دیوبندی واہلحدیث مکاتب فکر کے علماء! اس حدیث ''کل بدعۃ ضلالہ'' کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں اور ہر نئے اچھے کام کو بھی ''بدعت ضلالہ'' قرار دے دیتے ہیں۔اس کی وضاحت تو مذکورہ بالا دونوں احادیث کے تحت ہوگئی لیکن مزید تسلی وشرح صدر کے لئے علماء محدثین ومفسرین کے چند حوالہ جات پیش کر دینا اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا تاکہ اصل مسئلہ بالکل اظہر من الشّمس ہو جائے۔

☆ چنانچہ امام نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ حدیث

''کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة ''میں عموم مراد نہیں ہے اور تخصیص کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے ''من سن فی الاسلام سنة حسنه'' اس سے یہ ثابت ہوا کہ ''**کل بدعة ضلالة** ''**میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں**۔(شرح صحیح مسلم ۱:۳۲۷)

☆ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانیؒ فرماتے ہیں ہیں کہ

''و حدیث کل بدعة ضلاله من العام المخصوص ۔الخ''
یعنی ہر بدعت گمراہی ہے یہ حکم عام ہے **مگر اس سے مراد مخصوص قسم کی بدعات ہیں**'' (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ۳:۴۲۶)۔

☆ مفتیِ مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''وفی الحدیث '' کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار'' و هو محمول علی المحرمة لا غیر ''اور جو حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔**اس حدیث کو بدعت محرمہ پر محمول کیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی پر نہیں**''

(الفتاویٰ الحدیثہ ۱۳۰)۔

☆ مفتیِ مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کی شرح میں فرماتے ہیں

''ای کل بدعة سيئة ضلالة ''**یعنی ہر بُری بدعت گمراہی ہے** ۔کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''**من سنه فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها و اجر من عمل بها**. اور یہ کہ حضرت شیخین ابوبکر و عمر نے قرآن کریم کو جمع کیا اور حضرت زید نے اس کو صحیفہ میں لکھا اور عہد عثمانی میں اس کی تجدید کی گئی'' (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۱:۲۱)

☆ علماء دیوبند کے معتبر بزرگ شبیر احمد عثمانی ''کل بدعة ضلاله '' کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

''**قال علی القاری قال فی الازهار ای کل بدعة سیئة ضلالة** ۔یعنی ملا علی قاری ''الازھار ''میں بیان کرتے ہیں کہ **یعنی ہر بُری بدعت گمراہی ہے**۔ (فتح الملھم شرح صحیح مسلم ۲:۴۰۶)۔

☆ امام محمد عبدالباقی زرقانی (۱۱۲۲ھ) لکھتے ہیں

''**ثم تنقسم الی الاحكام الخمسة وحديث كل بدعة ضلالة عام مخصوص و قد رغب فيها عمر** ''پھر بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں اور حدیث ''**کل بدعة ضلالة**''عام مخصوص ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس (نماز تراویح) کی ترغیب دی ہے۔ (زرقانی: شرح الموطاء ۱:۲۳۸)

☆ مشہور محدث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کہ

پہلی قسم میں تو وہ نئے امور ہیں ''**مما یخالف کتاباً او سنة او اثراً او اجماعاً فهذه البدعة ضلالة**'' جو قرآن وسنت یا آثار صحابہ یا

اجماع امت کے خلاف ہوں وہ بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتے
ہیں۔(مناقبِ شافعی۔بیہقی :المدخل الی السنن الکبری ج۱:۲۰۶)

☆ **علامہ ابن رجب حنبلی** نے بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے بدعۃ ضلالۃ کے بارے میں یہی بات اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم ۲۵۳'' میں تحریر فرمائی ہے۔

☆ ''**علامہ جلال الدین سیوطی** رحمتہ اللہ علیہ'' نے بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے بدعۃ ضلالۃ کے بارے میں یہی بات **''الحاوی الفتاویٰ ۱:۳۴۸'' میں تحریر فرمائی۔**

☆ مشہور مفسر قرآن امام قرطبی (۳۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''**وشر الامور محدثاتها و كل بدعة ضلالة يريد مالم يو افق كتابا او سنة،او عمل الصحابة**''
اس سے مراد وہ کام ہے جو کتاب وسنت اور عمل صحابہ کے موافق نہ ہو۔(الجامع الاحکام القرآن ۲:۸۷)

☆ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ) لسان العرب میں ابن اثیر جزری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''**(كل محدثة بدعة)انما يريد ما خالف اصول الشريعة ولم يوافق السنة**'' **کل محدثہ بدعۃ کو اصول شریعت کی مخالفت اور سنت کی عدم موافقت پر محمول کیا جائے گا۔** (لسان العرب ۸:۶)

☆ امام علی بن برھان الدین حلبی (۱۰۴۴ھ) قیام تعظیمی اور انعقاد محفل میلاد کی بحث میں فرماتے ہیں کہ

''**هى بدعة حسنة لا نه ليس كل بدعة مذمومة......ولا ينافى ذلك قوله ﷺ اياكم و محدثات الامور فان كل بدعة ضلالة و قوله ﷺ من احدث فى امرنا اى شرعنا**

ما لیس منه فهو رد علیه لان هذا عام ارید به خاص فقد
قال امامنا الشافعی قدس الله سره ما احدث و خالف
کتابا او سنة او اجماعا او اثر فهو البدعة الضلالة .الخ.
(ترجمہ) یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت **مذموم** نہیں ہوتی......اور یہ
عمل اس حدیث **ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعة**
ضلالة اور اس حدیث ''**من احدث فی امرنا ای شرعنا ما**
لیس منه فهو رد'' کے منافی نہیں کیونکہ **یہ وہ عام ہے جس سے خاص**
(بدعات) مراد ہے۔ پس ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے
ہیں کہ جس نے کوئی احداث کیا اور کتاب ،سنت اور اجماع یا اثر کی
مخالفت کی تو اس کا یہ عمل ''بدعت ضلالہ'' قرار پائے گا۔
(السیرۃ الحلبیۃ ۱:۸۳)۔

☆ علامہ مرتضی زبیدی حنفی (۱۲۰۵ھ) معروف ماہر لغت ہیں وہ اپنی شہرآفاق لغت میں ابن اثیر کے حوالہ سے بدعت کی دو اقسام بدعت ھدی وضلالہ بیان کرنے بعد لکھتے ہیں کہ

''حدیث ''کل بدعۃ ضلالۃ'' **کو اصول شریعت کی مخالفت اور سنت کی عدم موافقت پر محمول کیا جائے گا**'' (تاج العروس من جواہر القاموس ۱۱:۹)

لہٰذا ''کل بدعة ضلالة'' سے مراد ہر نیا اچھا کام جو شریعت کے مطابق ہو اس کو بھی بدعت کہہ دینا یہ سراسر جہالت اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو بدعتی وجہنمی قرار دینا۔ پھر بدعت کی دو اقسام ہیں ایک بدعت ضلالہ جو منع ہے اور دوسری بدعت حسنہ جو بالکل جائز ہے۔ تفصیل آگے ملاحظہ کیجیے۔

کل بدعۃ ضلالۃ میں ''کل'' پر بحث

معترضین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ ''کل'' استعمال ہوا ہے لہذا تمام نئے کام گمراہی قرار پائیں گے۔لیکن معترضین کا یہ استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ

(1)......اولاً تو ہم یہ بتا چکے کہ بدعت ضلالہ صرف نئے گمراہ اور مخالف شرع کاموں کو ہی کہا گیا ہے لہذا **کل** کا اطلاق صرف گمراہ کن اور خلاف شرع کاموں کے لئے ہی ہے۔

(2)......دوسری بات یہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ومفسرین کرام نے بھی اس (کل بدعۃ ضلالہ) میں بدعت مزموعہ کو ہی خاص کیا ہے۔

(3)......تیسری بات یہ ہے کہ انہی محدثین ومفسرین نے بدعت کو دو اقسام میں تقسیم کیا اور کل بدعۃ ضلالہ کو اُس قسم میں داخل کیا جو خلاف شرع امور پر مشتمل ہو۔

(4)...... چوتھی بات یہ اگر کل سے واقعی ایسا ہی عموم مراد ہے کہ ایک فرد بھی اس سے خارج نہیں تو پھر تمام دینی ودنیاوی تمام کے تمام نئے کام بھی گمراہی ہونے چاہئے۔لیکن معترضین دینی کاموں کی قید لگاتے ہیں اور دنیاوی کاموں کو خارج کرتے ہیں۔

(5)...... پانچویں بات یہ ہے کہ خود معترضین کے تمام علماء واکابرین نے بدعت شرعی اور بدعت لغوی (یا حسنہ) بیان فرمائیں ہیں اور اقرار کیا کہ بدعت لغوی پر گمراہی کا اطلاق نہیں ہوگا لہٰذا ''کل'' کا حکم عام نہ رہا۔اور اگر عام تسلیم کیا جائے تو بدعت لغوی کی ایجاد سے خود معترضین بھی بدعتی ٹھہریں گے۔

(6)......کل بدعۃ میں اگر کل کو عموم کلی پر رکھیں گے تو پھر اس کل میں خلفاء راشدین کے کام بھی آئیں گے جبکہ حدیث میں ہے کہ ''**علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشیدین** ۔تم پر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت بھی لازم ہے (ترمذی) لہٰذا جب کل کے دائرے سے ایک فرد بھی نکل گیا تو پتہ چلا کہ یہ کل اپنے عموم کلی پر حقیقی نہیں ہے۔

(7)......حدیث میں ہے کہ ''من سن فی الاسلام سنة حسنة فلها اجرها و اجر من عمل لها (مسلم، ترمذی) لہذا کل عموم پر نہ رہا اور ہر نیا اچھا کام گمراہی نہ رہا۔

(8)......اسی طرح مخالفین ہمیشہ ہر نئے جائز کام کے ثبوت پر خیر القرون کا مطالبہ کرتے ہیں ۔تو پتہ چلا کہ وہ نئے کام بھی ''کل'' سے خارج ہیں جو خیر القرون میں وجود پذیر ہوئے ہیں۔

(9)......اسی طرح معترضین مصالح مرسلہ اور للدین کے اصول بیان کرتے ہیں حالانکہ اگر کل کو علی الاطلاق عموم ہی تسلیم کیا جائے تو مصالح مرسلہ اور للدین کیوں کر اس کل سے خارج ٹھہریں گے؟

(10)......''کل'' کا لفظ بعض اوقات عام مخصوص منہ البعض کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے ۔جیسا کہ قرآن پاک میں ہے☆وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی (پارہ 17 الانبیاء 30) وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَه مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۔اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے (پارہ 21 السجدہ 7،8) تو اول آیت میں ''کل'' کے الفاظ موجود ہیں تو کیا کوئی کہے گا کہ حضرت آدم وحوا علیہ السلام بھی پانی سے پیدا کیے گے نہیں کیونکہ دوسری آیت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس ''کل'' سے خارج کر دیا۔ گویا یہ عام مخصوص منہ البعض ہے۔

☆اسی طرح سورۂ نمل میں حضرت بلقیس کے بارے میں ہے کہ اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۔میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کررہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے (پارہ 19 النمل 23) یہاں آیت میں کل شيء کے الفاظ ہیں اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا (پارہ 19

النمل 16) یہاں بھی کل شی ء کے الفاظ ہیں تو کیا کوئی کہے گا کہ بلقیس کو بھی وہی کل اشیاء حاصل تھیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل تھیں۔

☆ لکھتے ہیں کہ لفظ ''کل'' ہر جگہ عمومیت کے لئے نہیں آتا جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے قوم عاد کی تباہ کی گئی بعض اشیائے عالم کو بھی آیۃ کریمہ ''تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا'' سورۂ احقاب آیت نمبر ۲۵/۔ ترجمہ: ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے۔ میں لفظ ''کل'' ہی سے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''فَاسْلُکْ فِیْهَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ'' (سورۂ مومنون آیت ۲۷) تو اس میں بٹھا لے ہر جوڑے میں سے دو دو۔ کہ کل جانوروں کا جوڑا جوڑا کشتی میں رکھ لے۔ اب ظاہر ہے اس سے کل جانور مراد نہیں اسلئے کہ تمام سمندری جانور اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ انہیں کشتی میں رکھنا ان کی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے سمندری جانوروں کو کشتی میں سوار نہ کیا تھا۔ تو بالکل اسی طرح ''کل بدعة ضلالہ'' میں ''کل'' ہر نئے کام پر لاگو نہیں ہوتا۔ اس ''کل'' کی عمومیت میں ''بدعت حسنہ'' شامل نہیں بلکہ بدعت حسنہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

☆ اسی طرح حضرت سکندر ذوالقرنین کے بارے میں ہے کہ ''اِنَّا مَکَّنَّا لَه فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا. فَاَتْبَعَ سَبَبًا. بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا۔ (پارہ 16 الکہف 84,85) تو کیا کوئی کہے گا کہ آج جو ہمارے پاس اسباب ہیں (موٹر سائیکل، کار، ہوائی جہاز، کمپیوٹر) یہ سب کے سب حضرت ذوالقرنین کو دیئے گئے تھے۔ جب نہیں دیئے گئے تو پھر ''کل'' کیوں کہا گیا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ جو اس وقت مہیا تھے جن کی ضرورت تھی وہی ''کل شئ ء'' سے مراد ہے۔ یہاں ''کل'' اکثر یہ ہے کل حقیقیہ نہیں ہے۔ تو پتہ چلا کہ ''کل شیٔ ء'' ہونے

کے باوجود بعض اشیاء اس سے خارج بھی ہیں تو بالکل ایسے ہی کل بدعۃ میں اگر چہ لفظ ''کل'' ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بدعات (نئی چیزیں) اس سے خارج ہیں ۔مثلا بدعت نعمت، بدعت حسنہ، بدعت لغویہ کو ہی لے لیں جو ضلالت و گمراہی پر مشتمل نہیں ۔اور یہی ساری گفتگو تقریباً سارے ائمہ کرام نے اس حدیث شریف کے تحت کی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

کل بدعۃ ضلالۃ اور امام بخاری کا عمل

حدیث رسول ''کل بدعۃ ضلالۃ'' صحیح بخاری شریف کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے تو اب آیئے ہم آپ کے سامنے خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا عمل پیش کرتے ہیں جس کے بعد آپ خود تسلیم کرلیں گے کہ انہوں نے بھی ''کل'' کو عموم حقیقی کا تسلیم نہ کیا اور اگر اس کو عموم حقیقی کا تسلیم کیا جائے تو سب سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود بدعتی قرار پائیں گے [معاذ اللہ عزوجل]

......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ما وضعت فی کتابی (الصحیح) حدیثا الا اغسلت قبل ذالک وصلیت رکعتین''

میں نے بخاری میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل بھی کیا اور دو رکعت نفل بھی پڑھی

(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۸۳۔مدارج النبوت جلد۲)

......علماء دیو بند کے مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ غسل کرتے ، وضو اور مسواک کرتے ، دو رکعت نماز پڑھتے ،تب ایک حدیث شریف لکھا کرتے ،اس طرح سولہ سال میں بخاری شریف پوری لکھی'' (فتاوی محمودیہ جلد چھارم :ص ۱۰۷ ،سوال نمبر ۱۳۱۱ اما یتعلق بالحدیث النبوی)

۞......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عمل فتح الباری میں بھی بیان ہوا کہ

''پہلے غسل کرتے اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے پھر اس حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کرتے اس کے بعد اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کرتے (مقدمہ بخاری صفحہ ۲۴ عبد الحکیم ۔ مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۵ ۔ ابن حجر عسقلانی)

۞......اسی طرح غیر مقلدین کے عبد السلام مبارکپوری نے لکھا کہ امام بخاری کہتے ہیں کہ

''میں نے کوئی حدیث ''جامع صحیح'' میں اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا نہ کر لی......دو رکعت پڑھ کر ہر حدیث پر استخارہ کرتا۔ جب مجھے ہر طرح اس کی صحت کا یقین ہو جاتا تو الجامع الصحیح میں داخل کرتا'' (سیرۃ البخاری: ص ۲۳۴)

اسی میں انہوں نے اس عمل کے مزید حوالے بھی درج کیے ہیں۔

۞......اسی طرح پروفیسر عبد الکبیر محسن صاحب نے توفیق الباری شرح صحیح بخاری میں بھی لکھا کہ امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ

''میں صحیح بخاری میں حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کرتا اور دو رکعت نماز استخارہ ادا کرتا اور پھر اس میں حدیث لکھتا'' (توفیق الباری: تمھید ص ۵۲)

۞......غیر مقلد اہلحدیث عالم مولانا محمد داؤد راز نے صحیح بخاری کا اردو ترجمہ وتشریح تحریر کیا جس کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے شائع کیا۔ اس کے صفحہ 34 پر بھی امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا مذکورہ عمل لکھا ہوا ہے۔

اب اگر ''کل بدعة ضلالة'' سے مراد ہر نیا اچھا و کار ثواب کام لیا جائے یا لفظ ''کل'' کو عموم حقیقی کا مانا جائے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کو لکھنے والے ہیں وہ خود ہی بدعتی

ٹھہریں گے، معاذ اللہ عزوجل۔ اور اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی بدعتی ہو گئے تو پھر تو پوری صحیح بخاری ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ معاذ اللہ۔ بہرحال بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نیا عمل (بدعت) ثابت کریں یا پھر بدعت کے من گھڑت اصولوں سے توبہ کریں۔

اب تمام معترضین حضرات! بتائیں کہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مروجہ عمل نبی پاک ﷺ کی کس حدیث صریح سے ثابت ہے؟ یا کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ عنہ نے حدیثِ رسول ﷺ لکھتے ہوئے اس مروجہ طریقہ پر عمل کیا کہ پہلے غسل کیا ہو، پھر دو رکعت نماز پڑھی ہو (نماز عبادت ہے)۔ پھر استخارہ کیا ہو اور اس کے بعد حدیث کو کتاب میں لکھا ہو۔

امام بخاری کے عمل پر ایک تاویل کا ازالہ

بعض حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کو ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ؛ ترجمہ: جب بھی تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح، جائز) کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھے۔ (بخاری) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے (حدیث)

تو معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی کام شروع کیا جائے تب دو رکعت نماز اور استخارہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل حدیث کے مطابق ہے۔

الجواب

(1)......علماء اہلحدیث و دیوبند کی طرف سے یہ دلیل خود ان کے اپنے اصولوں کے مطابق باطل ہے کیونکہ علماء وہابیہ کا یہ اصول ہے کہ دعویٰ خاص ہو تو دلیل بھی خاص ہی درکار ہوتی ہے عمومی دلائل سے خاص دعوی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا علماء وہابیہ اپنے اصول کے مطابق یہاں دلیل خاص پیش کریں یعنی ایسی حدیث پیش کریں جس میں صریح طور پر حدیث لکھنے سے قبل غسل، دو رکعت نماز، استخارہ وغیرہ اعمال کا حکم دیا گیا ہو۔یا نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے فعل سے ثابت ہو کہ انہوں نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح احادیث لکھنے سے قبل ایسا کام کیا ہو۔

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

> ''احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ کا اثبات ہرگز صحیح نہیں ہے، تاوقتیکہ ان کی تخصیص کے لئے **الگ اور مستقل خاص دلیل موجود نہ ہو**۔کیونکہ شریعت کی کسی عام دلیل کو اپنی مرضی سے خاص کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔مطلق کو اس طرح مقید کر دینا اور عمومات کو اس طرح خصوص کے قالب میں ڈھال دینا، **یہی احداث فی الدین اور منصب تشریح پر دست اندازی ہے**''(راہ سنت: ص ۱۳۳)''الغرض اہل بدعت کی یہی اُصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت کرنے کی بے جاسعی کرتے ہیں''(راہ سنت:ص ۱۳۵)

تو دیکھئے علماء دیوبند کا اصول یہی ہی کہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت نہیں ہوتے ،اسی طرح ابوالحسن مبشر ربانی اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

> ''باقی رہا قرآن مجید پڑھ کر ثواب میت کو بخشنا تو اس بارہ میں بعض علماء کی رائے ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں **لیکن شرعاً کسی صریح اور مرفوع**

حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ چیزیں موجود نہیں تھیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کے بعد خیر القرون میں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعی میں اس کا کوئی رواج تھا۔ اگر یہ اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور بالضرور سرانجام دیتے'' (آپ کے مسائل: جلد 1 ص 272)

یہاں اہلحدیث مولوی صاحب نے بھی صریح اور مرفوع حدیث کا مطالبہ کر کے اپنا اصول بتا دیا تو اب علماء اہلحدیث بھی اپنے اصول کے مطابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ عمل پر صریح اور مرفوع حدیث پیش کریں۔ اور پھر یہ عمل صحابہ و تابعین سے بھی ثابت کریں کیونکہ انہی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ ''اگر یہ اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور بالضرور سرانجام دیتے''

تو اب اس اصول کے تحت صحابہ و تابعین سے اس اچھے عمل کا ثابت ہونا ضروری ہے ورنہ خود وہابی علماء کے فتوے سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

(2)......اور اگر دعویٰ خاص پر دلیل عام قابل قبول ہوتی ہے تو اب ہم علماء وہابیہ سے کہتے ہیں کہ دیکھئے میلاد شریف کی محافل میں تلاوت، نعت خوانی، بیان، درود و سلام، دعا یہ سب کام کیے جاتے ہیں اور سب ہی کام اچھے اور نیک کام ہیں تو اب اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن پاک میں اچھے کام کرنے کا حکم ہے، ''**وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**'' ''اور بھلے (اچھے) کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ'' (پارہ 17 الحج 77) اسی طرح دوسرے مقام پر ہے کہ '' **وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** '' اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور **اچھے کام کئے** کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں (پارہ 1 البقرۃ 25)

دیکھئے اچھے کام کرنے کا حکم دیا گیا اور اچھے کام کرنے والوں کو جنت کی بشارتیں

سنائیں گئی ہیں تو اب کیا علماء وہابیہ یہاں بھی یہ تسلیم کریں گے کہ محفل میلاد شریف جائز ہے کیونکہ اس میں ہونے والے مذکورہ کام سب اچھے ہیں اور قرآن نے اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے۔اور اگر یہاں عمومی دلائل ''دعویٰ خاص'' پر قبول نہیں کرتے تو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عمل پر عام دلیل کیوں پیش کرتے ہیں؟ اور اس کو کس منہ سے قبول کرتے ہیں؟

(3)......اسی طرح قرآن پاک میں ہے کہ

''وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ''اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (پارہ2:البقرۃ186)

اور ''احادیث میں مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے'' تو اب اگر نماز جنازہ کے بعد دعا مانگیں اور اسی آیت اور حدیث کو پیش کیا جائے تو کیا علماء اہلحدیث و دیوبند اس کو تسلیم کریں گے اور دلیل خاص کا مطالبہ ترک کردیں گے؟ یقیناً ہرگز نہیں بلکہ ان کا جواب یہی ہوگا کہ خاص ایسی حدیث پیش کرو جس میں نماز جنازہ کا ذکر ہو اور اس کے بعد دعا کرنے کا بھی ثبوت ہو، تو جب یہاں عمومی دلائل ''دعویٰ خاص'' پر قبول نہیں کرتے تو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عمل پر عام دلیل کیوں پیش کرتے ہیں؟ اور اس کو کس منہ سے قبول کرتے ہیں؟

اقسامِ بدعت اور علماء و اکابرین امت

پھر ''کل بدعة ضلالة'' سے ہر بدعت کو گمراہی قرار دینا اس طرح بھی صحیح نہیں کہ محدثین و مفسرین اور علماء امت نے بدعت کو بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا۔اور ''کل بدعة ضلالة'' (سیئہ، مذمومہ) صرف اسی عمل کو قرار دیا جو گمراہی پر مشتمل ہو۔

1......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۴ھ) نے بدعت کی دو قسمیں کیں بدعت محمودہ (اچھی بدعت)

اور **بدعت مذمومہ (بُری بدعت)**۔ (ابونعیم: حلیہ جلد۹ ص ۱۱۳)

2......مفسر قرآن امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ (۳۸۰ھ) نے بھی **بدعت محمودہ** اور **بدعت ضلالہ** (سیئہ) کا ذکر فرمایا ہے۔ (قرطبی: الجامع لاحکام القرآن ۲: ج ۸۷)

3......امام ابن حزم اندلسی رحمتہ اللہ علیہ (۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب میں **بدعت حسنہ** (اچھی) اور **بدعت مذمومہ** (بُری) تحریر فرمائیں۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ۱: ۴۷)

4......امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ (۴۵۸ھ) نے بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے بدعات کی دو اقسام **بدعت ضلالہ** اور محدثہ **غیر مذمومہ** پیش فرمائیں۔ (مناقبِ شافعی۔ بیہقی: المدخل الی السنن الکبری ج ۱: ۲۰۶)

5......امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی بدعت کو دو اقسام میں تقسیم کیا **بدعت محمودہ** اور **بدعت مذمومہ**۔ (احیاء العلوم جلد ۱ ص ۲۷۶)

6......امام ابن الاثیر الجزری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) نے بھی بدعت کو دو اقسام **بدعت ہدیٰ** اور **بدعت ضلالہ** میں تقسیم فرمایا۔ (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ۱: ۱۰۶)

7......امام عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام السلمی رحمتہ اللہ علیہ (۶۶۰ھ) نے اپنی کتاب میں بدعت کو **پانچ اقسام میں تقسیم فرمایا** (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ۔ (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲: ۳۳۷)
یہ بھی بہت بڑے محدث اور امام تھے اہل زمانہ انہیں ''سلطان العلماء'' کے نام سے پکارتے تھے (ابن سبکی: طبقات الشافعیہ ۸: ۲۰۹۔ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۳: ۲۳۵)۔

8......امام نووی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی بدعت کی دو اقسام کیں ہیں۔ **بدعت حسنہ** اور **بدعت قبیحہ**۔ اور اس کے بعد شیخ عبد العزیز بن عبد السلام کی کتاب القواعد کا حوالہ بدعت کی پانچ اقسام والا درج کیا (تہذیب الاسماء و اللغات جلد ۳ ص ۲۲۔ نووی: شرح صحیح مسلم ۶: ۱۵۴)

9......امام شہاب الدین احمد القرافی المالکی رحمتہ اللہ علیہ (۶۸۴ھ) نے **بدعت کی پانچ اقسام** (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مستحبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ تحریر فرمائی ہے۔ (القرافی: انوار البروق فی انوار الفروق ۴:۲۰۲)

10......علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی رحمتہ اللہ علیہ (التوفی ۷۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''لسان العرب'' ابن اثیر کے حوالہ سے بدعت کی دو اقسام **بدعت ھدی** اور **بدعت ضلالہ** کی تفصیل بیان فرمائی۔ (لسان العرب ۸:۶)

11......امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی رحمتہ اللہ علیہ (التوفی ۷۹۰ھ) نے بھی ہر نئے عمل کو بدعت ضلالہ نہیں فرمایا بلکہ بدعت کو **بدعت** حسنہ، بدعت واجبہ، **بدعت** مستحبہ کی اقسام ذکر فرمائیں ہیں (الاعتصام ۲:۱۱۱)

12......علامہ ابن رجب حنبلی رحمتہ اللہ علیہ (۷۹۵ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''حافظ ابو نعیم نے ابراہیم بن جنید کی سند سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت محمودہ اور بدعت مذمومہ (جامع العلوم والحکم ۲۵۳)

13......امام ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ (التوفی ۸۵۲ھ) نے بدعت کی اقسام **بدعت** حسنہ اور **بدعہ مستقبحة** بیان فرمائیں اور اس کے بعد بدعت کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا۔ (عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری ۴:۲۵۳)

14......امام عینی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۸۸۵ھ) نے بھی بدعت کی دو اقسام ''**بدعت** حسنہ اور **بدعت** قبیحہ (مستقبحة)'' بیان فرمائیں'' (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۱:۱۳۶)

15......امام شمس الدین سخاوی رحمتہ اللہ علیہ (۹۰۲ھ) نے اذان کے بعد صلوۃ وسلام کو جائز کہا اور اس کو **بدعت** حسنہ کہا۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ۱۹۳)

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک بھی ہر بدعت ''ضلالہ'' نہیں بلکہ بعض کام ''بدعت حسنہ'' بھی ہیں۔

16......امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے اپنے فتاویٰ میں علامہ نووی اور شیخ عز الدین بن عبد السلام کے حوالے سے بدعت کے اقسام بیان کرتے ہوئے **بدعت حسنہ** اور **بدعت قبیحہ** بیان فرمائیں اور بدعت کی تقسیم (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ بیان فرمائیں۔

(سیوطی: الحاوی للفتاویٰ ۱:۱۹۲۔ سیوطی: شرح سنن ابن ماجہ ۱:۶)

17...... امام ابو العباس احمد بن محمد شہاب الدین القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے بھی (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) اور بدعت مباحہ بیان فرمائی ہیں۔ (قسطلانی: ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ۳:۴۲۶)

18......امام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف صالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۲ھ) علاوہ تاج الدین فاکہانی کے اس موقف ''ان الابتداع فی الدین لیس مباحا'' کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدعت کا انحصار صرف حرام اور مکروہ پر نہیں بلکہ بدعت مباح، مندوب اور واجب بھی ہوتی ہے۔ اسکے بعد امام نووی کی کتاب ''تھذیب الاسماء و اللغات'' کے حوالہ سے بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کا ذکر فرمایا اور پھر شیخ عز الدین بن عبد السلام کی کتاب **قواعد الاحکام** کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام بیان فرمائیں (سبل الھدی والرشاد ۱:۳۷۰)

19......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام احمد شہاب الدین ابن الحجر المکی الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۴ھ) نے بھی شیخ عز الدین بن عبد السلام کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام کو بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ **کل بدعۃ ضلالہ** اور **کل ضلالۃ فی النار** سے **مراد بدعت محرمہ** ہے۔ (ابن حجر مکی: الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۳۰)

20......امام ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱۴ھ) جو مفتی و امام مکہ بھی رہے انہوں نے بھی شیخ عز الدین بن عبد السلام کے ''القواعد البدعۃ'' کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام بیان کیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۱:۲۱۶)

21.......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) بدعت کی ان اقسام کو بیان کیا ہے(۱)بدعت واجبہ (۲)بدعت محرمہ(۳) بدعت مندوبہ(۴)بدعت مکروہہ(۵) بدعت مباحہ اور فرمایا کہ بعض بدعات حرام ہیں جو سنت مصطفیٰ ﷺ جماعت اور خلفائے راشدین کے طریقوں کے خلاف ہیں۔(اشعۃ اللمعات باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ ۱:۱۲۵)

22.......امام عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ شرعی طور پر بدعت سیئہ کو سنت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے ''ثم تنقسم الی الاحکام الخمسة '' پھر بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔اور حدیث ''کل بدعۃ ضلالہ'' عام مخصوص ہے'' (زرقانی: شرح الموطا ۱:۱۲۶)

23.......علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۲ھ) نے اپنی کتاب میں بدعت کی متعدد اقسام بیان فرمائیں۔ بدعت محرمہ۔ بدعت واجبہ۔ بدعت مندوبہ۔ بدعت مکروہہ۔ بدعت مباحہ۔ اور آخر میں فرمایا کہ امام مناوی کی ''جامع الصغیر'' مین، امام نووی کی ''تھذیب'' میں اور امام برکلی کی ''الطریقہ المحمدیہ'' میں بھی ایسے ہی درج ہے۔(ردالمحتار علی درالمختار ۱:۴۱۴)

24.......علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے اپنی تفسیر میں علامہ نووی اور دیگر علماء کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت محرمۃ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ بیان فرمائی ہیں۔(روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

25.......غیر مقلدین کے شیخ شوکانی (۱۲۵۵ھ) نے ''نعمت البدعۃ ھذہ'' کے ذیل میں فتح الباری کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔اور کہا کہ'' و تطلق فی الشرع علی مقابلۃالسنۃفتکون مذمومۃو التحقیق انھاان کانت مما یندرج تحت

مستحسن فی الشرع فھی حسنة و ان کانت مما یندرج تحت مستقبح فی الشرع فھی مستقبحة والافی من قسم المباح و قد تنقسم الی الاحکام الخمسة'' اور اصطلاح شرح مین سنت کے مقابلے میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اسلئے یہ مذموم ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بدعت اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں مستحسن ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو وہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے اور بلاشبہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں'' (شوکانی ،**نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۳: ٦۳**)

26,27......غیر مقلدین کے علامہ وحید الزمان (المتوفی ۱۳۲۷ھ) نے لکھا کہ ''باعتبار لغت بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں :بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت حسنہ، بدعت سیئہ ۔ہمارے اصحاب میں سے شیخ (شاہ) ولی اللہ (محدث دہلوی) نے کہا کہ بدعات میں سے بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے......اور بدعات میں سے ایک وہ بدعت ہے جس سے کوئی سنت ترک ہو رہی ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی آئے اور یہی بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے ۔نواب صاحب (صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔

(ہدیۃ المھدی ۱۱۷)

28......غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں نعمت البدعۃ ھذہ میں نماز تراویح کو بدعت لغوی قرار دیا اور بدعت کی دو اقسام **بدعت لغوی** اور **بدعت شرعی** (ضلالہ) ذکر فرمائیں۔(منہاج السنۃ ۴:۲۲۴)

29......حافظ ابن کثیر نے کل بدعۃ ضلالہ کو **بدعت شرعیہ** کہا اور نماز تراویح نعمت البدعۃ ھذا کو **بدعت لغویۃ** میں شامل کیا۔(تفسیر القرآن العظیم ۱:۱٦۱)

ابن تیمیہ وابن کثیر نے نعمت البدعۃ ھذہ میں بدعت کو بدعت لغوی شمار کیا حالانکہ سیدنا عمر فاروق نے یہ نہیں فرمایا کہ **ھذہ بدعة لغوية** بلکہ انہوں نے بدعت کے ساتھ نعم کا لفظ استعمال کیا ہے۔جس کا مطلب اچھا یا خوب کے ہوتا ہے قرآن میں حضرت سیلمان علیہ السلام کے بارے میں

''نعم العبد'' (کیا اچھے بندہ)

کے الفاظ استعمال ہوئے (سورۃ ص) پتہ چلا کہ نعم کا معنی اچھا وحسن ہوتا ہے۔بہر حال بدعت کی دو اقسام تو ضرور ثابت ہیں۔

جو اچھا نیا کام شریعت کے مخالف نہیں وہ بدعت نہیں

ایسا نیا اچھا کام جو شریعت کے مخالف نہ ہو وہ بدعت حسنہ/ بدعت نعمہ کہلاتا ہے۔اس کی مثالیں خود صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان اجمعین سے لیکر امت مسلمہ کے جید ومعتبر اکابرین تک موجود ہیں۔

۞......جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں پورا ماہ ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت نماز تراویح نہیں ہوتی تھی لیکن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بعد میں شروع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نعمت البدعة هذه''

یہ اچھی بدعت (نیا کام) ہے (صحیح البخاری کتاب الصوم)۔

نعمۃ کے لئے حسن کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے تو مطلب یہ بنا یہ بدعت حسنہ ہے کنزل العمال جلد۲ میں روایت موجود ہے کہ

''سید القراء حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں امر (حکم) فرمایا کہ اے ابی ابن کعب! لوگ دن

میں روزہ رکھتے ہیں اور قرات قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے لہذا کیا اچھا ہوتا کہ آپ ان پر (امام صلوۃ ہونے کی حالت میں) قرات فرما دیا کرتے ۔حضرت ابی ابن کعب نے عرض کیا (**یا امیر المومنین هذا شی لم یکن**) اے امیر المومنین یہ ایسی چیز (کام) ہے جو پہلے (یعنی اہتمام خاص کے ساتھ تراویح کی جماعت نبی پاک ﷺ اور ابوبکر کے زمانے میں) نہ تھی ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**فقال قد علمت ولکنه حسن**" میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے۔پس حضرت ابی ابن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی ۔

(کنزل العمال جلد۲ص ۲۸۴: حدیث ۵۷۸۷ بحوالہ بدعت کی حقیقت ص ۱۰۸: ابوالاعجاز محمد صدیق ضیاء)

تو اس سے بدعت حسنہ کا ثبوت بالکل واضح طور پر ثابت ہو گیا۔لہذا بعض علماء وہابیہ جو اس کا ترجمہ وتشریح لغوی بدعت کے طور پر کرتے ہیں ان کا استدلال قطعاً درست نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اس عمل کو حسن کہہ کر لغوی بدعت کی بجائے بدعت حسنہ کی تائید فرمادی۔

۞......سیدنا عبداللہ بن عمر نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں

:انهما بدعة ونعمت البدعة وانها لمن احسن مااحدث الناس۔

بے شک وہ بدعت (نیا کام) ہے اور کیا ہی اچھی بدعت (نیا کام) ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔(المعجم الکبیر حدیث 13563 جلد 12)

۞......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"**عن ابن عمر انه قال انها محدثة وانها لمن احسن مااحدثوا**" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز چاشت محدث (نیا کام) ہے اور یہ یقیناً احسن محدثات میں سے ہے۔**واما الثانی فمارواه ابن ابی**

شيبة بـا سـنـاد صحيح عن الحكم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاة الضحى فقال بدعة نعمت البدعة "

دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے باسند صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے، (مگر اچھی) بہتر بدعت۔(امام بدرالدین عینی۔عینی شرح صحیح بخاری جلد۲ص ۶۶۵ بحوالہ ردسیف یمانی ص۵۴)

۞......رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ

"مـن سـن فـى الاسـلامـه سنه حسنه فله اجرها و اجر من عـمـل بها من بعد ه من غير ان ينقض من اجور هم شئى و من سن فى الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها وزرمن عمل بها من غير ان ينقص من اوذار هم شئى"

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے طریقہ کے جاری کرنے پر) ثواب ملے گا۔اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کرے گا۔اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو کوئی اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے بُرے طریقہ کے جاری کرنے پر) گناہ ملے گا۔اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کرے گا۔اور ان کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ ۱/ ۳۲۷۔ترمذی کتاب العلم ۲/۹۲۔نسائی ۱/۱۹۱۔ابن ماجہ شریف ۱۸۔مسند احمد ۴/۶۲ حدیث ۱۹۳۲۹۔طبرانی کبیر ۲/ ۳۱۵۔مصنف عبد رزاق ۱۱/۴۶۶۔مصنف ابن ابی شیبہ۳/ ۱۰۹۔بیہقی فی شعیب الایمان ۵/۱۷۔سنن الکبریٰ ۴/ ۱۷۵۔شرح السنہ الغوی ۶ / ۱۶۰۔صحیح ابن حبان

۶/۱۳۰،مشکوۃ باب العلم،اشعۃ اللمعات جلد اول،حاشیہ ابن ماجہ شاہ عبدالغنی)۔

☆ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ مَا رَاٰہُ الْمُسلِمُونَ حَسَناً فَھُوَ عِندَ اللہِ حَسَن ''جو چیز اللہ کے نیک مسلمان بندوں (مجتہدین اور اہل اللہ) کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔(البدایہ والھنایہ لابن کثیر ۱۰/۳۲۸،تفسیر کبیر،تفسیر مواہب الرحمٰن ،مستدرک،مجمع الزوائدا،اعلام الموقعین لابن قیم ۱/۶۹،کتاب الروح لابن قیم ص ۱۰،موطاامام محمد ۱۰۴، ردالمختار للشامی،،طبرانی بحوالہ''گیارہویں شریف ۱۴۶)

مزید تفصیلی گفتگو آگے بیان کی جائے گی۔تاہم ان سب روایات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بدعت ضلالہ ہے جوشرع کے مخالف ہے یہی بدعت ضلالہ ممنوع ہے اور دوسری بدعت نعمۃ (حسنہ) ہے۔جو کہ بالکل جائز ہے۔جس کی تائید مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے بھی ہوتی ہے۔

بدعت کی پانچ قسمیں اوراس کی مثالیں

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ علماء امت نے بنیادی طور پر بدعت کی دو اقسام بیان فرمائیں۔پہلی بدعت مذمومہ(ضلالہ)اور دوسری بدعت محمودہ(حسنہ)۔اور پھر مزید اس کی وضاحت کیلئے بدعت کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(ا)بدعت واجبہ (2)بدعت محرمہ (3)بدعت مستحبہ یامندوبہ

(4)بدعت مکروہہ (5)بدعت مباحہ۔

امام نووی اور دیگر تمام مذکورہ علماء نے فرمایا ہے کہ''ان کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کا قواعد شرعیہ سے موازنہ کیا جائے،اگر وہ بدعت قواعد ایجاب کے تحت داخل ہوتو (بدعت) واجبہ ہے۔اور اگر قواعد تحریم کے تحت ہوتو حرام،اگر قواعد استحباب کے تحت ہوتو مستحب۔اگر قواعد کراہت کے تحت ہوتو مکروہ اور اگر قواعد اباحت کے تحت داخل کوتو مباح ہوگی۔

(1) بدعت واجبہ کی مثالیں

☆سب سے پہلے تو یہ یاد رہے کہ بدعت واجبہ وہ نیا کام ہوتا ہے جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کو چھوڑنے سے دین میں حرج (نقصان) واقع ہوتا ہو۔ گویا اس نئے کام کو اختیار کرنا واجب ہوتا ہے۔ اب اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) امام عزالدین نے ''علم نحو، علم لغت، دین کے قواعد، اصول فقہ، اصول حدیث (جرح و تعدیل)، بدمذہبوں کے رد'' کو بدعت واجبہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے ''علم نحو، علم لغت، دین کے قواعد، اصول فقہ، اصول حدیث (جرح و تعدیل) کو بدعت واجبہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے '' علم نحو'' کو بدعت واجبہ کہا (الفتاوی الحدیثیۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے ''علم نحو'' کو بدعت واجبہ لکھا (معنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)۔

(۵) حضرت ملا علی قاری نے '' علم نحو، اصول فقہ، علم جرح و تعدیل، بدمذہبوں کے رد'' کو بدعت واجبہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبدالحقؒ نے ''علم صرف و نحو، قرآن و سنت کے غرائب'' کو بدعت واجبہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے '' علم نحو کے سیکھنے، اور گمراہ فرقوں کے رد پر دلائل قائم کرنے کو'' بدعت واجبہ قرار دیا (ردالمحتار علی درالمختار ۱:۴۱۴)

(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے ''ملحدین، مبتدعین کے شبہات کے رد کیلئے علم الکلام کو حاصل کرنے کو بدعت واجبہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(2) بدعت محرمہ کی چند مثالیں

(۱) امام عزالدین نے ''قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲: ۳۳۷)

(۲) امام نووی نے '' قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات،'' کو بدعت محرمہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۳: ۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱: ۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے '' نئے مذہب کی ایجاد جیسے قدریہ، سونے کے ساتھ مساجد و قرآن کی تزئین و آرائش'' کو بدعت محرمہ کہا (الفتاوی الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عز الدین کے حوالے سے مذہب '' قدریہ ، مرجئہ ، رافضہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ کہا (معنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴: ۴۳۶)

(۵) ملا علی قاری نے مذہب '' قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ قرار دیا (مرقاۃ ۱: ۲۱۶)

(3) بدعت مستحبہ یا مندوبہ کی مثالیں

☆ وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کار ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے۔ اور اگر یہ کام کریں گے تو ثواب اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

(۱) امام عزالدین نے '' سرائے ، مدارس ، بلند عمارتیں ، بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسلے'' کو بدعت مستحبہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲: ۳۳۷)

(۲) امام نووی نے '' سرائے ، مدارس ، بلند عمارتیں تصوف کی دقیق ابحاث ، بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسہ منعقد کرنا'' کو بدعت مستحبہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء و

اللغات ۳:۲۲۔شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)
(۳)علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکیؒ نے ’’ قیام مدارس،‘‘ کو بدعت مندوبہ کہا (الفتاوٰی الحدیثہ ۱۳۰)
(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربیني الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے ’’سرائے، مدارس، جماعت تراویح‘‘ کو بدعت مندوبہ کہا۔(معنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)
(۵) حضرت ملا علی قاری نے ’’سرائے، مدارس، جماعت تراویح‘‘ کو بدعت مندوبہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)
(۶) شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے ’’سرائے، قیام دینی مدارس‘‘ کو بدعت مستحبہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)
(۷)علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ نے ’’مدراس کی تعمیرات، سرحدی چوکیوں کو‘‘ بدعت مندوبہ قرار دیا (ردالمحتار علی درالمختار ۱:۴۱۴)
(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے ’’علمی کتب تصنیف کرنے، مدارس، سرائے‘‘ کو بدعت مستحبہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(4) ﴾بدعت مکروہہ کی چند مثالیں﴿

☆وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے، اگر سنت غیر موکدہ چھوٹی تب تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔
(۱)امام عزالدین نے ’’مساجد کی زیب و زینت، مصحف (قرآن) کو مزین کرنے‘‘ کو بدعت مکروہہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)
(۲)امام نووی نے ’’مساجد کی زیب و زینت، مصحف کو مزین کرنے‘‘ کو بدعت مکروہہ قرار

دیا۔(تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے ''مساجد اور قرآن کی تزئین و آرائش کرنے'' کو بدعت مکروہہ کہا (الفتاویٰ الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عز الدین کے حوالے سے ''مساجد کی تزئین، قرآن پر نقش و نگار'' کو بدعت مکروہہ کہا (معنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ ''مساجد و قرآن کی آرائش و زیبائش'' بعض علماء کے نزدیک بدعت مکروہہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۶) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے ''مساجد کی تزئین کو'' بدعت مکروہہ قرار دیا (رد المحتار علی در المختار ۱:۴۱۴)

(5) ...... بدعت مباحہ کی چند مثالیں ......

☆ وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جائے۔اس کو بدعت مباح کہا جاتا ہے۔

(۱) امام عزالدین نے ''نماز صبح و عصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے پہننے اور رہائش کے معاملات میں وسعت، سبز چادرین اوڑھنا، کھلی آستیوں کی قمیض پہننا'' کو بدعت مباحہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے ''نماز صبح و عصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے پہننے اور رہائش کے معاملات میں وسعت، سبز چادرین اوڑھنا، کھلی آستیوں کی قمیض پہننا'' کو بدعت مباحہ قرار دیا۔(تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)۔

(۳) ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی نے '' نماز کے بعد مصافحہ کرنے'' کو بدعت مباحہ کہا

(الفتاوی الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے "نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے میں وسعت" کو بدعت مباحہ کہا (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) حضرت ملا علی قاری نے لکھا کہ احناف کے ہاں "مساجد وقرآن کی تزئین وآرائش، لذیذ کھانے، آستینوں کو وسیع کرنا" کو بدعت مباحہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے "کھانے پینے کی لذیذ چیزیں، لباس فاخرہ کی فراوانی کا حسب ضرورت استعمال، آٹے کو چھلنی سے چھاننے" کو بدعت مباحہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے "لذیذ کھانے، مشروبات اور ملبوسات" کو بدعت مباحہ قرار دیا (ردالمحتار علی درالمختار ۱:۴۱۴)

(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے "رنگ برنگے کھانوں" کو بدعت مباحہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(۹) غیر مقلدین اہلحدیثوں وہابیوں کے نامور عالم وحید الزماں اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "کھانے پینے اور پہننے، دولہا، دولہن کے لئے کلیوں اور پھولوں کا استعمال (جیسے سہرا) کو بدعت مباحہ قرار دیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ۱۱۷)

...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے استدال کا جواب ......

اعتراض......: قرآن پاک میں ہے کہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا (پارہ 6 المائدہ ۳) تو دین تو مکمل ہو چکا لہذا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کوئی بھی نیا کام ایجاد کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ ورسول سے بڑا اور سمجھ دار قرار دینے کا دعوی ہے۔ اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے۔

﴾......جواب......﴿

بے شک دین مکمل ہو چکا لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اس کے بعد کوئی اچھا کام کرنا دین کو ناقص سمجھنا یا دین میں اضافہ کرنا ہے یہ استدلال اس لئے باطل ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خود صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسے بہت سارے کام انجام دیئے جو پہلے نہیں ہوئے تھے۔

پورا ماہ تراویح باجماعت: حضور ﷺ کے زمانے میں پورا ماہ ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت نماز تراویح نہیں ہوتی تھی لیکن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بعد میں شروع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' **نعمت البدعۃ ھذہٖ**'' یہ اچھی بدعت (نیا کام) ہے (صحیح البخاری کتاب الصوم)۔

نماز چاشت: حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا'' رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) کسی عمل کو اس ڈر سے ترک کر دیتے کہ لوگ اس کام کو کریں گے تو ان پر فرض کر دیا جائے گا حالانکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا، اور رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت (پابندی سے) بالکل نہیں پڑھی لیکن میں اسے پڑھتی ہوں'' (بخاری ابواب التقصیر الصلوۃ، باب تحریض النبی ﷺ علی صلوۃ اللیل جلد ا ص ۳۷۹ رقم ۱۰۷۶) ☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز چاشت (صلاۃ الضحی) کے متعلق پوچھا گیا'' **فقال بدعۃ**'' (بخاری کتاب العمر باب کم اعمر النبی ﷺ ۲:۲۳۰ رقم ۱۶۸۵، مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی و زمانھن رقم ۱۲۵۵) بدعت (نیا کام) تو کہا لیکن کیسی بدعت کہا اس کی وضاحت دوسری روایات میں موجود ہے کہ '' **نعمت البدعۃ**'' کہا۔ چنانچہ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اعرج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ '' **سالت محمدا عن صلاۃ الضحی و ھو مسند ظھرہ الی حجرۃ النبی ﷺ، فقال: بدعۃ و نعمت البدعۃ**'' میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاشت کے متعلق سوال کیا جب وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حجرۂ مبارک کے ساتھ پشت سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو انہوں نے

فرمایا ''بدعت ہے اور یہ اچھی بدعت ہے'' (ابن ابی شیبہ، المصنف جلد۲ ص ۱۷۲، عسقلانی، فتح الباری جلد۳ ص ۵۲ حدیث ۱۱۲۱) ☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں: **انها بدعة ونعمت البدعة وانها لمن احسن مااحدث الناس** ۔ بے شک وہ بدعت (نیا کام) ہے اور کیا ہی اچھی بدعت (نیا کام) ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔ (المعجم الکبیر حدیث 13563 جلد 12) ☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''**عن ابن عمر انه قال انها محدثة وانها لمن احسن مااحدثوا**'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز چاست محدث (نیا کام) ہے اور یہ یقیناً احسن محدثات میں سے ہے۔ **واما الثانی فماروا ابن ابی شيبة با سناد صحيح عن الحكم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاة الضحى فقال بدعة نعمت البدعة** '' دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے باسند صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے، (مگر اچھی) بہتر بدعت۔ (امام بدر الدین عینی۔ عینی شرح صحیح بخاری جلد۲ ص ۶۶۵ بحوالہ ردسیف یمانی ص ۵۴) ☆ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ''**ما ابتدع المسلمون بدعة افضل من صلوٰة الضحیٰ**'' مسلمانوں نے کوئی بدعت نماز چاشت سے افضل نہیں نکالی۔ (عینی شرح بخاری جلد۲ ص ۶۶۴ بحوالہ ردسیف یمانی ۵۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوا کہ سب بدعات مذموم وممنوع نہیں ہوا کرتیں بلکہ ایک قسم بدعتوں کی وہ بھی ہے جو احسن و افضل (اچھی بدعات) ہوتی ہیں۔ اور اس کے کرنے والوں کو اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

تو دیکھئے یہ عمل اس مخصوص ہیئت پر نبی پاک ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا تو اب انہوں نے اس کو اچھا سمجھ کر جاری بھی کیا اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف بدعت کا مطلب گمراہی نہیں کیونکہ ان مقدس ہستیوں نے اپنے عمل کے لئے بدعت کا لفظ استعمال کیا جس کا معنی نیا

کام ہے لیکن آگے اس کے لئے ''نعمت'' کا لفظ استعمال کیا تا کہ بدعت کی تقسیم واضح ہو جائے۔

جمعہ کی اذان ثانی: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں، جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا'' سائب بن یزید سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کہنے کا حکم عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا جبکہ مسجد میں آنے والوں کی تعدا بڑھ گئی ورنہ (عہد رسول اللہ ﷺ ، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) میں جمعہ کے روز صرف اُس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا'' (صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعہ صفحہ ۴۱۰) لیکن اس کو بدعت ضلالہ کسی نے بھی نہیں قرار دیا بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کیا۔ اور خود مخالفین بھی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ☆ امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) نے سیدنا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ''**قال الاذان الاول یوم الجمعة بدعة**'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کی پہلی اذان بدعت (نیا عمل) ہے۔ (ابن ابی شیبہ، المصنف جلد اص ۴۷۰ رقم ۵۴۳۷، ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۹۴)

☆ علامہ ابن رجب حنبلی جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' اور اسی طرح جمعہ کی پہلی اذان ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر زیادہ کیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر قائم رہے اور اس پر لوگوں نے عمل کرنا شروع کر دیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آپ نے جمعہ کی دوسری اذان کے بارے میں فرمایا کہ وہ بدعت ہے'' **ولعله اراد ما اراد ابوه فی قیام شهر رمضان**' 'شاید ان کی مراد بھی وہی ہو جو ان کے والد کی قیام رمضان کے بارے میں تھی'' (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد ۲ ص ۵۹۴) ☆ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ''ایک احتمال یہ ہے کہ یہ فرمان علی سبیل انکار ہو اور ایک احتمال یہ ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ یہ عمل عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نہیں

تھا'' **وکل ما لم یکن فی زمنه یسمی بدعة** ''اور ہر وہ عمل جو دورِ نبوی میں نہ تھا اسے بدعت کہا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان اعمال میں سے کچھ اچھے ہوتے ہیں اور کچھ اس کے خلاف۔ سابقہ بحث میں وضاحت ہو چکی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (دوسری اذان کا) یہ عمل دوسری نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے لوگوں کو وقتِ صلوۃ کے آغاز کی اطلاع دینے کیلئے شروع کیا اور جمعہ کو اس (اذان) سے مختص کر دیا اور اس کو خطیب کے سامنے دینے کی خصوصیت کو بھی باقی رکھا۔ اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ یہ عمل معناً اصل ہے اس کا ابطال نہیں کیا جائے گا۔ (ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد۲ ص ۲۹۴)۔

پس معلوم ہوا کہ دین تو مکمل ہو چکا لیکن اسی دین نے یہ حکم دیا ہے کہ مزید اچھے کام کرو تا کہ اچھے کام کے ایجاد کرنے کا بھی ثواب تم کو ملے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصول بنا دیا کہ جس نے دین میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس ایجاد پر بھی اجر و ثواب ملے گا۔ اور اسی طرح کی دیگر احادیث کی بناء پر ایسے اچھے نئے کام ایجاد کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دین کو نامکمل تسلیم کرتے ہیں بلکہ یہ تمام نئے اچھے کام خود دین ہیں کہ یہ سب ارشادات نبوی ﷺ کے تحت ہی داخل ہیں۔

لیکن علماء وہابیہ واہلحدیث نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیا چنانچہ غیر مقلدین اہلحدیث کے مولوی محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ''حضور ﷺ کے زمانے اور آپ کے بعد دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا ہاں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں، پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں'' (فتاویٰ ستاریہ ۳/۸۵) اسی طرح غیر مقلدین کے مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس

میاں صاحب دہلوی رقمطراز ہیں ''اب مسجد میں وہ اذان کہنا بدعت ہے'' (فتاوی ستاریہ ۳/ ۸۷) اسی طرح غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ ''الاعتصام'' کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ''جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے دو اذان کی ضرورت نہیں......لہذا اذان عثمانی جسکو پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے'' (فتاویٰ علماء حدیث ۲/ ۱۷۹) (بحوالہ تلخیص ادلہ :ص ۲۵۰: تلخیص عبدالوحید معاویہ دیوبندی)

دیکھا آپ نے! جس عمل کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسند کیا بلکہ نافذ کیا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافذ رکھا، اس وقت کے سارے صحابہ اس سے راضی رہے۔ کسی کا اختلاف اور نکیر ثابت نہیں، کسی نے بھی اسے بدعت ضلالہ قرار دے کر اس سے اجتناب نہ کیا۔ مگر آج کل کے یہ اہل حدیث حضرات حضرت عثمان غنی اور مولیٰ علی بلکہ اس وقت کے جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے زیادہ اپنے آپ کو عامل بالسنۃ اور دیندار سمجھتے ہیں کہ جو عمل ان حضرات کو بدعت نظر نہ آیا وہ آج کل کے ان غیر مقلدین کو بدعت دکھ رہا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا اصول بدعت جس سے خود صحابہ بھی نہیں بچ سکے۔ کیا یہ صحابہ کے مقابلے میں خود کو زیادہ دیندار سمجھنا نہیں ہے؟ کیا اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بدعتی ہونا لازم نہیں آتا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

......کیا تم زیادہ سمجھدار ہو؟......

اعتـراض : علماء وہابیہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا تم اھل سنت و جماعت صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت، تعظیم و علم و سمجھ میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے نہ کیا تم لوگ کرتے ہوئے۔

﴿......جواب......﴾

تو جواباً عرض ہے کہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں جو اعتراض وہابی حضرات ہم اہل سنت و جماعت پر کرتے ہیں کہ کیا تم صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت، تعظیم علم و سمجھ میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو۔ تو بعینہ وہی اعتراض تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین کے عائد ہوگا اور تابعین پر باعتبار صحابہ کے بلکہ خود صحابہ پر باعتبار رسول اللہ ﷺ کے بھی وارد ہو گا مثلاً:

1 ☆ **بعض امور ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ نے نہ کیا** اس کے باوجود ان امور کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے زمانے میں انجام دیا تو اب بعینہ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصولِ وہابیہ کے تحت وہی اعتراض صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بھی عائد ہوگا کہ اگر اس نئے کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہیں کیا؟ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا صحابہ کرام نبی پاک ﷺ سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کیا۔ کیا ''''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم'' کے بعد دین مکمل نہیں ہو چکا تھا تو پھر ایسے نئے افعال سے دین میں زیادتی کی کیا ضرورت تھی؟

پس پتہ چلا کہ صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ نے اگر کوئی کام نہ کیا مگر اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے وہ نیا کام ممنوع نہ ٹھہرا۔ یعنی نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں ورنہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسا کام نہیں کرتے جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا کیوں کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اس امت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ دیندار اور عامل بالسنۃ کوئی نہیں مگر اس کے باوجود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایسے امور انجام دینا (مثلاً جمعہ کی اذان ثانی، تدوین قرآن، تراویح کی جماعت وغیرہ) اس بات کی بین دلیل ہے کہ صحابۂ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم فعل کو مطلقاً ممانعت کی دلیل نہیں سمجھا بلکہ جس کام میں خیر دیکھا اسے کر کے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''من سن'' کی تصدیق وتائید کر دی۔

2 ☆ اسی طرح **بعض افعال ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کسی نے بھی نہ کیا مگر وہ فعل** تابعین کے زمانہ میں کیئے گئے لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے اور نہ ہی ''**اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ**'' کی وجہ سے دین میں زیادتی تسلیم کرتے ہیں تو اب بعینہ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصولِ وہابیہ کے تحت وہی اعتراض تابعین پر عائد ہوگا کہ نہیں؟ کہ اگر اس نئے کام میں کچھ بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے کیوں نہیں کیا؟ کیا تابعین رسول اللہ ﷺ و صحابہ سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا تابعین نبی پاک ﷺ، صحابہ سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کر دکھایا۔

3 ☆ **پھر بعض افعال ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ وصحابہ وتابعین کسی نے بھی نہ کیا** اور وہ افعال تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بھی بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے تو اب بعینہ (اصول وہابیہ کے تحت) وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصولِ وہابیہ کے تحت وہی اعتراض تبع تابعین پر عائد ہوگا کہ نہیں؟ کہ اگر ایسے نئے کاموں میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ وصحابہ وتابعین نے کیوں نہیں کیے؟ کیا تبع تابعین رسول اللہ ﷺ وصحابہ اور تابعین سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا تبع تابعین نبی پاک ﷺ، صحابہ یا تابعین سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کر دیا۔

3 ☆ **پھر بعض افعال ایسے بھی ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ وصحابہ وتابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے بھی نہ کیا** اور وہ افعال بعد کے زمانوں میں پیدا ہوئے جن کی متعدد مثالیں ہم

بیان کر چکے اور ان میں علماء وہابیہ کے نئے نئے افعال کی بھی متعدد مثالیں ہیں لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے تو اب بعینہ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصولِ وہابیہ کے تحت علماء وہابیہ پر بھی عائد ہوں گے کہ نہیں؟

غرضیکہ ان وہابیوں نے بذات خود ایک ایسا خود ساختہ اور بدعتی اصول گڑھ لیا ہے کہ جس کی بناء پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ و تابعین، تبع تابعین اور خود ان کے اپنے اکابرین بھی بدعتی ہونے سے نہیں بچ سکتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غور کرنے والی بات ہے کہ جب صاحب شریعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اگر کوئی کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے وہ کام ممنوع نہ ٹھہرا۔ یعنی صاحب شریعت (نبی) کا عدم الفعل (عمل کو نہ کرنا) ممانعت کی دلیل نہ بنا تو پھر کسی امتی (صحابی یا تابعی) کے نہ کرنے کو ممانعت کی دلیل کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ بات کسی عجوبہ سے کم ہے کہ صاحب شریعت رسول اللہ ﷺ کا قطعاً نہ کرنا تو ممانعت یا حرام و ناجائز ہونے کے لئے حجت نہ ہو اور ان کے بعد والوں کے کسی بھی نئے عمل خیر کی راہ بند نہ ہو لیکن امتی (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کا نہ کرنا ممانعت کی دلیل قرار پائے۔ فیاللعجب۔

……معترضین کے ایک اعتراض کا جواب……

اعتـــــراض……: ایک شخص نے نماز عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کر دیا اور فرمایا تیری یہ نماز فعل عبث ہوگی اور فعل عبث حرام ہے اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔ اور ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ اللہ تجھے سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔ پتہ چلا کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی بلکہ بدعت کل کی کل ضلالہ ہی ہیں۔

جواب

علماء محدثین و اکابرین امت کے مطابق بدعت حسنہ کی تعریف یہ ہے وہ عمل جو قرآن وسنت یا کسی شرعی اصول کے خلاف نہ ہو' مذکورہ دونوں روایتوں میں جن نمازوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بے شک بدعت ضلالہ ہیں کیونکہ دونوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے۔ محدث دارمی نے سنن دارمی شریف میں

''لا صلوة قبل العيد ولا بعد هم''

کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے (دارمی جلد ۱ ص ۳۱۵)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عصر کے بعد دو رکعات نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے (ابوداؤد شریف ۱۸۱)

تو جب مذکورہ دونوں نمازوں سے ممانعت ثابت ہے۔ تو اب اس کے خلاف کرنا ہی تو بدعت ضلالہ کہلائی گی اور اسی وجہ سے حضرت علی و حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہم نے منع فرمایا۔ لہٰذا ان روایات کو پیش کرنا ہی جہالت ہے۔

''بدعت حسنہ'' کے رد پر وہابیوں کے ایک اعتراض کا جواب

اعتراض......: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' (دین میں) ہر بدعت گمراہی ہے چاہے لوگ اسے حسنہ ہی کیوں نہ سمجھیں'' لہذا معلوم ہوا کہ بدعت کوئی حسنہ نہیں ہوتی۔

جواب

پہلا جواب......: اولاً ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر اس مذکورہ ترجمے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ خود علماء وہابیہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ''بدعت'' کی تقسیم آج سے نہیں بلکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے اور اس زمانے میں بھی ایسے مسلمان تھے جو بدعت حسنہ کے قائل تھے۔ (تو اب علماء وہابیہ

ہمیں یہ بتائیں کہ اس زمانے میں وہ کون سے مسلمان تھے جو بدعت حسنہ کہ قائل تھے؟ اور پھر ہمیں یہ بھی بتائیں کہ کیا ان حضرات پر اس زمانے کے کسی بزرگ ہستی نے بدعتی وگمراہ ہونے کا فتویٰ دیا تھا)؟

دوسرا جواب: خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمۃ بدعت کہا بلکہ اس کے بارے میں فرمایا ''**ولکنہ حسن**'' ،**لیکن یہ کام اچھا ہے**''(کنز العمال ج ۲ ص ۲۸۴) یعنی اس جماعت تراویح والی بدعت کو حسنہ کہا لہٰذا وہابیوں کے مذکورہ بالا اعتراض سے تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نہ بچ سکیں گے بلکہ بدعت حسنہ کا اقرار کر کے معاذ اللہ بدعتی بلکہ گمراہ ہو جائیں گے۔ معاذ اللہ!

تیسرا جواب : پھر تو خود بڑے بڑے علماء ومحدثین جنہوں نے بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کی ہے وہ سب کے سب اصول وہابیہ کے مطابق بدعتی اور گمراہ قرار پائیں گے۔ معاذ اللہ۔ جن کا تفصیلی ذکر ہم نے ماسبق میں کر دیا ہے مثلاً امام شافعی، امام بیہقی، امام ابن الاثیر الجزری، امام قرطبی، امام غزالی، امام نووی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ملاعلی قاری، امام شمس الدین سخاوی اور علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ بلکہ خود اکابرین وہابیہ جنھوں نے اس تقسیم کو روا رکھا وہ خود بھی اس اصول سے بدعتی قرار پائیں گے۔

چوتھا جواب ......: دیوبندی مفتی اعظم مفتی فرید نے عوامی تبلیغ کو ''بدعت حسنہ'' کہا (فتاوی فریدیہ ج ا ص ۱۷۵) علماء دیوبند کی ایسی معتبر ومستند کتاب جس میں بقول علماء دیوبند کے 616 جید علماء کے فتاوی جات موجود ہے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ''بدعت دو قسم کی ہے ایک حسنہ یعنی اچھی مثلا تراویح رمضان ومیلاد شریف جس میں صحیح روایات وفضائل حضور سرور کائنات بیان ہوں وفاتحہ بزرگان دین وایصال ثواب! دوسری قسم بدعت سیئہ ہے یعنی خلاف شرع'' (قہر آسمانی: جواب استفتا نمبر ۲۸ ص 146)

لہٰذا علماء وہابیہ ہم سنیوں پر اعتراض سے قبل ان سب بزرگوں بلکہ اپنے وہابی اکابرین کے

خلاف بھی فتویٰ جاری کریں جو بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہمیں تو بدعت حسنہ کہنے سے روکا جائے لیکن بزرگان دین و اکابرین علماء امت بلکہ خود اکابرین وہابیہ جو بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کرتے ہیں ان کے بارے میں کوئی فتویٰ نہ دیں!!! کیوں؟

پانچواں جواب......: اصل بات یہ ہے کہ ان وہابیوں نے روایت مبارکہ کا غلط ترجمہ کر کے دانستہ مغالطہ دے کر اپنا الو سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ روایت مبارکہ کے اصل الفاظ یہ ہیں: ''**کل بدعة ضلالة وان رأها الناس حسنة**'' یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اگر چہ اس گمراہی والی بدعت کو لوگ اچھا سمجھیں۔ (السنۃ للمروزی روایت نمبر ۸۲)

لہٰذا اس میں بدعت حسنہ کا تو نام تک نہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی حکم ہے بلکہ اس میں صرف یہ ہے کہ جو بدعات ضلالہ ہیں وہ ضلالہ ہی رہیں گی اگر چہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔ جیسا کہ اس کی تائید وتصویب اکابرین علمائے امت کی تصریحات سے پوری وضاحت کے ساتھ ماقبل میں بیان کر دی گئی۔

للدین اور فی الدین کی من گھڑت تقسیم

اعتراض......: بعض علماء دیابنہ بالخصوص علماء دیوبند کے امام وسردار مولوی رشید احمد گنگوہی نے بدعت کے باب میں ایک عجیب وغریب خودساختہ فلسفیانہ فارمولہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ''للدین'' (یعنی دین کے لئے) بدعت جائز ہے اور ''فی الدین'' (دین میں بدعت) ایجاد کرنا ناجائز ہے۔ لہٰذا فلاں فلاں کام للدین (دین کے لئے بدعت) ہیں لہٰذا وہ جائز ہیں۔ لیکن میلاد، فاتحہ وعرس وغیرہ فی الدین (دین میں بدعت) ہے۔ لہٰذا وہ ناجائز ہیں اور بدعت ہیں۔

جواب

……سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ علماء وہابیہ اپنی بیان کردہ یہی تقسیم اپنے اصول و قواعد کے مطابق ثابت کریں اور خود اس پر دلیلِ خاص پیش کریں ورنہ آپ کی یہ للدین اور فی الدین والی تقسیم خود آپ ہی کے اصولوں سے بدعت ہو جائے گی۔ آخر کون سی دلیلِ خاص ہے جس میں ''**بدعت للدین**'' (دینِ اسلام کے لئے) اور ''**بدعت فی الدین** (دینِ اسلام میں)'' کی تقسیم کی گئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کی یہ تقسیم (للدین اور فی الدین) خود آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعد ہی سے من گھڑت ہے جس پر آپ حضرات کوئی بھی دلیل خاص پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ آپ کا یہ خود ساختہ قاعدہ جملہ علماء اسلام کی تصریحات کے بھی بالکل خلاف ہے کہ امت میں آج تک کوئی بھی اس تقسیم کا قائل نہ ہوا۔ جیسا کہ سابق میں علماء کی تصریحات اس پر شاہد ہیں۔

……نیز آپ کا یہ خود ساختہ قاعدہ نبی پاک ﷺ پر عدم اعتماد کا مظہر بھی ہے بلکہ درحقیقت فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ تو **فی الدین** (دین اسلام میں) کو مستحسن فرما رہے ہیں اور جو دین اسلام میں نہ ہو **للدین اس** سے منع فرما رہے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''**من سنه فی الاسلام سنة حسنة**'' جس نے ہمارے (دین) ''اسلام میں'' کوئی اچھا کام شروع کیا'' (مسلم شریف)

لہٰذا حضور ﷺ تو دین اسلام میں اچھے نئے کام کو ایجاد کرنے پر اجر وثواب کی خوشخبری سنا رہے ہیں لیکن آپ نبی پاک ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے ''فی الدین'' (یعنی فی الاسلام: دین اسلام میں) ایجادات کو منع کر رہے ہیں۔ اب خود سوچیے کہ حضور ﷺ تو فی الدین (دین اسلام میں نئے اچھے کاموں) کو جائز فرمائیں اور آپ **فی الدین** (دین اسلام میں نئے کاموں) کو گمراہی و جہالت قرار دیں۔ معاذ اللہ عزوجل! تو آپ کا یہ قاعدہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوا کہ نہیں؟

۞ ...... پھر آپ اس عمل کو جو دین میں نہ ہو یعنی دین سے خارج ہو اس کو "للدین" کا نام دیکر اچھا قرار دیتے ہیں جبکہ حضور ﷺ **دین** سے خارج کو بُرا فرماتے ہیں جیسا کہ خود پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "**مالیس منہ**" جو دین میں سے نہ ہو" (یعنی جس کی اصل دین میں ثابت نہ ہو وہ رد ہے) پس ان فی الدین کے منکروں کو "**مالیس منہ**" جو دین میں سے نہ ہو" کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ نہ معلوم ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو عمل دین میں نہ ہو" یعنی جس کو حضور ﷺ رد فرما رہے ہیں" اُس "مردود" کو یہ منکر حضرات "للدین کا نام دیکر اچھا کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ "سنۃً حسنۃً" کہہ کر "فی الاسلام" (فی الدین) میں داخل کر کے رہے ہیں اس کو یہ منکر "فی الدین" کا نام دیکر نا جائز قرار دے رہے ہیں۔ گو کہ جس کام کو حضور ﷺ اچھا فرما رہے ہیں اس کو یہ نا جائز کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ مردود فرما رہے ہیں اس کو یہ منکرین جائز کہہ رہے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

معاذ اللہ! لہٰذا جب ثابت ہو گیا کہ منکرین کا یہ قاعدہ سراسر ارشادات نبوی ﷺ کے خلاف ہے اور یقیناً خلاف ہے تو یہ قاعدہ خود ہی مردود اور باطل ہے۔

۞ ...... پھر علماء وہابیہ اپنا یہ اصول بھی نہ بھولیں کہ آپ کے نزدیک تو "کل بدعۃ ضلالہ" میں "کل" عموم کلی کے لئے ہے تو اب کل کی اس عمومیت سے "للدین" والی صورت کس طرح خارج ہو گئی؟ اب تو دو میں سے کوئی ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کی للدین اور فی الدین والی تقسیم کو قبول کر لیا جائے تو کل بدعۃ ضلالہ میں عموم کلی کا نہ رہے گا جس کے آپ خود قائل ہیں اور اگر "کل بدعۃ ضلالہ" کے کل کو عموم کلی مان لیا جائے تو آپ کی تقسیم خود بخود باطل ہے۔ غرضیکہ دونوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کریں گے آپ ہی کے ہاتھوں آپ کے مذہب اور اصولوں کا خون یقینی ہے۔

یہی ہوتا ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخالفت کا انجام۔ اس لئے اپنے

ان خود ساختہ اصولوں سے توبہ کیجئے اور سچے دل سے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے کیوں کہ آپ کے دونوں ہی اصول غلط اور باطل ہیں۔

۞......اور پھر یہ بھی بتائیں کہ جب آپ حضرات کے ہاں ''بدعت'' کا معنی ہی گمراہی ہے تو پھر کس دلیل خاص میں ہے کہ دین اسلام کی تقویت کے لئے گمراہی نکالنا جائز ہے؟ گمراہی تو بہر صورت گمراہی ہے اور یہ بات حدیث شریف میں قطعاً نہیں کہ دین کے لئے یعنی ''للدین'' گمراہی جائز ہے اور اُس گمراہی پر عمل کرنا درست ہے۔ اور فی الدین گمراہی ناجائز اور اس سے پرہیز ضروری ہے۔

پس آپ کی تاویل کے مطابق یا تو آپ کے اس قاعدے میں خرابی ہے یا پھر کہ اِس دین میں [معاذ اللہ] جسکی تقویت لئے گمراہی پر عمل کی ضرورت پڑی۔ اب دین (اسلام) میں تو ہرگز ہرگز خرابی نہیں اسے تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے پیش کردہ اس قاعدے میں ہی خرابی ہے تو لازماً اس کو ترک کرنا ہی پڑے گا کیوں کہ جو اس قاعدہ کو صحیح مانے گا گویا وہ اس دین میں ہی خرابی مان رہا ہے اور ایسا وہی کرے گا جو گمراہ و جاہل ہوگا۔

۞......پھر مفتی اختر رضا مصباحی صاحب حفظہ اللہ نے اپنی کتاب میں جو آپ علماء دیوبند ،علماء اہلحدیث اور سعودیوں کی بدعات پیش کی ہیں ان میں ہر ایک کو الگ الگ کر کے بتائیں کہ کون سا عمل کس تقسیم کے تحت داخل ہے؟

۞......پھر آپ کی للدین والی تقسیم قبول کر لینے پر عدم الفعل ، خیر القرون، ہیئت کذائیہ ،تخصیص والتزام ، دلیل خاص وغیرہ وغیرہ آپ کے سارے اصول یہاں کیوں کر لاگو نہیں ہوتے؟ اور یہاں ان سب کو چھوڑ کر صرف للدین کا ٹائٹل لگا کر آپ کی اپنی ساری بدعات کو کیوں کر تسلیم کر لیا گیا؟

خدارا انصاف فرمائیے! شرک و بدعت کی اس خانہ ساز شریعت میں میلاد و عرس جیسے کام (جن میں عظمتِ انبیاء کرام و اولیاء عظام ہے) جن کے ثبوت پر قرآن وسنت سے دلائل

وبراہین کا سیل رواں موجود ہے وہ تو بدعت وحرام قرار پائیں لیکن آپ کی تقریباً سب بدعتیں بغیر کسی روک ٹوک اور محذور شرعی کے جائز ہو جائیں۔ کیا کتاب وسنت سے کوئی ایسا حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے جس میں میلاد وعرس وغیرہ کو تو بدعت وحرام قرار دیا گیا ہو اور دیگر متذکرہ بالا امور کو جائز وسنت قرار دیا گیا ہو؟ آپ اپنے اصولوں کو سامنے رکھ کر ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک کتاب وسنت سے ایسی کوئی دلیل خاص ہرگز ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔

ھا تو ابرھانکم ان کنتم صدیقین۔

کیا جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ ناجائز وبدعت ہے؟

اعتراض ......: اکثر وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا خواہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اس کو اختیار نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ بدعت اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔

......جواب......

اولاً : یہ اصول وہابیہ بھی کسی دلیل خاص سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابۂ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اس اصول کو اختیار کیا تو اصول وہابیہ کے پیش نظر ان کا یہ اصول خود ہی بدعت ہے۔ تو پہلے اپنے اصولوں کو دلیل سے ثابت کریں پھر اعتراض کریں۔

ثانیاً: امت میں سب سے افضل صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم**'' اور خود ان حضرات کا اپنا عمل یہ تھا کہ جب ان کے سامنے ایسا معاملہ آتا تو ان کا اصول یہ تھا کہ اگر نیا کام اچھا ہوتا اور اصول شرع سے متصادم نہ ہوتا تو اسے اختیار کرتے۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے:

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

مجھے بلایا جبکہ یمامہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے کتنے ہی قاری شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ قاریوں کے مختلف مقامات پر شہید ہو جانے کے باعث قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا، لہذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔

''قلت لعمر کیف افعل شیئا لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا (تو اس کے جواب میں حضرت عمر نے فرمایا)

''قال عمر هذا و اللہ خیر''

(تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! (بیشک حضور ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ کام (کرنا) اچھا ہے۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اس بارے میں مجھ سے بحث کرتے رہے

''حتی شرح اللہ صدری لذلک و رایت فی ذلک الذی رای عمر''

یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ کھول دیا اور میں حضرت عمر کی رائے سے متفق ہو گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نوجوان آدمی ہو صاحب عقل و دانش ہو اور تمہاری قرآن فہمی پر کسی کو کلام بھی نہیں۔ اور تم رسول اللہ ﷺ کو وحی بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ پس سعی بلیغ

کے ساتھ قرآن کریم کو جمع کر دو۔ پس خدا کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو اُسے اِس سے بھاری نہ سمجھتا جو مجھے حکم دیا گیا کہ قرآن کریم کو جمع کروں۔

قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم،"

میں عرض گزار ہوا کہ آپ لوگ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟

"قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ،فتتبعت القران ا جمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال .. الخ" انہوں نے فرمایا، خدا کی قسم۔ (بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ بہتر ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برابر مجھ سے فرماتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ بھی اسی طرح کھول دیا جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کھول دیا تھا۔ پس میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں، پتھروں کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کرنے لگا۔

(صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن ص ٧٤٥)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(١)...... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایجاد کردہ کام بھی بدعت ہی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ بدعت نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر و حضرت زید رضی اللہ عنہ اس کو کرنے پر انکار ہی نہ کرتے بلکہ فوراً عمل کر دیتے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ان کے ایجاد کردہ کاموں کو اچھی بدعت، یا بدعت حسنہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح با جماعت پڑھنے کا حکم فرمایا تو اس موقع پر فرمایا "**نعمت البدعة ھذه**" یہ اچھی بدعت ہے۔ (بخاری)۔

(٢)...... ہر بدعت (نیا کام) گمراہی و ضلالت نہیں ہوتی۔ اگر ہر بدعت گمراہی و ضلالت

ہوتی تو حضرت ابوبکر وعمر وزید رضی اللہ عنہم قرآن کو جمع کرنے والا نیا کام نہ کرتے۔

(۳)......ایسی بدعت (نیا کام) جو از روئے دین و شریعت اچھا ہو تو ایسی بدعت (نیا کام) جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری کی مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ کرام کے یہ الفاظ ''ھذا و اللہ خیر '' خدا کی قسم! (بیشک حضور ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ کام (کرنا) اچھا ہے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ دین میں خیر والا کام اگرچہ بدعت (نیا) ہو ضلالہ (بُری بدعت) نہیں بلکہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) ہے اور اس کا کرنا جائز اور کارِ ثواب ہے۔

(۴)...... بخاری کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور نے کوئی کام نہ کیا اور آپ کی حیات ظاہری کے بعد اس خیر والے کام کو اختیار کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۵)......حضور ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کام کار خیر نہیں کیوں کہ وہ کام ناجائز وحرام اسی وقت ہوگا جب سنت وشرع کے خلاف ہو ورنہ نہیں۔ اور وہ اچھے کام جو خلافِ سنت وشرع نہ ہوں بلکہ از روئے شرع اچھا ہو تو اگرچہ حضور ﷺ نے نہ بھی کیے ہوں پھر بھی ان کے اختیار کرنے میں حرج نہیں۔ بلکہ ایسے اچھے کاموں پر اجر وثواب بھی ملتا ہے۔ مثلاً قرآن واحادیث کا جمع کرنا، دینی مدارس کا قیام وغیرہ۔

(۵)...... بلکہ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث سے وہابیہ کا یہ اصول بھی باطل ہو گیا جو عام طور پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اس کام میں کوئی خیر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور کیا ہوتا کیوں کہ جمع قرآن کا عمل حضور اکرم ﷺ نے نہ کیا مگر جب حضرات شیخین نے اس کو انجام دینے کا ارادہ کر لیا تو علت یہی پیش کی کہ اگر اس کام کو حضور اکرم ﷺ نے نہیں کیا مگر اس میں خیر ہے، اور اسی علت کی وجہ سے جمع قرآن کے مسئلے میں اتفاق ہوا۔

ایک دیوبندی کی جاہلانہ تاویل

تاویل......:ایک دیوبندی صاحب کا خطاب سننے کا موقع ملا تو وہ یہاں یہ تاویل کررہے تھے کہ یہ عمل بطور علاج ہے بطور ثواب نہیں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بطور علاج یہ عمل کیا لہٰذا اس کو بدعت حسنہ کے لئے دلیل نہیں بنا جا سکتا۔

......ازالہ......

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بطور علاج والا اصول کون سی دلیل خاص سے ثابت ہے؟ کہاں یہ لکھا ہے کہ اگر نیا کام بطور علاج کیا جائے تب بدعت نہیں کہلائے گا اور بطور ثواب ہوگا تو بدعت کہلائے گا؟ عجیب بات ہے کہ علماء وہابیہ جو مرضی گھر میں بیٹھ کر اصول بنا لیتے ہیں اور اپنے کاموں کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن سنیوں کے لئے ہمیشہ دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں۔

پھر اس روایت پر ہی غور کریں تو بات واضح ہے کہ وہ اس عمل کو بطور علاج نہیں کررہے تھے، اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً یہ فرما دیتے کہ بے شک یہ کام کرنا چاہیے کیونکہ یہ بطور علاج ہے۔اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ حرج نہیں، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوا جیسا کہ روایت شاہد ہے تو اس لئے بطور علاج کی یہ تاویل باطل اور من گھڑت ہے بلکہ جس بات پر اس وقت تمام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کا اجماع ہو گیا تھا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل نہیں کیا لیکن [''ھذا و اللہ خیر''] یعنی اچھا کام ہے تو کر سکتے ہیں۔اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے اسی اجماعی اصول پر ہم بھی قائم ہیں کہ ایسا نیا کام جو خیر ہو اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کو اختیار کیا جا سکتا ہے وہ بدعت ضلالہ ہرگز نہیں۔

میرے محترم مسلمان بھائیو!

الحمدللہ عزوجل! قرآن وحدیث اور اکابر علماء امت کے حوالہ جات سے یہ بات بالکل

واضح ہو کر سامنے آ گئی کہ بعض نئے کام ایسے بھی ہیں کہ کبھی ان پر عمل کرنا واجب، کبھی مکروہ، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہوتا ہے۔ علماء امت نے مطلقاً ایسے کاموں کو حرام، ناجائز یا بدعت ضلالہ نہیں کہا بلکہ ان کی اقسام بیان فرما کر ان کا حکم شرعی واضح فرمایا ہے۔

لہٰذا ہر نئے کام کو بدعت ضلالہ کہہ کر امت مسلمہ کو بدعتی و جہنمی قرار دینا سراسر غلط اور خارجیوں کا طریقہ ہے۔ اللہ عزوجل! ہمیں اس فعل بد سے محفوظ فرمائے اور حق بات سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اعتذار

بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلط بات و مسئلہ یا استدلال "دین اسلام و مسلک اہلسنت اور علماء دین" کے خلاف سرزد ہو گیا ہو تو ہم اپنی ان تمام چھوٹی بڑی غلطیوں سے بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں، اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کے صدقے ہماری تمام چھوٹی بڑی غلطیوں کو معاف فرمائے! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مقبول ﷺ کے صدقے ہم سب کے علم و عمل و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم ۔

طالب دعا: احمد رضا قادری سہارنپوری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ......: بدعت کے موضوع پر یہ رسالہ جو پیش کیا گیا ہے وہ علماء اہل سنت کی کتب و رسائل سے ماخوذ ہے اور انہیں کی کتب کے خلاصہ کو اپنے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غلطی نظر آئے تو علماء اہل سنت ہماری اصلاح فرما کر مطلع فرمادیں۔ جزاک اللہ خیرا.

فہرست اسمائے گرامی معاونین

بموقع عرس صد سالہ امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۴۴۰ھ-۲۰۱۸ء

نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	اسماء گرامی
۱	مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ	۱۸	توصیف خان
۲	نعیم خان	۱۹	زاہد خان
۳	لئیق خان	۲۰	عبدالوحید خان
۴	شاہد رضا خان	۲۱	فضل الرحمٰن خان
۵	ارشاد خان	۲۲	شاہد خان
۶	شمس الحق خان	۲۳	اظہار خان
۷	ریاض خان	۲۴	امید علی خان
۸	آصف خان	۲۵	خالد خان
۹	نفیس خان	۲۶	شاہد خان
۱۰	حاجی کرم علی	۲۷	اشتیاق خان
۱۱	شمشیر علی خان	۲۸	ابرار خان
۱۲	عبدالحسن خان	۲۹	اطیع اللہ خان
۱۳	ارشاد خان	۳۰	عبدالرحیم منصوری
۱۴	اشراق خان	۳۱	سفیان خان
۱۵	احمد رضا خان	۳۲	افضل خان
۱۶	رفاقت خان	۳۳	نظام شیخ
۱۷	رہبر حسین خان		